آفتابِ ولایت

مؤلفہ

پروفیسر فیاض کاوش

ناشر

مکتبۂ وارثیہ ۔ میرپور خاص

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (القرآن)

(اہلِ ایمان کو اللہ سے بڑی محبت ہوتی ہے)

آفتابِ ولایت

(حصہ اوّل)

سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

کی نورانی سوانح حیات

عنوان ہذا پر سب سے زیادہ موثر، مختصر، سلیس اور جامع کتاب

مؤلف

پروفیسر فیاض کاوش

مکتبہ وارثیہ ○ میرپور خاص (سندھ)

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــــــ آفتابِ ولایت

مؤلف ـــــــــــــ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش

کتابت ـــــــــــــ شاہ محمد چشتی قصوری

صفحات ـــــــــــــ ۲۴۷

تعداد ـــــــــــــ ایک ہزار

طبع اول ـــــــــــــ ۱۹۷۷ء

مطبع ـــــــــــــ مشہور آفسٹ پریس کراچی

قیمت ـــــــــــــ

ملنے کا پتہ

مکتبۂ وارثیہ، نزد نیو لیاقت اسکول لال چند باغ کالونی، میرپور خاص

(سندھ)

Marfat.com

فہرست

حصۂ اول

۱ انتساب ۱۱

۲ حرفِ آغاز ۱۳

۳ تعارف ۱۸

۴ افتتاحیہ ۲۱

۵ منقبت از مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد ۲۵

۶ نامِ نامی اسمِ گرامی ۲۷

۷ نسب نامہ ۳۰

۸ خاندانی حالات ۳۳

۹ دلیلِ آفتاب
(ولادت کی پیشین گوئیاں) ۳۶

۱۰ آفتاب آمد
(ولادت کے حالات) ۴۰

۱۱ سنتِ یتیمی و لیسیری ۴۱

۱۲ عہدِ طفولیت ۴۱

۱۳ تعلیم و تربیت ۴۲

۱۴ کفالت ۴۳

۱۵ بیعتِ طریقت ۴۴

Marfat.com

۱۶	دستارِ خلافت	۴۵
۱۷	شجرۂ شریف	۴۷
۱۸	سیر و سیاحت	۴۸
۱۹	اٹاوے میں تشریف آوری	۴۸
۲۰	حضرت بیدم شاہ وارثی	۴۹
۲۱	شکوہ آباد میں قیام	۵۰
۲۲	من تو شدم تو من شدی	۵۱
۲۳	فیروز آباد میں تشریف آوری	۵۳
۲۴	آگرہ میں ورودِ مسعود	۵۴
۲۵	جے پور میں آمد	۵۶
۲۶	آستانۂ خواجہ پہ حاضری	۵۷
۲۷	بمبئی میں ضو فشانیاں	۵۸
۲۸	سفرِ حجاز	۵۹
۲۹	جدہ میں طلوعِ آفتاب ولایت	۶۲
۳۰	ہے مکہ سے افضل مدینہ تمہارا	۶۴
۳۱	بغداد شریف میں عزت افزائی	۶۷
۳۲	اپنی کمائی	۶۸
۳۳	وطنِ عزیز کو واپسی	۶۹
۳۴	ترکی کا سفر	۷۰
۳۵	یورپ میں تبلیغِ روحانیت	۷۳
۳۶	وطن واپسی	۷۶
۳۷	آدابِ احرام پوشی	۷۷

Marfat.com

۳۷ ذرہ ذرہ ہے مظہرِ خورشید
(مخصوص احرام پوشوں کے حالات) ۷۸
۳۸ سلسلہ وارثی میں اتحاد و محبت ۸۱
۳۹ وارثی تعلیمات ۸۳
۴۰ شانِ فقر ۸۶
۴۱ چشمِ وارث ۸۷
۴۲ نگاہِ ناز کی کرشمہ سازیاں ۸۸
۴۳ چشمِ وارث کی مسیحائی ۹۰
۴۴ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں ۹۱
۴۵ نورانی شخصیت ۹۵
۴۶ وارثی رنگ ۹۶
۴۷ آفتابِ ولایت کے حضور علماء و مشائخ کا خراجِ تحسین ۹۷
۴۸ موحّد اعظم ۹۸
۴۹ وارث تجھ میں میں وارث میں ۹۹
۵۰ علمائے فرنگی محل کی خوش اعتقادی ۱۰۰
۵۱ وارث پاک کے حضور علامہ اقبال کی بے زبانی ۱۰۱
۵۲ دربارِ وارث میں سرسید کی گریہ زاری ۱۰۲
۵۳ اکبر کا منظوم خراجِ عقیدت ۱۰۳
۵۴ حضرت خواجہ حسن نظامی کا نذرانۂ عقیدت
(اخبار "وکیل" دہلی کا خراجِ تحسین) ۱۰۵
۵۵ حضرت ریاض خیر آبادی کا نذرانۂ عقیدت ۱۰۶
۵۶ ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی درگاہ وارث پہ حاضری ۱۰۷

Marfat.com

۵۷ ذرے سے آفتابِ ولایت کی بارگاہ میں
(ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی مراسلت) ۱۰۸
۵۸ خان بہادر سر شیخ عبدالقادر بیرسٹر ایٹ لا کا بیان ۱۰۹
۵۹ آنریبل جسٹس سید شرف الدین کی گرفتاری ۱۰۹
۶۰ آفتابِ ولایت کا فیض عالمِ خواب میں ۱۱۱
۶۱ آتش پرست کے دل میں آتشِ عشقِ الہٰی ۱۱۲
۶۲ پریم جوگ ۱۱۳
۶۳ خدا نما صورت ۱۱۵
۶۴ جگن ناتھ پر آفتابِ ولایت کے انوار ۱۱۶
۶۵ آفتابِ ولایت کے انوارِ روحانیت کا فیضِ عام ۱۱۷
۶۶ خلقت کا اژدہام ۱۱۷
۶۷ نگاہِ کیمیا گر ۱۱۹
۶۸ عادات و خصائل ۱۲۴
۶۹ رفیق القلبی و غریب نوازی ۱۲۴
۷۰ آفتابِ ولایت کی ذرہ نوازی ۱۲۶
۷۱ عاجزی و انکساری ۱۳۰
۷۲ خود نمائی سے نفرت ۱۳۱
۷۳ لطافتِ جسمی، نام و نمود سے پرہیز ۱۳۲
۷۴ شانِ توحید ۱۳۳
۷۵ شانِ تجرد ۱۳۳
۷۶ اندازِ گفتگو ۱۳۴
۷۷ شرم و حیا ۱۳۴
۷۸ لیٹنے بیٹھنے کے آداب ۱۳۵

Marfat.com

۷۹ قصہ کہانی ۱۳۶
۸۰ اخلاق حسنیٰ (حسن سلوک) ۱۳۷
۸۱ تواضع کا پہلا اور آخری سبق ۱۳۸
۸۲ علماء کی تواضع ۱۳۸
۸۳ شریعت کا احترام ۱۳۹
۸۴ نماز کی پابندی ۱۴۰
۸۵ حج کا شوق ۱۴۲
۸۶ حاجی صاحب کا لقب ۱۴۳
۸۷ روزہ کی عادت ۱۴۴
۸۸ سنت کی پیروی ۱۴۵
۸۹ کھانے پینے کے آداب ۱۴۵
۹۰ خاص غذا ۱۴۶
۹۱ اللہ کا نام ۱۴۷
۹۲ زاہد کی تعریف ۱۴۷
۹۳ تعویذ گنڈے کی ممانعت ۱۴۸
۹۴ درود شریف کی ہدایت ۱۴۸
۹۵ قرآنِ پاک سے محبت ۱۴۹
۹۶ محرم الحرام کا احترام ۱۵۰
۹۷ گیارہویں شریف کا اہتمام ۱۵۰
۹۸ میلاد شریف میں قیام ۱۵۰
۹۹ طریقت کا ادب ۱۵۱
۱۰۰ وضعداری ۱۵۳
۱۰۱ وضعداری کا پھل ۱۵۴

Marfat.com

۱۰۲ فقر و رضا	۱۵۵
۱۰۳ نورانی سراپا شریف	۱۵۷
۱۰۴ پلئے مبارک — نازک پھول، شفاف آئینہ	۱۵۸
۱۰۵ خوشبوئے سیادت	۱۵۹
۱۰۶ مگس کو باغ میں جانے نہ دینا	۱۶۰
۱۰۷ سرکار وارث پاک کی شانِ عیسوی	۱۶۲
۱۰۸ وصال حق	۱۶۶
۱۰۹ پس چپا شد آفتاب اندر حجاب	۱۷۴
۱۲۰ سلامِ عاشقانہ	۱۷۷
۱۲۱ ہدیہ سلام	۱۷۸
۱۲۲ گاگر شریف	۱۸۰
۱۲۳ خبر وصال پاک	۱۸۱
۱۲۴ ملہار برہ وگ	۱۸۱
۱۲۵ اختتامیہ	۱۸۲

حصۂ دوم

۱۲۶ سلام	۱۸۸
۱۲۷ سلسلہ وارثیہ کی ترویج و ترقی	۱۹۰
۱۲۸ احرام پوش فقیر کا احترام	۱۹۱
۱۲۹ ولادت ثانیہ	۱۹۳
۱۳۰ نام کی تبدیلی	۱۹۴
۱۳۱ یا وارث (منظوم)	۱۹۵
۱۳۲ سلسلہ وارثیہ میں تجرد کی اہمیت	۱۹۵

Marfat.com

۱۳۳ سلام ۱۹۹
۱۳۴ سلسلہ وارثیہ میں توکل کی اہمیت ۲۰۰
۱۳۵ احرام کا کفنی ۲۰۴
۱۳۶ احرام کی پیلی رنگت ۲۰۵
۱۳۷ چادر شریف (منظوم) ۲۰۷
۱۳۸ سلسلہ وارثیہ میں نقش وتعویذ اور عملیات کی ممانعت ۲۰۸
۱۳۹ مدعا رشاہ وارث ۲۱۱
۱۴۰ عاشق کی آخری منزل ۲۱۲
۱۴۱ شریعت اور محبت ۲۱۲
۱۴۲ گگریا سادھو بھری ۲۱۴
۱۴۳ تارکِ نماز وارثی نہیں ہو سکتا ۲۱۵
۱۴۴ وارثی فقیر کی پہچان ۲۱۸
۱۴۵ روحانی باپ (وارث پاک) ۲۲۱
۱۴۶ ہوالوارث (منظوم) ۲۲۲
۱۴۷ تصورِ شیخ ۲۲۳
۱۴۸ دل میں سمائے وارث ۲۲۶
۱۴۹ محبت میں رقابت ۲۲۶
۱۵۰ وارث پیا ڈوری چھوٹی جائے ۲۲۸
۱۵۱ وارث پاک کا سلسلہ طریقت ۲۳۰
۱۵۲ شجرے کی حقیقت ۲۳۱
۱۵۳ دستِ بیعت ۲۳۲
۱۵۴ بیعتِ اویسی ۲۳۲
۱۵۵ بیعتِ رضوان ۲۳۳

Marfat.com

۱۵۶	خواب کی بیعت	۲۳۳
۱۵۷	جسے دیکھو ہے پروانہ مرے مخدوم وارث کا (منظوم)	۲۳۴
۱۵۸	گاگر شریف (منظوم)	۲۳۵
۱۵۹	حقیقی بیعت	۲۳۶
۱۶۰	سب وارثیوں کا ایک وارث	۲۳۶
۱۶۱	عاشق کا جانشین خلیفہ	۲۳۸
۱۶۲	خلافت، جانشینی اور سجادگی کا خاتمہ	۲۳۹
۱۶۳	قلبِ مضطر (منظوم)	۲۴۰
۱۶۴	وارثی تصرفات	۲۴۱
۱۶۵	جمالِ وارثی	۲۴۵
۱۶۶	مناجات	۲۴۶
۱۶۷	ماخذ کتاب	۲۴۸

Marfat.com

انتساب

ساغر چھوا بھی ہو تو مرے ہاتھ ٹوٹ جائیں
ناصح میں کیا کروں وہ نظر سے پلا گئے

اس حسین خواب کے نام ——— جس میں سرکار "وارثِ پاک" نے مجھے "دیوے شریف" ——— بلوایا ——— اپنا آستانہ دکھایا ——— رو برو بٹھایا ——— اپنا بنایا ——— اور چلتے وقت اپنے دستِ خاص سے تبرک عطا فرمایا ——— !

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ
ذرہ آفتاب تابانیم

فیاض کاوش ———

Marfat.com

حرفِ آغاز

نہ شبم نہ شب پرستم چو حدیثِ خواب گویم
کہ ضیائے آفتابم ہمہ آفتاب گویم

آفتابِ ولایت ——— سیدنا حافظ حاجی وارث علی شاہ (اعلی اللہ مقامہ) کاظمی سادات کے حسین گلدستے کے گلِ نوبہار ہیں، ۱۸۲۲ء میں دیوہ شریف (ضلع بارہ بنکی یو۔پی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں آپ قرآنِ کریم حفظ فرما چکے تھے۔ صرف چودہ سال کی عمر تھی کہ اہلِ طریقت کے دستور کے مطابق آپ کی دستار بندی بھی ہو گئی اور اسی وقت سے آپ کی ذاتِ بابرکات سے سلسلۂ رشد و ہدایت بھی جاری ہو گیا۔ ۱۵ سال کی عمر میں دربارِ خواجہ میں حاضر ہوئے تو جوشِ ادب نے جوتا پہننا بھی ترک کرا دیا ——— پہلے حج کے لئے احرام جو باندھا تو ہمیشہ کے لئے دنیاوی لباس ہی ترک فرما دیا ——— جدِ اعلیٰ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو "صفتِ ابوترابی" کے اثر سے زندگی بھر کے لئے فرشِ خاک کو اپنا بستر بنا لیا ——— کربلا پہنچے تو تشنہ لب شہیدوں کے غم میں ہمیشہ کے لئے بھوک پیاس کو اپنا توشہ بنا لیا ——— روزے تو شروع سے رکھتے آئے تھے مگر اب مسلسل سات سات روز تک افطار نہ فرماتے تھے ——— حج بیت اللہ شریف کی سعادتیں کم عمری ہی میں حاصل کرنے لگے تھے، بغیر سامانِ سفر کے، پیدل ہی دیارِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف روانہ ہو جایا کرتے تھے، پھر سالہا سال وطنِ عزیز کی طرف لوٹ کر واپس نہ آتے تھے، دورانِ حج روزانہ مسجدِ حرام میں دو رکعت میں پورا کلامِ پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ کی نورانی شخصیت میں وہ مقناطیسی اثرات تھے کہ سارا زمانہ آپ کی طرف کھچا چلا آتا تھا، مقدس جسم میں برقی لہریں دوڑا کرتی تھیں اور آنکھوں میں نورِ الٰہی کی بجلیاں کوندا کرتی تھیں، آپ کی خدا نما صورت کو جس نے ایک بار دیکھا وہ ہمیشہ کے لئے فریفتہ ہو گیا —— عرب کی سیاحت کے دوران خود اہلِ عرب آپ کے مرید ہوئے، سیر کرتے ہوئے ترکی پہنچے تو سلطان عبدالمجید خاں بمع اہل و عیال آپ کی غلامی میں آ گئے —— یورپ کی سیر و سیاحت کے دوران جرمن کے شہزادے بسمارک نے آپ کی میزبانی کے فرائض انجام دئے —— اشہزادہ سردیا آپ کا مرید ہوا —— اور شہزادہ ملان معتقد ہو کر آپ کا مطیع و فرمانبردار رہا۔

اس طرح بارہ سال تک مسلسل آپ عرب و حجاز، ایران و عراق، فلسطین و شام، مصر و ترکی، روس و جرمنی اور تمام یورپ میں روحانیت کا تبلیغی دورہ کرتے رہے، غرضیکہ آپ نے اسلام کی بلند ترین روحانی تعلیمات کو ساری دنیا میں عام کیا —— اور عشقِ الٰہی کی لامحدود لافانی اقدار کو اپنی بے پناہ قوتِ باطنی سے دلوں میں جاگزیں فرمایا ؎

رہے نہ روح کی پاکیزگی تو ہے ناپید

ضمیرِ پاک و خیالِ بلند، ذوقِ لطیف! (اقبال)

غرض کہ ساری دنیا میں آپ نے روحانیت کے تبلیغی دورے کئے، آپ کا روحانی مشن عالمگیر تھا۔

آپ کی ساری زندگی غمِ محبت سے شعلہ زار اور عشقِ الٰہی سے سرشار تھی، حضرتِ نیاز بریلوی کا یہ مصرعہ اکثر آپ کی زبان مبارک پر رہا کرتا تھا ع

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو

ساری زندگی میں آپ کا کوئی سانس ذکرِ الٰہی سے کبھی خالی نہ گیا، آخر وقتِ وصال تک ایک وقت کی نماز کو کئی کئی بار ادا فرمایا، احرام کو کفن اور زمین کو قبر کی منزل سمجھا چنانچہ —— مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا —— کی سچی تصویر بنے رہے ؎

دل کو خیالِ یار نے مخمور کر دیا

ساغر کو رنگِ بادہ نے پُر نور کر دیا

زندگی میں کبھی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچائی حتیٰ کہ کبھی کسی جاندار پر سواری تک نہ فرمائی

Marfat.com

—— نہ ہی اپنی راحت کا کچھ سامان کیا، انتہا یہ کہ کبھی مسہری، پلنگ، تخت، چوکی، کوچ، کرسی، مونڈھے وغیرہ تک پر آرام نہ فرمایا، نہ کبھی مسند لگائی، نہ سر کے نیچے تکیہ رکھا، نہ تمام عمر آسودہ ہو کر کوئی غذا کھائی، نہ کبھی کسی مزیدار غذا کی طرف رغبت فرمائی اور نہ ہی کسی بدمزہ چیز سے نفرت کا اظہار کیا، غرضیکہ ساری زندگی بھوک اور سیر شکمی کا ایک جیسا اثر لیا نتیجہ یہ کہ زبان سے نمک اور شکر کا امتیاز ہی ختم ہو چکا تھا۔ تسلیم و رضا کی ایسی عادت ڈالی تھی کہ اپنی بڑی سے بڑی تکلیف کا کبھی اظہار تک نہ ہونے دیا چنانچہ نہ کبھی کراہے، نہ آہ کی —— نہ کسی کا شکوہ کیا، نہ کسی سے شکایت کی —— صبر و ضبط کو اس درجہ اپنایا تھا کہ سردی گرمی کا احساس ہی جاتا رہا تھا۔

لوگ آپ کی قوتِ برداشت دیکھ کر حیران ہوا کرتے تھے، لیکن اگر کوئی آپ کے صدق وصفا کی تعریف کرتا تھا تو آپ شرما کر اپنی گردن جھکا لیا کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے اپنی روحانی قوت کی پردہ داری اس طرح فرماتے تھے جیسے کوئی اپنا عیب چھپاتا ہو —— آپ نے کبھی بھی خود کو کسی سے برتر نہ سمجھا اور نہ ہی کسی غیر کو اپنے سے کمتر جانا —— نہ اپنی تعریف سے کبھی خوش ہوئے اور نہ ہی اپنی برائی سُنکر کبھی ناراضگی کا اظہار کیا —— سونے چاندی کو کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا، روپے پیسے کو کبھی بھول کر بھی ہاتھ نہ لگایا، دوسروں کی راحت و آرام کا بہرحال خیال رکھا اور اپنی ذات کے لئے کسی تکلیف کو تکلیف نہ جانا، تمام عمر کسی سے کچھ نہ مانگا اور اپنے دَر سے کسی مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا —— پابندیٔ وضع کا یہ عالم تھا کہ جو بات ایک بار آپ سے سرزد ہو گئی پھر وہی ہمیشہ کے لئے آپ کی مستقل عادت بن گئی —— چہرۂ انور جیسا روشنی میں نظر آتا تھا ویسا ہی اندھیرے میں صاف و شفاف دیکھ لیا جاتا تھا —— پائے مبارک کبھی خاک یا کیچڑ میں آلودہ نہ پائے گئے، تمام عمر دنیا بھر کا پیدل سفر کرنے کے باوجود تلوے ماں کی گود میں رہنے والے بچے کی طرح نرم و نازک تھے، ہر مجمع میں آپ سرفراز و سربلند نظر آتے تھے —— حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والے اپنے ہوش و حواس کبھی قائم نہ رکھ سکے ؎

رُو برو اس کے کچھ نہیں معلوم
کیا ہوا بے خودی میں کیا نہ ہوا

Marfat.com

—— گفتگو مختصر مگر جامع ہوتی تھی، چھوٹے چھوٹے فقرے دل کے پار ہو جاتے تھے ؎

تاثیرِ برقِ حسن جو اُن کے سخن میں تھی
اک لرزشِ خفی مرے سارے بدن میں تھی

آپ کی بزرگی کا چرچا برِّصغیر کے علاوہ ایشیا، افریقہ اور یورپ کے باشندوں تک پھیلا ہوا تھا، تقریباً ڈیڑھ لاکھ غیر مسلموں کو آپ نے مشرف بہ اسلام کیا اور ہزاروں مشرکوں کو موحّد بنا دیا [۱]

آپ کے معتقدین میں ہندوستان کی بڑی بڑی ہستیاں شامل تھیں مثلاً سر سید احمد خاں، استاد ناسخ، مولانا حسرت موہانی، اصغر گونڈوی، ریاض خیرآبادی، بے نظیر شاہ، سیماب اکبرآبادی، مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد، وزیرِ اعظم دکن، میر محبوب علی خاں، نظام حیدرآباد دکن، سر شیخ عبدالقادر بیرسٹر ایٹ لا، علامہ اقبال و دیگر علمائے فرنگی محل [۲]

ذاتِ وارث سے دوست و دشمن یکساں فیض پاتے تھے اور ہر ملک و ملت کے لوگ آپ کے رنگ میں رنگے نظر آتے تھے ؎

اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ
شیخ و میخوار جُدا، کافر و دیندار جُدا

چنانچہ آپ کے یہاں ذات پات، رنگ و نسل اور کسی قوم و ملت کی کوئی تفریق نہ تھی —— دربارِ وارث میں راجوں، مہاراجوں، ریاست کے والیوں اور نوابوں کی صف میں غریب جُوڑے چمار دل، خاکروبوں اور مہتروں کو جگہ ملتی تھی —— محض عشقِ الٰہی کے سبب آپ کو مخلوقِ خدا سے پیار تھا —— آپ کا مسلک —— عشقِ الٰہی کا مسلک تھا —— آپ کا پیغام —— محبت —— کا پیغام تھا —— ! اگر —— عشقِ الٰہی —— کی شان دیکھنا ہو تو —— دربارِ وارث میں آؤ —— یہاں

---

[۱] خواجہ حسن نظامی : اخبار الوکیل، ۲۴ مارچ ۱۹۰۹ء

[۲] مشکوٰۃ حقانیہ۔

چھوٹے، بڑے، پیر، مرید سب ایک ہی رنگ میں رنگے نظر آئیں گے —— اللہ کے فقیروں میں کوئی تفریق نہیں —— چنانچہ نہ یہاں کوئی سجادہ ہے نہ سجادہ نشین —— نہ کوئی مسند ہے نہ مسند آرا —— نہ کسی خلیفہ کا انتظام ہے نہ خلافت کا اہتمام —— یہاں تو سب کا طرز فقیرانہ ہے —— اور سب کا لباس عاشقانہ! —— فرشِ زمین سب کا بستر ہے اور فقط اللہ کی ذات پر تکیہ! ؎

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

بس ایک —— عشق —— ہے جو سب میں قدرِ مشترک ہے —— سب کا ایک والی ہے —— سب کا ایک وارث!

—— بڑے بڑے نواب اور راجے مہاراجے اس دربار میں طوقِ غلامی کا ارمان لیکر آتے ہیں اور "فقیر" بن کر جاتے ہیں —— اور غریب و نادار اس سرکار سے —— "شاہ" کا لافانی اور لازوال خطاب پاتے ہیں ؎

آج ان ذرّوں کو بھی ناز اپنی تابانی پہ ہے
تیرے در کا نقشِ سجدہ جن کی پیشانی پہ ہے

ذرّۂ ناچیز

فیاض کاوش ۱۹۰۵ء

صدر شعبۂ اردو شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج ۱۳۹۵ھ

میرپورخاص، تھرپارکر (سندھ)

تعارف

از

جناب صغیر حسن زبیری وارثی نبیرۂ قطبِ عالم حضرت حافظ حسن خاں زبیری وارثی علیگڈھی

پروفیسر فیاض احمد خاں صاحب کاوش ——— ایک اچھے انسان ہیں اور فی الواقع جو اچھا انسان ہوتا ہے وہی اچھا ادیب بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے بہت سے ادیب' آداب انسانیت سے عاری ہیں ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش صاحب ——— عالی اخلاق' فراخ دل' بلند حوصلہ اور ہمدرد و غمگسار انسان ہیں ——— ہاں کچھ جذباتی ضرور ہیں مگر جب یہی جذبات نظم و نثر کا روپ دھارتے ہیں تو دلوں پر اثر و تاثیر کی بجلیاں گراتے ہیں، وہ بے باک و بے تکلف اور سادہ مزاج ہیں اور یہی خوبیاں ان کی تحریر میں موجزن ہیں ؎

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

فیاض کاوش صاحب پٹھانوں کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے شہر اٹاوہ (یو۔پی) میں پیدا ہوئے۔ مدرسۂ تعلیم القرآن میں قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کر کے ملک کی مشہور قدیم درس گاہ ——— اسلامیہ ہائی سکول (اٹاوہ) میں داخل ہوئے جہاں سے ۱۹۵۲ء میں میٹرک پاس کیا۔

فیاض کاوش صاحب کی زندگی کا ابتدائی دور ایک ایسے ماحول میں گزرا جو دینی اور مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ شاعرانہ اور ادیبانہ بھی تھا ——— آئے دن

Marfat.com

میلاد اور عرس کی محفلیں، قوالیاں اور مشاعرے! ——— اس ماحول نے فیاض کاوش صاحب کی طبیعت میں گداختگی پیدا کی۔ وسیع و عریض آستانۂ وارثیہ مکان سے ملحق تھا جہاں احرام پوش فقراء کی نورانی محفلیں ہوا کرتی تھیں یہیں حضرت ابوالحسن شاہ صاحب وارثی کا مزارِ پُر انوار ہے جہاں سالانہ عرس بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوتا ہے۔ اس وقت حضرت محمود شاہ صاحب وارثی کی پروقار اور پرکشش شخصیت فیاض کاوش صاحب کے سامنے تھی جو وضعداری کا کامل نمونہ اور کشف و کرامات کا نورانی مجموعہ تھی ——— اس زمانہ میں ایک لاکھ روپے کی لاگت سے وسیع و عریض آستانہ وارثیہ کی عالیشان تعمیر شاہ صاحب کی عالی ہمتی کی دلیل ہے جس میں شاہ صاحب کی مساعیٔ جمیلہ سے سلسلۂ وارثیہ میں منسلک ہو کر وارثی فقیر دور دور سے سمٹ سمٹ کر تربیت حاصل کرنے کے لئے یہاں آکر رہتے تھے ——— عملی تصوف کی انہیں مہکتی مہکتی فضاؤں میں فیاض کاوش صاحب نے آنکھ کھولی اور آستانۂ عالیہ کے پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھے۔

تقسیم کے بعد فیاض کاوش صاحب ۱۹۵۲ء میں پاکستان آکر میرپورخاص (سندھ) میں مقیم ہوئے اور شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپورخاص میں داخلہ لیا ساتھ ہی ساتھ کلکٹریٹ تھرپارکر میں ملازم ہو کر سرشتیدار ہو گئے ——— ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رہی۔ اس طرح بی۔اے پاس کر لیا تو ذوقِ درس و تدریس کی تسکین کے لئے گورنمنٹ ہائی سکول میں مدرس بن گئے۔ مدرسی کے دوران ایم۔اے پاس کر لیا تو گورنمنٹ کالج شکارپور (سندھ) میں لیکچرار مقرر ہوئے کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج سانگھڑ (سندھ) میں رہنے کے بعد اب ایک عرصہ سے شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپورخاص (سندھ) میں شعبۂ اردو کے صدر ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائضِ منصبی انجام دے رہے ہیں۔

فیاض کاوش صاحب مشاعروں اور ادبی محفلوں میں تو شروع سے حصہ

Marfat.com

لیتے رہے ہیں البتہ نثر نگاری کا آغاز دیر میں کیا۔ یوں تو پہلے بھی لکھتے رہے لیکن مستقل نہ لکھا۔ اب چند سالوں سے مستقل لکھ رہے ہیں۔ ان کے مضامین و مقالات، نظمیں اور نعتیں پاکستان کے وقیع جرائد میں شائع ہو رہے ہیں۔ اس وقت وہ نظم و نثر میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

عاشق وارث ہونے کی حیثیت سے ——— آفتابِ ولایت ——— ان کے روحانی تقاضوں کا منہ بولتا شاہکار ہے، یہ پروفیسر صاحب موصوف کی سات سالہ علمی جد و جہد کا تحقیقی سرمایہ ہے جو اب تک اس موضوع پر لکھی جانیوالی تمام کتب کا لبِ لباب اور عطرِ لاجواب ہے۔

میری دعا ہے کہ رب تعالیٰ اسے شرفِ قبولیت بخشے اور پروفیسر فیاض کاوش صاحب کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے، اللھم آمین۔

صغیر حسن خانؔ زبیری
مینجر نیشنل بنک (میونسپل برانچ) میرپور خاص
(سندھ)

افتتاحیہ

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی۔ ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) ـــــ
پی۔ ایچ۔ ڈی ـــــ ایس۔ ای۔ ایس درجہ اول

سیرت و کردار کی اہمیت کا کسی کو اندازہ نہ تھا، سب سے پہلے اسلام ہی نے اس طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ ـــــ سیرت ـــــ ایک عظیم حقیقت ہے ـــــ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ـــــ لیکن آج بھی بعض لوگ ـــــ علم و دانش کو ـــــ سیرت و کردار سے افضل سمجھتے ہیں ـــــ یقیناً علم افضل ہے لیکن علم کا مقصود ـــــ معرفت نفس یا ـــــ معراج انسانیت ہی ہے اس لئے ـــــ علم ـــــ مقصود بالذات نہ ہوا بلکہ مقصود حقیقی انسان کی اپنی سیرت ہے۔ علم کے ذریعہ اس کو بنانا سنوارنا ہے ـــــ لہٰذا سیرت کامل ـــــ علم و دانش سے بہتر ہے۔ اگر صرف علم و دانش ہی انسان کے لئے کافی ہوتے تو پھر ہمارا دور کاملین کا دور ہوتا ـــــ لیکن یہ کیا بات ہے کہ بیسیوں علوم و فنون دریافت ہوئے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں کتابوں کے لکھے جانے کے باوجود وہ بات پیدا نہ ہو سکی جو صاحبِ قرآن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سیرت و کردار سے پیدا کر دی۔

چنانچہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ایک سیرتِ کاملہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نے تو بلندیوں تک پہنچایا تھا۔ انہوں نے کسی مکتب و مدرسہ میں نہیں پڑھا تھا، صرف صحبتِ نبوی، صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آسمان تک پہنچایا تھا۔ پس صالحین اور کاملین سے منہ نہ موڑنا چاہئے کہ یہ خود زندگی سے منہ موڑنا ہے۔ جو لوگ حضرات اہل اللہ کو بے فیض سمجھ کر خود آگے بڑھنا چاہتے ہیں وہ اس نادان طالب علم

Marfat.com

کی مانند ہیں جو استاد سے منہ موڑ کر خود اپنے ذاتی مطالعہ سے اعلیٰ مدارج طے کرنا چاہتا ہے لیکن عالمِ اسباب میں تو وسائل کی ضرورت ہوتی ہے بغیر وسیلے کے مقصد تک پہنچنا مشکل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ خدا نے فرمایا ہے ——— مجھ سے مانگو، میں تمہیں دوں گا ——— مگر جب ہم کو قرآن کی زبان میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ ——— ہم کو ان لوگوں کی راہ دکھا جن پر تو نے انعام فرمایا، ان لوگوں کی راہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا ——— تو اس طرح در اصل مانگنے کا سلیقہ سکھایا جا رہا ہے ——— اب جب مانگنے والا ان برگزیدہ بندوں سے روگردانی کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے خدا سے روگردانی کرتا ہے کیونکہ خدا ہی نے ام الکتاب میں اپنے بندوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ انسان ——— جسم اور روح سے مرکب ہے اس لئے اس کو دوہری تعلیم اور دوہری معیشت کی ضرورت ہے۔ اگر روح نہ ہوتی، صرف جسم ہوتا تو پھر ایک قسم کی تعلیم اور ایک ہی قسم کی معیشت کافی تھی۔

علومِ ظاہری ——— درس و تدریس سے حاصل ہو جاتے ہیں لیکن علومِ باطن ——— کا تعلق روح سے ہے اس لئے علومِ باطن ——— صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ علومِ سائنس کا طالب علم ——— سائنسدان ہو سکتا ہے لیکن علومِ شریعت کا عالم ——— عارف ——— نہیں ہو سکتا، اس کے لئے ——— عملی تربیت ——— شرط ہے اور اسی عمل کا دوسرا نام ——— سیرت ——— ہے، چنانچہ علومِ باطن کے لئے ایسی سیرتوں کی ضرورت ہے جن میں یہ علوم جیتے جاگتے نظر آئیں ——— ایسا صاحبِ سیرت ——— مردِ کامل ——— ایک عظیم قوت ہے جو اپنے ماحول اور اپنے عہد پر اثر انداز ہوتا ہے ——— وہ اپنے عہد کا ایک روشن مینار ہوتا ہے جس سے چہار دانگ عالم جگمگا اٹھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ——— آفتابِ ولایت ——— حضرت حاجی

Marfat.com

حافظ وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کی سیرتِ پاک کا روشن مینارہ ہے جس کی تجلیوں سے لاتعداد تاریک دل جگمگا کر چراغِ ہدایت بن گئے۔ حضرت وارث علی شاہ صاحب "آفتابِ ولایت" ہی نہیں، آفتابِ محبت بھی تھے جو جہانِ انسانیت پر اس طرح چمکا کہ جس کو دیکھو اُن کی طرف کھنچا چلا آرہا ہے —— محبت میں بڑی کشش ہے —— یہ نہیں تو کچھ نہیں —— اسی لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بار بار فرمایا:

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ۔

"ہاں دیکھو جس کے دل میں محبت نہیں، اس کے دل میں ایمان نہیں —— بلاشبہ جس کے دل میں محبت نہیں، اس کے دل میں ایمان نہیں —— ہاں آگاہ ہو جاؤ۔ خبردار ہو جاؤ جس کے دل میں محبت نہیں، اس کے دل میں ایمان نہیں"

حضرت وارث علی شاہ کا مسلک، مسلکِ محبت تھا —— اس دنیا میں جو نفرت کی آگ سے دہک رہی ہے اور جہاں انسانیت محبت کو ترس رہی ہے —— آپ کی ذاتِ اقدس ایک عظیم سہارا ہے —— آپ کا تذکرہ خود محبت کا تذکرہ ہے ضرورت تھی کہ کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوتا اور اس سیرتِ پاک کو دلنشیں انداز سے پیش کرتا، خدا کا شکر ہے کہ یہ کام برادرِ مکرم پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش زبیدہ مجیدہ نے کر ڈالا —— یہ انہیں کی ہمت تھی —— وہ خود اس آفتاب محبت کے فدائی ہیں اور اہل اللہ کے شیدائی۔

عوام الناس کے استفادے کے خیال سے اس تالیف میں سلیس، صاف اور سادہ زبان استعمال کی گئی ہے اور اندازِ بیان رواں اور دل نشیں ہے۔ اختصار کو بہرحال پیشِ نظر رکھا ہے۔ اس سے قبل وارثِ پاک کے سیرت نگاروں نے عبارت آرائی کے جوہر دکھلاتے ہوئے جن باتوں کو کئی کئی صفحات میں پھیلا کر پیش کیا تھا، فاضل مؤلف نے ان کے نفسِ مضمون کو نہایت اختصار سے چند سطروں کے اندر

Marfat.com

سیدھی سادی عبارت میں پیش کر دیا ہے، سوائے ان چند مخصوص مواقع کے جہاں کوئی خاص تاثر پیش کرنا مقصود تھا وہاں البتہ تاثراتی اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے ورنہ مجموعی طور پر پوری کتاب سیدھے سادے بیانیہ انداز میں ہے پھر بھی تحقیقی تقاضوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ حواشی پر باقاعدہ حوالے درج کر دئے گئے ہیں، کوئی بات بغیر دلیل نہیں لکھی گئی البتہ تنقید سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے بلکہ اس سلسلے میں اکابرین سلسلہ کے مسلم الثبوت مشاہدات و واقعات کو اثبات کے رنگ میں پیش کر دیا گیا ہے، اس طرح ——— آفتابِ ولایت ——— سیرتِ وارثِ پاک کا ایک ایسا صاف شفاف آئینہ بن گیا ہے جس میں ہر وارثی اپنے محبوب کو آمنے سامنے دیکھ سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ——— آفتابِ ولایت ——— اخلاصِ فکر و عمل کی منہ بولتی تصویر ہے ——— یہ صحیفۂ آدابِ محبت ہے، خدا کی محبت ——— رسول کی محبت ——— اہلِ بیت اطہار کی محبت ——— اور وارثِ پاک کی محبت!

بلاشبہ تشنگانِ عشق کے لئے زیرِ نظر ——— تالیفِ محبت ——— تریاق و اکسیر کی تاثیر رکھتی ہے جو پروفیسر فیاض کاوش صاحب کی عقیدت و محبت کا نورانی شاہکار ہے۔ مادہ پرستی کے اس تاریک دور میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کے لئے آفتابِ ولایت کے اندر نورِ باطن کے اجالے بھی ہیں اور تہذیبِ نو کی کچلی ہوئی انسانیت کے لئے روحانیت کی زندۂ جاوید مسرتیں بھی!

کتاب قارئین کے سامنے ہے وہ خود پڑھ کر اس کی رفعت و بلندی اور جذبے کی صداقت کا اندازہ کر سکیں گے ——— اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور قارئین کے لئے شمعِ ہدایت بنائے۔ آمین

Marfat.com

قصیدہ در ثنائے آفتابِ ولایت حضرت وارث علی شاہ علیہ الرحمہ

نتیجۂ فکر

عالیجناب ہز ایکسیلینسی سر راجۂ راجگان مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد

جی سی آئی ای یمین السلطنت سابق مدار المہام وزیر اعظم تاجدار دکن

فروغ بزم ارباب حقیقت
شہِ وارث، شمعِ ولایت

عبودیت میں تھے جو بندۂ خاص
خواص الخاص سے تھے درحقیقت

شریعت کے ادب کو بھی نہ چھوڑا
نہ چھوڑا مسلک اہلِ حقیقت

شریعت میں ہوئے جو سب کے ہادی
طریقت میں بنے پیرِ طریقت

جہاں میں تھے شناسائے حقیقت
تماشا گاہِ وحدت تھی یہ کثرت

وہ دل تھا آپ کا مرآت صافی
کہ تھی جس سے عیاں ہر شے کی صورت

بظاہر آپ تھے حاجی و حافظ
بڑے عارف بھی تھے حضرت سلامت

نہ پوچھو آپ کا مشرب یہ کیا تھا
محبت تھی، محبت تھی، محبت

جسے کہتے ہیں سب عشق الٰہی
یہی مذہب تھا سچا اور ملت

نہ تھی کچھ کفر اور اسلام سے بحث
مخالف اور موافق سے تھی الفت

نہیں تھا آشنا، بیگانہ میں فرق
کہ سب سے رکھتے تھے مہر و محبت

جہاں میں مظہرِ عشق اتم تھے
ہمیشہ آپ کی تھی ایک حالت

بحمد اللہ دل کے بھی غنی تھے
نہیں تھی دولت دنیا کی حاجت

خداوند تعالیٰ سے ملی تھیں
عجب دو نعمتیں صبر و قناعت

مسخر ہو گئے تھے دل جہاں کے
کرامت تھی، دیا تھی، قلبی الفت

خدا کی ذات سے تھا آپ کو قرب
خدا کے ساتھ تھی یہ خاص نسبت

Marfat.com

امام الاولیاء کہئے بجا ہے ۔ ولی تھے رکھتے تھے شان امامت

خدا کی شان تھی ان کی ہر اک شان ۔ ادا اس شان کی کیونکر ہو مدحت

ہوں عبد رب کشن پرشاد ہے نام ۔ دلی ہے آپ سے مجھ کو عقیدت

فقیر خاندان چشت ہوں میں ۔ خماری شاہ ہے نام طریقت

بہر صورت عقیدتمند ہوں شاد ۔ خدا نے دی ہے مجھ کو یہ سعادت

مرے خواجہ کی جو صورت ہے ظاہر ۔ وہی ہے آپ کی لاریب صورت

معین الدیں کی شاں اور آپ کی شاں ۔ حقیقت میں ہے رکھتی اک حقیقت

کہوں سنی میں آکر صدق دل سے ۔ بصد شوق دلی حضرت سلامت

بھلے دن آگئے قسمت سے میری ۔ ملی دونوں جہاں کی اب حکومت

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

جو مانگا وہ ہوا مجھ کو عنایت [1]

---

[1] ماخوذ از فال ـــــ صحیفۂ وارث (دیوہ شریف)

Marfat.com

هُوالوارِثُ

نامِ نامی اسمِ گرامی

سب میں کچھ کچھ کمی سی لگتی ہے
جو بھی آتے ہیں ذہن میں القاب

آفتابِ ولایت

سلطان التارکین ——— سرتاج الواصلین ——— سراج السالکین ——— قطب العارفین ——— عارف باللہ ——— فانی فی اللہ ——— باقی باللہ ——— آیۃ من آیات اللہ ——— امام الاولیاء ——— سید السادات ——— سیدنا و مولانا ——— حضرت حافظ قاری حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز ——— کا نامِ نامی، اسمِ گرامی ——— رب تعالےٰ کی ایک ممتاز صفت ذاتی کا حامل ہے ———

اکثر اولیائے کرام کے نامِ نامی میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ خدائے برتر کے جس مقدس نام میں وہ فنا ہوئے وہی ان کا نام مشہور ہوا جس طرح حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ——— محیی ——— میں فنا ہو کر ——— احیائے دین ——— کا باعث ہوئے، چنانچہ اسی لقب سے ملقب ہوتے ، یا جیسے حضرت معین الدین چشتیؒ ——— دین متین کے واقعی معین و مددگار ثابت ہوئے ——— بالکل اسی طرح "الوارث" ——— خدائے برتر کا نام ہے اور اس کے معنی ہیں ——— فنائے عالم کے بعد قائم رہنے والا ——— چنانچہ سرکارِ عالی کی ذات و الا صفات اسمِ "وارث" کی مظہر اتم تھی۔

چنانچہ آپ نے ابتدائے عمر ہی سے ——— ...

(مرجاؤ مرنے سے پہلے) کے مراحل طے فرمائے، آخر اسم وارث کے صحیح مصداق بن کر ——— بقائے دوام سے نوازے گئے ———!

آپ کو باطنی علوم اور روحانی فیوض بلا واسطہ اپنے جدِّ اعلیٰ ——— حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وراثت میں ملے تھے اسی لئے ظاہری و باطنی طور پر آپ وارث علی کہلائے

اولاد ہے یہ خاص شہ مشرقین کی
چھبیسویں ہے پشت جناب حسینؑ کی
بیٹی یہی ہے فاطمہ کے نورِ عین کی
مہر نگیں ہے فاتحِ بدر و حنین کی
یہ جوہر و خلاصہ ہے دونوں جہان کا
بندہ نظر پڑا ہے خدائی کی شان کا

ذات ایسی لاجواب کہ دنیا میں آفتاب
دنیا میں آفتاب تو عقبیٰ میں ماہتاب
عقبیٰ میں ماہتاب تو کوثر پہ جوشِ آب
کوثر پہ جوشِ آب سے پھر ساقی شراب
ساقی شراب کوثر و تسنیم کا یہ ہے
وارث علیؑ و احمدؐ بے میم کا یہ ہے

Marfat.com

Marfat.com

آفتابِ ولایت کا نورانی نسب نامہ

آفتابِ ولایت —— سیدنا وارثِ پاک کی والدہ ماجدہ آپ کے دادا جان کے حقیقی بھائی سید شیر علی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی تھیں کیونکہ آپ کے والدِ ماجد سید قربان علی شاہ علیہ الرحمہ کا عقد اپنے حقیقی چچا جان سید شیر علی شاہ علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا، اس طرح آپ سید سلامت علی کے پوتے اور سید شیر علی کے نواسے ہیں چنانچہ نجیب الطرفین سید ہیں۔

آپ کے بزرگوں نے ہمیشہ سے اپنی نجیب الطرفین سیادت کی ہر دور میں حفاظت کی؛ کنواری لڑکیاں بوڑھی ہو کر فوت ہو گئیں مگر غیر کفو میں شادی کرنا کسی طور برداشت نہ کیا گیا، حتیٰ کہ دوسرے خاندان کے سادات میں بھی شادی نہ کی، اس طرح اپنی کاظمی سیادت کی ہر حال میں پوری پوری حفاظت فرمائی چنانچہ آپ کا اچھوتا اور بے داغ شجرہ شریف درج ذیل ہے۔

آفتابِ ولایت کا بے داغ شجرہ شریف

آفتابِ ولایت حضرۃ حاجی سید وارث علی شاہ علی اللہ مقامہ

ابنِ سید قربان علی شاہ

ابنِ سید سلامت علی شاہ

ابنِ سید کرم اللہ

ابنِ میراں سید احمد

ابنِ سید عبد الاحد

ابنِ سید عمر نور

ابنِ سید زین العابدین

Marfat.com

ابن سید عمر شاہ

ابن سید عبد الواحد

ابن سید عبد الاحد شاہ

ابن سید علاء الدین اعلیٰ بزرگ

ابن سید عز الدین

ابن سید اشرف ابی طالب

ابن سید محمد محروق

ابن سید ابو القاسم

ابن سید علی عسکری

ابن سید ابو محمد

ابن سید محمد جعفر

ابن سید محمد مہدی

ابن سید علی رضا

ابن سید قاسم حمزہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

ابن حضرۃ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

ابن حضرۃ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ابن حضرۃ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

ابن حضرۃ امام سید زین العابدین رضی اللہ عنہ

ابن سید الشہداء حضرۃ امام حسین رضی اللہ عنہ

ابن شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

زوج سیدۃ النساء حضرۃ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت حضرۃ سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیرًا کثیرًا۔

Marfat.com

اس طرح ۲۹ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے جا ملتا ہے۔

خصوصاً شہنشاہ وارث علی — وہ عاشق کے عاشق ولی کے ولی
وہ نورِ نگاہِ علیؑ و بتولؓ — فروغِ شبستانِ حسنِ قبول
وہ نو بادہ گلشنِ پنجتن — خوشا یادگارِ حسینؓ و حسنؓ
عیاں ان کے چہرے سے با آب و تاب — جمالِ نبی، شوکتِ بوتراب
وہ نورِ حقیقت وہ شمعِ کمال — یداللہ صورت، محمد جمال

وہ باعث ولایت کے اظہار کے
وہ وارث نبوت کے اسرار کے ؎[1]

---

[1] بے نظیر شاہ وارثی۔

Marfat.com

خاندانی حالات

۱۲۵۸/۶۵۶ھ میں ہلاکو خان نے خلیفہ مستعصم باللہ کی حکومت کو ختم کر کے بغداد کو تباہ و برباد کیا اور اطراف میں دندنانے لگا چنانچہ شرفائے اسلام اپنی عزت و آبرو بچانے کی خاطر وطنِ عزیز چھوڑ کر دور دراز محفوظ مقامات کی طرف ہجرت کر گئے، اسی پُرآشوب دور میں ساداتِ کاظمی کے روشن چراغ ـــــ حضرت مولانا سید اشرف ابی طالب (رحمۃ اللہ علیہ) جو اپنے وقت کے شیخِ کامل تھے، بال بچوں کے ساتھ نیشا پور سے ہجرت فرما کر ہندوستان تشریف لائے اور ضلع بارہ بنکی (یو۔ پی) کے قصبہ ـــــ رسول پور ـــــ میں آباد ہو گئے چار صدی بعد آپ کے خاندان کے فخرِ ولایت ـــــ حضرت سید عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ رسول پور سے ـــــ دیوہ ـــــ چلے آئے اور اپنے سارے خاندان سمیت یہیں مستقل مقیم ہو گئے۔

اس چھوٹے سے قصبے میں حضرت کی تشریف آوری سے یہاں کے لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ آپ کی بزرگی و درویشی کی اطراف میں شہرت تھی چنانچہ یہاں رونق افروز ہوتے ہی قرآن و حدیث کا دور جاری ہو گیا اور آپ کی ذات والاصفات سے رشد و ہدایت کا نور پھیلنے لگا۔

۱۰۷۹ھ میں آپ کو اللہ تعالٰے نے ایک فرزند عطا فرمایا جن کا نام میراں سید احمد رکھا گیا، انہوں نے آگے جا کر فقر و درویشی میں بڑی شہرت حاصل کی۔ ان کے صاحبزادے ـــــ سید کرم علی تھے جن کے دو فرزند ہوئے ـــــ سید سلامت علی اور ـــــ سید قربان علی شاہ علیہما الرحمۃ [1]

---

[1] حیاتِ وارث ۔ از رشید وارثی

Marfat.com

دلیلِ آفتاب

Marfat.com

دلیلِ آفتاب

سرکار وارثِ پاک کی ولادت سے ایک مدت دراز پہلے بانسہ شریف میں اپنے وقت کے قطب الاقطاب —— حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی —— دیوے شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگا کرتے تھے ۔ اگر کوئی شخص پوچھتا تو آپ فرماتے :

" ادھر سے آفتابِ ولایت طلوع ہو گا جس کی روشنی سے دنیا جگمگا اٹھے گی —— یہ آفتاب یہیں ہیں سے ہو گا مگر اس کے طلوع ہونے میں ابھی بڑا وقت پڑا ہے ۔"

اس واقعہ کے ایک عرصۂ دراز کے بعد اپنے وقت کے بڑے صاحبِ کمال بزرگ حضرت میراں سید احمد (۱۱۴۱ھ / ۱۷۲۸ء) اپنے یارانِ طریقت کے ساتھ دیوے شریف میں ایک تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے —— ادھر سے ایک فقیرِ روشن ضمیر کا گذر ہوا ، اس نے خوشخبری سنائی :

" میراں سید احمد ! مبارک ہو ، تمہاری پانچویں پشت میں ایک ایسا آفتابِ ولایت طلوع ہو گا جس کی روشنی سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے ۔"

اس کے بعد زمانہ ماضی قریب کا واقعہ ہے کہ —— حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ نجات اللہ قدس سرہ العزیز (سرکارِ وارثِ پاک کے دادا جان) دیوے شریف کی طرف سینہ مبارک کھول کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ :

" میں اس آفتاب کی روشنی سے اپنے سینے کو منور کر رہا ہوں جو عنقریب طلوع ہونے والا ہے ۔"

ان مسلسل بشارتوں کے بعد ۱۸۲۲ء میں لکھنؤ میں شاہ فتح علی نام کے ایک درویش نے

Marfat.com

اپنے ایک مرید سے کہا :

خدا بخش : اس وقت دیوے میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ولی ہے۔ جب یہ بڑا ہوگا تو اس کی شہرت مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیل جائے گی۔" [۱]

یہ آفتاب کی سیرت یہ روشنی کا ضمیر
یہ تیرہ و شام کے ماتھے پہ زندگی کی لکیر

۱؎ حیات وارث، از رشید وارثی

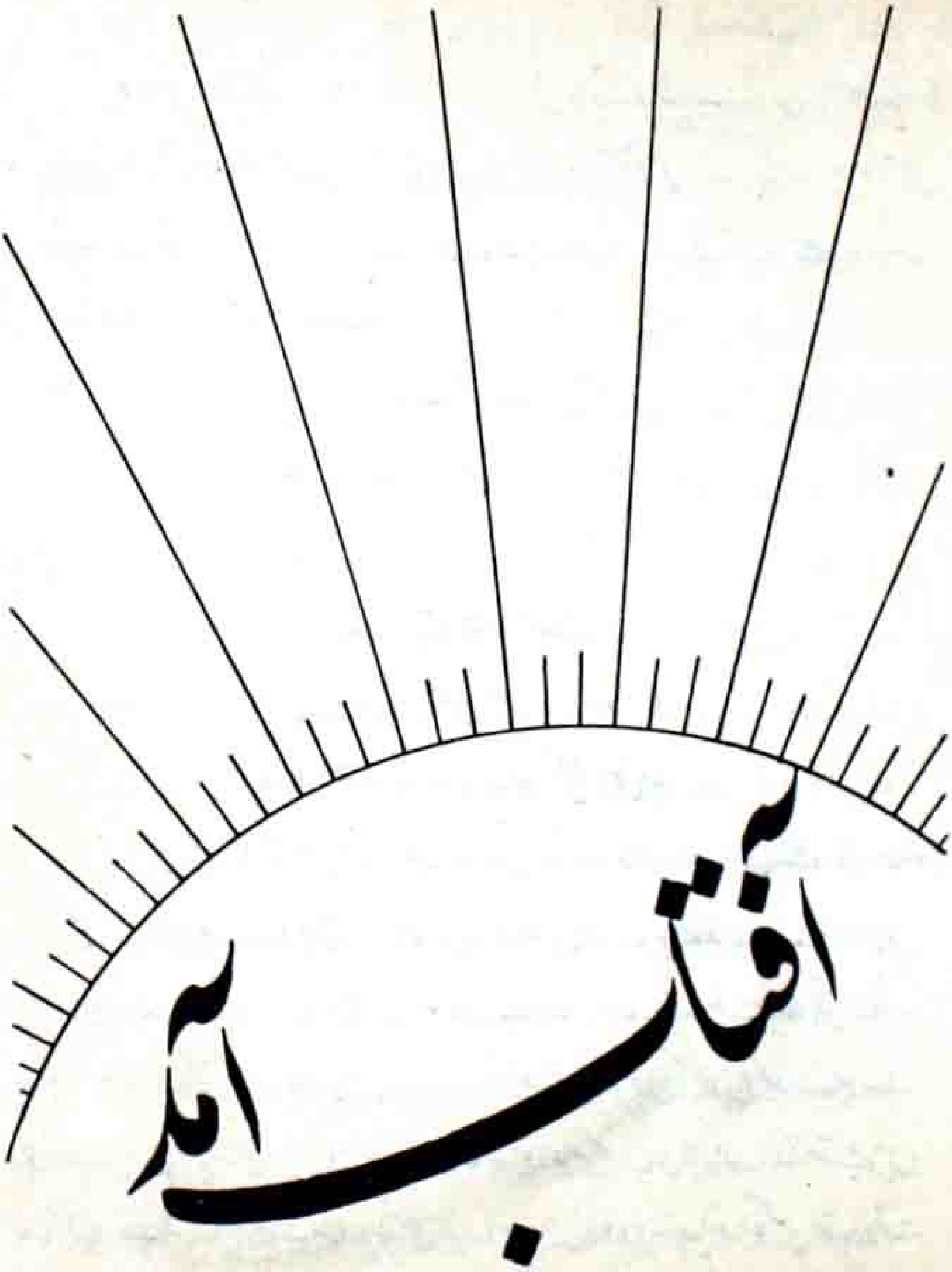

Marfat.com

آفتاب آمد

یکم رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء میں دیوے شریف کے اندر حکیم حافظ قاری سید قربان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وہ "روشن آفتاب" طلوع ہوا جس کی مبارک پیدائش کی پیشین گوئیاں اگلے وقتوں سے بزرگان دین کرتے آئے تھے، نام پاک وارث علی رکھا گیا ؎

چوں آمد شہ مجموعۂ فیض
ملک گفت سالش "چشمۂ فیض"

۱۲۳۸ھ

حالات رضاعت

؎ یہ کس مہکے ہوئے رنگین گل کا تذکرہ نکلا
کہ عطر و مشک و عنبر سے بھرا گنج دہن میرا

حسینی باغ کا یہ حسین پھول یکم رمضان المبارک کو کھلا تھا اس لئے سارے ماہِ مبارک کبھی اس نومولود نے دن میں دودھ نہ پیا اور نہ ہی بھوک سے بے تاب ہو کر رویا چلایا بلکہ نہایت صبر و سکون سے سحری کے وقت سے لے کر افطار کے وقت تک بغیر دودھ کے رہا۔ غرضیکہ عید آئی۔ بچہ نے دن میں دودھ پیا مگر پھر بھی عام بچوں کی طرح گھبراتے ہوئے جلدی جلدی نہیں بلکہ نہایت صبر و سکون کے ساتھ اور عام بچوں کی خوراک کے مقابلے میں مقدار میں بہت کم! اس کے علاوہ نہ کبھی بے وضو ماں کا دودھ پیا اور نہ کبھی مقررہ وقت کے علاوہ دودھ کی طرف رغبت کی ـــــ نیند اول تو آتی ہی بہت کم تھی، اس پر بھی کبھی غفلت کی نیند سوتے نہیں دیکھا گیا اور جب جاگتا تو ہمیشہ ہنستا کھیلتا ہوا اٹھتا، عام بچوں کی طرح کبھی لے روتا بسورتا بھی نہ دیکھا گیا بلکہ اکثر خاموش پایا گیا ـــــ کسی گہرے

خیال میں گم ——— آنکھوں میں انتظار کی کیفیت !

سنتِ یتیمی و لیسیری

• ابھی ننھے کی عمر صرف دو سال تھی کہ شفیق باپ حضرت سید قربان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ——— یعنی اس طرح اس چھوٹی سی عمر میں نانا جان کی سنت یتیمی بھی پوری ہوگئی !

غمزدہ ماں نے دُرِ یتیم کو سینے سے لگایا اور اسے اپنی بیوگی کا سہارا بنایا ——— بچہ دن بھر مسکاتا رہتا ——— رات کو چاند تاروں میں قدرت کے کرشمے دیکھ کر مسکرا دیتا ——— ماں بچے کو گود میں اٹھا لیتی ——— پیار کرتی اور اپنی آغوشِ محبت میں چھپا لیتی ——— آخر معشوقِ حقیقی کی غیرتِ عشق کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ ہمارا عاشق کسی اور سے محبت بڑھائے ——— چنانچہ تین سال کی ننھی سی عمر میں پیاری ماں کا بھی ساتھ چھوٹ گیا ! [1]

عہدِ طفولیت

ماں کی رحلت کے بعد دادی صاحبہ نے یتیم و لیسیر کو اپنے گلے کا ہار بنایا ——— عمر شریف ۵ سال کی ہوئی تو بڑے چاؤ سے بسم اللہ شریف پڑھوائی ——— مولوی صاحب گھر پر باقاعدہ آنے لگے مگر مٹھن میاں (وارثِ پاک کا عرف) کھانے پینے کی چیزیں دے کر استاد صاحب کو کھیل میں لگا لیتے ——— استاد صاحب بھی بچہ کے ساتھ بچہ بن جاتے، جب مولوی صاحب چلے جاتے تو مٹھن میاں باہر آتے اور اپنے ہم عمر لڑکوں کو کھیل ہی کھیل میں محبتِ الٰہی کا درس دیتے (سبحان اللہ! مولوی صاحب کو کھلانا اور کھیلتے ہوئے بچوں کو پڑھانا آپ ہی کا حصہ تھا)

اکثر دادی جان کے صندوقچے میں سے روپے پیسے نکال لاتے اور وعظ و نصیحت سننے والے لڑکوں کو شیرینی کھلاتے، بقیہ رقم غریبوں فقیروں میں تقسیم فرما دیتے گھر سے غائب ہو جاتے تو گھر والوں کو فکر لاحق ہو جاتی، پھر خود ہی واپس آجاتے۔

ایک روز تنگ آکر دادی صاحبہ نے آپ کو کوٹھڑی میں بند کر دیا لیکن ؎

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی ——— یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

---

[1] تعارف مؤلفہ بیدم وارثی

Marfat.com

چنانچہ کچھ ہی دیر بعد آپ بند کوٹھڑی سے غائب ہو گئے، جب تلاش کی گئی تو ایک باغ میں کھیلتے ہوئے ملے ؏

"کھیل تھا ان کا یہ لڑکپن کا" !

کبھی کبھی آپ کی آنکھیں اس قدر سرخ ہو جاتیں کہ آنسو نکل آتے جس سے گمان ہوتا کہ آنکھیں شائد دکھنے آگئی ہیں لیکن پھر کچھ ہی دیر بعد بدستور ٹھیک ٹھاک نظر آنے لگتیں، لوگ حیرت زدہ رہ جاتے !

تعلیم و تربیت

یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی ؎
سکھلائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

گھر پر ابتدائی تعلیم کے بعد علومِ مروّجہ کی تحصیل کے لئے دادی جان نے آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت امیر علی شاہ صاحب کے پاس بھیجا جو کنز المعرفت ——— حضرت شاہ ولایت محمد عبد المنعم قادری کے سجادہ نشین تھے ——— استادِ کامل نے اپنے ہونہار شاگرد کو دیکھا تو فرمایا :-

"یہ صاحبزادے تو خلقِ خدا کے رہنما ہوں گے اور تمام عالم میں ان کا ڈنکا بجے گا۔"

غرضیکہ آپ مکتب میں جانے لگے مگر عام بچوں کی طرح آپ کلام پاک کو بغل میں نہ دباتے بلکہ اپنے سر پر رکھ کر لے جاتے اور پھر اسی طرح مکتب سے مکان تک نہایت ادب و احترام سے قرآنِ پاک کو سر پر رکھے ہوئے واپس آتے ——— گھر واپس آتے تو کسی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر کسی گہرے خیال میں ڈوب جاتے۔

پھر بھی آپ نے صرف دو سال کے اندر پورا کلامِ پاک حفظ فرما لیا اور کچھ ابتدائی کتابیں بھی پڑھ لیں، اس کے بعد کی تعلیم کے لئے آپ کو علامہ امام علی صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا ——— مگر خود علامہ صاحب کا یہ عالم تھا کہ اپنے اس شاگرد کو آتا دیکھتے تو ادب سے کھڑے ہو جاتے اور تعظیم بجا لاتے ——— مٹھن میاں روکتے تو وہ فرماتے :-

Marfat.com

"صاحبزادے میں تو ظاہری علوم کا استاد ہوں مگر تم خلقِ خدا کو
باطنی علوم سے مالا مال کرو گے"

ابھی آپ کی عمر شریف بمشکل ۷، ۸ سال ہوگی کہ محبِ صادق کو اپنی محبت میں دادی جان کے پیار کی شرکت بھی منظور نہ ہوئی چنانچہ محبت و شفقت کا یہ سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا!

کفالت

دادی صاحبہ کے وصال کے بعد دنیا میں بڑی بہن کے علاوہ اور کوئی چاہنے والا نہیں رہ گیا تھا جن کے شوہر حضرت خادم علی شاہ صاحب اپنے وقت کے کامل بزرگ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے، قیام لکھنؤ میں تھا اس لئے بزرگ بہنوئی ——— منحن میاں کو دیوے سے اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو فرنگی محل میں داخل کرا دیا

یہاں آپ سے حیرت انگیز کرامتیں سرزد ہونے لگیں جس کے سبب خود اساتذہ آپ کا ادب کرتے تھے ——— ایک دن ایک معلم صاحب نے حضرت خادم علی شاہ صاحب سے عرض کیا کہ:

"آپ نے ایک شیر کو میرے سپرد کر دیا ہے، ان صاحبزادے کے
کرشمے حیرت انگیز ہیں، اس لڑکپن میں جو کرامتیں آپ سے ظاہر
ہوتی ہیں وہ کامل بزرگوں سے بھی کم دیکھنے میں آتی ہیں"
پڑھائی کا یہ عالم ہے کہ صاحبزادے پڑھے پڑھائے پیدا ہوئے ہیں،
میری رائے میں زیادہ تعلیم کی انہیں ضرورت نہیں"

لیکن حضرت خادم علی شاہ صاحب پھر بھی برابر پڑھواتے رہے اور خود بھی تربیت کرتے رہے اس طرح آپ نے تفسیر و حدیث میں کافی دستگاہ بہم پہنچائی ——— لیکن تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ جوشِ عشقِ الٰہی میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا گیا ——— حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر وقت ہی وجدانی کیفیت طاری رہنے لگی، اکثر ویرانوں میں نکل جاتے اور یادِ الٰہی میں غرق ہو جاتے آخر کوئی تلاش کرتا ہوا ان تک پہنچ جاتا اور مراقبے سے چونکا دیتا ———

Marfat.com

جب کوئی بچہ بھی منت بانے تھے ——— چنانچہ بیقراری کچھ اور بڑھ جاتی، آخر لوگ دیوانہ خیال کرنے لگے جب آپ کی بہن نے یہ سنا تو بے قرار ہوگئیں اور اپنے صاحب باطن شوہر سے بولیں

"اب لوگ کی سن کر میرا کلیجہ پھٹنے لگا ہے کہ مٹھن میاں کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ——— پہروں جنگل میں کہیں گم سم بیٹھے رہتے ہیں، اگر واقعی ان کے ہوش وحواس درست نہیں تو آپ ان کے لئے دعا فرمائیے "

یہ سن کر حقیقت آسنا شوہر کا ارشاد ہوا :۔

" تم اس قسم کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرو، جو لوگ مٹھن میاں کو پاگل سمجھتے ہیں وہ خود پاگل ہیں، یہ صاحبزادے پیدائشی ولی ہیں اور دنیا کے ہنگاموں سے بھاگ کر حق کی تلاش میں رہتے ہیں، بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے جب بڑے بڑے ہوشیار ان کی دیوانگی کا دم بھریں گے "

ہر کہ دیوانہ بود در ذکرِ حق
زیرِ پائیش عرش و کرسی نہ طبق

سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ کیف و مستی کے اس دور میں بھی آپ کے تمام اعمال وافعال سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق سرزد ہوا کرتے تھے۔

بیعتِ طریقت

حضرت حاجی خادم علی شاہ صاحب نے مٹھن میاں کی طبیعت میں عشقِ الٰہی کا جب زیادہ جوش وخروش دیکھا تو آپ کو ——— باقاعدہ بیعت کر کے سلسلۂ قادریہ چشتیہ میں داخل فرمالیا۔

ابھی آپ کی عمر شریف صرف گیارہ سال ہوئی تھی کہ پیرِ روشن ضمیر نے اپنے کمسن

Marfat.com

مرید کے اعلیٰ روحانی مقامات دیکھ کر آپ کو خلعت خلافت سے نواز دیا —— اس پر بعض عمر رسیدہ مریدوں کو اختلاف بھی ہوا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ مرید نہیں بلکہ اپنے پیر کی مراد ہیں

سید خادم علی شاہ صاحب اب بیمار رہنے لگے تھے، سن شریف بھی ستر سال کے قریب پہنچ رہا تھا، عمر کے اس آخری حصے میں مرشد کامل نے اپنے مرید باصفا پر اس قدر بارش لطف و کرم فرمائی کہ گلشن ولایت میں بہار آگئی —— معرفت کا گلاب مہکنے لگا ؎

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

ایک دن حضرت خادم علی شاہ صاحب کی عیادت کے لئے قطب وقت حضرت حافظ اکبر شاہ صاحب مدنی تشریف لائے —— ایک نظر مٹھن میاں پر جو پڑی تو جھومنے لگے —— پھر اٹھے، آنکھوں کو چوما —— پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا :-

"اگر آسمان ہزار بار چکر کھائے اور زمین تا قیامت گردش کرے تب بھی ایسا پاک باطن اور نیک خصلت انسان پیدا نہ ہو سکے —— یہ لڑکا انسان کے قالب میں فرشتہ ہے اور جسم خاکی میں سراپا نور خدا ہے"

؎ نہ ہے نور مجسم مظہر ذات خدا وارث
جمال صورت احمد جلال مرتضےٰ وارث
محمد کے علی کے . فاطمہ حسنین کے پیارے
دو عالم میں تمہیں ہو والی آل عبا وارث

ماشاء اللہ اب آپ کی عمر تیرہ سال ہو چکی تھی، پیر و مرشد کا کام بھی اب ختم ہو چکا تھا چنانچہ ۱۴ صفر المظفر ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) بروز دوشنبہ حضرت حاجی خادم علی شاہ کو رب تعالےٰ نے اپنے پاس واپس بلا لیا، اس موقع پر نواب اودھ کی جانب سے سات ضرب توپ سر کی گئیں جس سے شہر بھر میں حضرت کے وصال پاک کا اعلان عام ہو گیا —— .

دستار خلافت

تیسرے روز سوئم کی فاتحہ کے بعد نواب اودھ کے داروغۂ کارخانہ جات ——

Marfat.com

سیر و سیاحت

سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہے!

حضرت وارث علی شاہ صاحب عمر اب پندرہ سال ہو چکی تھی، شفیق بہنوئی کے وصال کو بھی ایک مہینہ گزر چکا تھا، اب وطن میں ان کا دل نہیں لگ رہا تھا —— آپ حج پر جانے کی سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں خواب میں پیرو مرشد نے ہدایت کی کہ:

"تم سفر اختیار کرو"

—— چنانچہ آپ نے گھر کا سارا سامان غربا میں تقسیم کر دیا اور آبائی جائیداد رشتہ داروں میں بانٹ دی، اس کے بعد مالکانہ حقوق کے سارے کاغذات لیجا کر تالاب میں غرق کر دئے، اس طرح دنیا کے جھمیلوں سے چھٹکارا حاصل کر کے سفرِ حج پر تن تنہا پیدل روانہ ہو گئے، اللہ اکبر

سورج جیسا دل ہے اس کا
پربت جیسی ہمت اس کی

اٹاوے میں تشریف آوری

اناؤ، کانپور —— ہوتے ہوتے —— اٹاوے —— میں تشریف لائے، اور پٹھانوں کے محلہ کٹرہ شہاب خاں میں مختصر قیام فرمایا —— جہاں آپ ٹھہرے تھے وہاں آج عظیم الشان آستانۂ وارثیہ بنا ہوا ہے، یہاں ہر سال اعلیٰ پیمانے پر عرس وارث منعقد ہوتا ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں عین نوجوانی کے عالم میں حضرت ابوالحسن شاہ صاحب سرکار وارث پاک کے مرید ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے، بارہ سال کے روزے اس شان سے رکھے کہ ایک لونگ سے افطار فرماتے اور پانی پی کر پھر روزہ رکھ لیتے، موصوف سے سلسلۂ وارثیہ کی خوب اشاعت ہوئی —— اسی آستانہ میں آپ کا مزارِ اقدس ہے —— عشقِ وارث میں سرشار ہو کر آپ کلام موزون فرماتے تھے

آج پیران کے نظارے ہو چکے
خوب در پردہ اشارے ہو چکے

Marfat.com

خوب تشہیر زمانہ ہم ہوئے　　در بدر قصے ہمارے ہو چکے
اب ہمارا کیا کرے گا اے فلک　　ہم تو وارث کے دلارے ہو چکے
بولحسن جن کو دیا ہے تم نے دل　　شکر ہے وہ بھی تمہارے ہو چکے

حضرت بیدم شاہ وارثی

اٹاوہ کے قیام کے دوران سرکارِ وارث پاک نے ایک اور عاشق مزاج کو تاڑا —— وہ شاعر رنگیں بیاں تھا اور کسی کا عاشقِ جانباز بھی! —— سرکارِ عالم پناہ نے اسے دیکھا اور ایک ہی نظر میں اس کے عشقِ مجازی کو عشقِ حقیقی میں بدل دیا —— پھر بعد میں دیوے بلوایا اور صرف سترہ سال کی عمر میں احرام عطا فرما کر فقیری کی سند دے دی، اس وقت سینے سے لگا کر پشتِ بیدم پر سرکار نے اپنا نورانی ہاتھ جو رکھا تو مہرِ درویشی کے طور پر اس جگہ ایک نشان اُبھر آیا جو ساری عمر سند کے طور پر نمایاں رہا۔

آخر بیدم نے عشقِ وارث میں اپنا وطن چھوڑ کر یار کا دیار دیوہ بسایا اور عشقِ حقیقی کا وہ راگ سنایا کہ جس کی آواز سے برِ صغیر کی فضائیں اب تک گونج رہی ہیں چنانچہ کلامِ بیدم کو وہ شہرتِ دوام اور قبولِ عام حاصل ہوا کہ آج بھی ہند و پاک میں کوئی محفلِ سماع کلامِ بیدم سے خالی نہیں ہوتی، حقیقت یہ ہے کہ بیدم کا کلام —— بادشاہِ سخن —— حضرت امیر خسرو کے کلام بلاغت نظام سے لگا کھاتا ہے ؎

خسرو نظام کے بل بل جیئے　　موہے سہاگن کینی
موسے نیناں ملا کے
وارث آپ بنے من موہن　　موہے بیدم کر دینی
موسے نیناں ملا کے

الغرض تمام عمر دیارِ یار میں گزار کر آستانۂ یار پر بیدم نے دم دے دیا —— اس طرح عاشقِ زار نے اپنا کہا سچ کر دکھایا ؎

اسی خاکِ آستاں پر کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاکِ آستاں سے

Marfat.com

غرضیکہ شہرا ٹاوے میں بارشِ رحمت برسا کر سرکار وارث پاک بین پوری ہوتے ہوئے شکوہ آباد پہنچے ——— !

شکوہ آباد میں قیام

ذکرِ فردوس پہ رہ رہ کے خیال آتا ہے
وہ محبت کی نگاہوں کا تصادم تو نہیں

شکوہ آباد کے رئیس ——— شیخ چاند صاحب (تمباکو والے) اپنے چچا جان کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آرہے تھے ——— ان کا بیان ہے کہ تالاب کے کنارے ——— ایک فرشتہ صورت نوجوان کو ہم نے بیٹھے دیکھا ——— قریب پہنچے تو چچا صاحب کا نام لیکر انھوں نے استقبال کیا ——— نظریں جو چار ہوئیں تو نہ معلوم ان آنکھوں میں چچا صاحب نے کیا دیکھا کہ قدموں پر گر پڑے ؎

پہلی نظر وہ آپ کی اُف کس بلا کی تھی
ہم آج تک وہ چوٹ ہیں دل پر لیے ہوئے

سرکار والا نے چچا صاحب کو اٹھایا ——— تسلی دی ——— اور فرمایا:

"تم تو ہمارے ازل سے مرید ہو!"

رحمت کی بارش دیکھ کر میں نے عرض کی:

"حضور میں؟"

مسکرا کر فرمایا:

"آؤ تم بھی مرید ہو جاؤ!"

اس کے بعد سرکار ہماری التجا پر مکان پر تشریف لے آئے۔ اب جو شخص آپ سے ملنے آتا، خدا جانے کیا دیکھتا کہ ایک ہی نظر میں گرفتار ہو کر مرید بن جاتا ؎

حضرتِ ناصح چلو نہ اس کی بزم ناز تک !
یہ تو ہم خود بھی نہ سمجھے مبتلا کیوں ہو گئے

آپ جسے مرید کرتے اسے کچھ نہ کچھ نصیحت ضرور فرماتے نوجوانوں کو حکم دیتے کہ:

Marfat.com

"ماں باپ کی خدمت سے غافل نہ ہونا"

حکام سے فرماتے :

"صاف رہنا چاہیئے! ـــــ صاف رہنا چاہیئے!

اگر کوئی لاکھ روپے دے تو پیشاب کر دے، لعنت بھیجے ـــــ!"

کسی پولیس والے کو مرید کرتے تو ہدایت فرماتے :

"اب رشوت نہ لینا، خدا مالک ہے۔"

درزی مرید ہوتا تو تلقین کرتے :

"اب کپڑا چوری نہ کرنا۔"

غرضیکہ جس کی جیسی حالت ہوتی اس کے حسبِ حال تلقین ضرور فرماتے ـــــ اللہ کا کرم اس قدر شاملِ حال تھا کہ نصیحت کے ساتھ ساتھ توفیقِ الٰہی بھی حاصل ہو جاتی تھی ـــــ چنانچہ اسی سلسلے کا ایک واقعہ ہے کہ شکوہ آباد کے ایک رئیس اعظم مولوی احسان الٰہی صاحب دولت کو سینت سینت کر رکھا کرتے تھے، سرکارِ عالی سے مرید ہوئے تو ان کو نصیحت فرمائی گئی کہ :

"مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ایمان کی نشانی ہے!"

یہ الفاظ سرکار کی زبانِ حق بیان سے نکلے ہی تھے کہ رئیس اعظم پر ایسا اثر ہوا کہ اپنی کل جائیداد غریبوں میں تقسیم کر کے بیت اللہ شریف کی راہ لی، آخر وہیں اللہ اللہ کرتے کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے! ؎

مر کے ہم خاکِ راہِ یار ہوئے
سرمۂ چشمِ اعتبار ہوئے

من تو شدم تو من شدی

سرکار وارث پاک شکوہ آباد میں رونق افروز تھے کہ ـــــ چودھری خدا بخش صاحب شرفِ ملاقات کرنے حاضر ہوئے، اس وقت انہیں بتایا گیا کہ کوئی شخص مرید ہو رہا ہے ـــــ وہ باہر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ حضرت والا

Marfat.com

بالا تشریف لائے چنانچہ چودھری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا مگر وہ بہت جلد گزرتے ہوئے باہر چلے گئے ـــــ اتنے میں خادم نے مجھ سے کہا کہ " اندر چلئے، حضرت طلب فرماتے ہیں " میں حیران ہوا کہ ابھی تو میں نے حضرت والا کو باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے ۔ اس عالم حیرت میں ڈوبا ہوا حاضر خدمت ہوا تو آپ مسکرا کر فرمانے لگے :۔

" ابھی ایک شخص مرید ہو کر باہر گیا ہے ـــــ جو شخص ہم سے مرید ہوتا ہے اسے ہم اپنا سا بنا لیتے ہیں ـــــ پھر اس کا فعل اور اس کی قسمت ہے جو صورت چاہے اختیار کرے "

اوگھٹ چیلا وہی گنی جو بن گرو سے نہ سانس
سوتے جگتے دھیان رہے گرو کو راکھے پاس

ـــــ یہیں شکوہ آباد میں ایک دن منشی تہور علی صاحب دست بیعت سے مشرف ہوئے ـــــ دوسرے دن ایک نوجوان جس کا نام ـــــ طالب حسین تھا، مرید ہونے آیا۔ ـــــ جب مرید ہو چکا تو زار و قطار رونے لگا، سبب پوچھا تو بتایا کہ میں منشی تہور علی صاحب کی بیٹی پر عاشق ہوں اور اپنی غربت کے سبب شادی کا پیغام دینے کی جرأت نہیں کر سکتا، وہ آپ کے غلام ہیں، اگر آپ حکم فرما دیں گے تو وہ کبھی نہ ٹالیں گے۔ آپ نے طالب حسین سے پوچھا کہ : " تم صرف شادی کی غرض سے مرید ہوئے ہو ؟ "

طالب حسین سچے طالب تھے، کہنے لگے :۔

" ہاں میں اسی کو اپنی معراج سمجھتا ہوں ! "

خیر اس وقت تو انہیں رخصت کر دیا گیا، دوسرے دن منشی تہور علی آئے، تنہائی پا کر اپنائیت ظاہر کرتے ہوئے بولے :۔

" حضور ! آپ تاجر بہ کار ہیں، اتنا لمبا سفر، اس بے سروسامانی کے ساتھ اس عمر میں اختیار کرنا کسی طرح مناسب نہیں، آپ یہیں رہائش اختیار فرمائیں اپنی بیٹی کی شادی میں آپ سے کر دوں گا، میری ساری جائداد کے آپ ہی

مالکٗ و مختار ہوں گے "

یہ سن کر سرکارِ عالی کو ہنسی آئی کہ یہ نصیحت کرنے والے خوب ملے! ——— مگر منہ سے کچھ نہ بولے، خاموش رہے ——— وہ سمجھے کہ راضی ہیں ——— لہٰذا گھر جا کر لڑکی کو مانجھے بٹھا دیا ——— اور شادی کا سامان مکمل کر لیا ——— جب سرکارِ والا کی روانگی کی خبر سنی تو بھاگے ہوئے آئے ——— اور کہنے لگے کہ " اب آپ کہاں جاتے ہیں؟ " حضرت نے سمجھایا کہ ——— " ہماری شادی وادی کا خیال نہ کرو "

وہ بولے: ——— " اب کیا ہو سکتا ہے ——— لڑکی مانجھے بیٹھ چکی ہے ——— میری عزت کا سوال ہے " ——— اس پر آپ نے فرمایا " منشی صاحب اگر شادی ہی کرنا ہوتی تو ہم گھر سے کیوں نکلتے؟ "

یہ سنکر سخت پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ: " اب کیا کروں؟ " آپ نے فرمایا " اب یہی ہو سکتا ہے کہ لڑکی کی شادی طالب حسین سے کر دو " آخر منشی صاحب نے ایسا ہی کیا، طالب حسین سچے عاشق تھے ——— اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

اس کے بعد سرکارِ والا فیروز آباد روانہ ہو گئے

فیروز آباد میں تشریف آوری

یہاں آپ کی تشریف آوری کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی تھی، صبح ہی سے استقبال کے لئے سینکڑوں آدمی شہر کے باہر راستوں پر جمع ہونے لگے تھے، مغرب کے وقت دیکھا کہ ——— آفتابِ ولایت طلوع ہو رہا ہے جس کی لازوال روشنی سے دلوں میں اجالا ہو گیا چہروں پر چمک آگئی ——— خوشی میں مست ہو کر لوگ پروانہ وار قدموں پر گرنے لگے، راستے ہی میں فیضِ بیعت لٹاتے ہوئے آپ حکیم امجد علی خاں صاحب کے مکان پر جلوہ افروز ہوئے ——— یہاں سب اہلِ خانہ کو مرید کر کے آپ نے فرمایا:

" اللہ پاک نے جس طرح کسی کے مشورے کے بغیر سب کو پیدا فرمایا ہے اسی طرح کسی کی سفارش کے بغیر سب کو روزی پہنچاتا ہے، اس لئے ہم کو لازم ہے کہ اسی کی ذات پر کامل بھروسہ کریں اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں "

Marfat.com

غیرت ہے طریقتِ حقیقی

غیرت سے ہے فقر کی تمامی (اقبال)

غرضیکہ فیروزآباد میں فیضِ روحانی لٹاتے ہوئے آپ پیدل ہی آگرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

آگرہ میں ورودِ مسعود

حافظ گلاب شاہ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اپنے ایک ہم مکتب کے شوق دلانے پر کہیں مرید ہونا چاہتے تھے، اسی دوران خواب میں ایک خضر صورت بزرگ نے بشارت دی کہ:

"تمہارا پیر تو پورب سے آئے گا، انتظار کرو"

آج پھر وہی بزرگ عالمِ خواب میں تشریف لائے اور خوشخبری سنائی کہ:

"حقیقی مرشد آ چکے ہیں، شہر کی سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں
فوراً جا کر تلاش کرو"

آنکھ کھلی تو طبیعت بے قرار تھی ——— اسی وقت گھر سے نکلے اور سیدھے سرائے پہنچے ——— ہر ایک کمرے میں جھانک کر دیکھا مگر اندھیرا تھا ——— اسی جستجو میں تھے کہ ایک کمرے سے آواز آئی:

"گلاب شاہ تم آ گئے؟"

یہ سنکر سخت حیران ہوئے ——— اس کمرے میں گئے تو ایک حسین وجمیل مجسمہ نورانی کو جلوہ افروز دیکھا ——— دل پر قابو نہ رہا ——— فوراً قدموں میں گر گئے ——— جب ہوش بجا ہوئے تو مرید کرنے کی التجا کی، آپ نے فرمایا:

"ہم تو ہمیشہ ہی سے تمہارے ساتھ ہیں ——— لیکن اگر یہی خواہش ہے
تو آؤ بیعت ہو جاؤ"

بیعت ہو کر منت سماجت کر کے حافظ صاحب، سرکارِ عالی کو اپنے ساتھ گھر لائے ——— یہاں آ کر ایک دن اچانک سرکارِ والا نے پتنگ اڑانے کی خواہش ظاہر کی شام ہو چکی تھی ——— ڈاکٹر الطاف علی صاحب اس وقت موجود تھے، پتنگ، ڈور حاضر کی گئی چنانچہ سرکار نے رات ہی کو پتنگ اڑائی ——— ڈاکٹر صاحب موصوف بھی حیرت سے یہ

Marfat.com

تماشا دیکھ رہے تھے ——— نظر آسمان پر تھی ——— اتنے میں سرکار والا نے عجب انداز سے فرمایا:

"لو یہ بھی الجھ گئے"

اس وقت ڈاکٹر صاحب کو نہ جانے کیا کرشمۂ قدرت نظر آیا کہ مست ہو کر سرکار کے قدموں میں گر گئے۔

جیتوں کے سلسلے سوزِ نہاں تک آ گئے
ہم نظر تک چاہتے تھے تم تو جاں تک آ گئے
(قابل اجمیری)

جب ہوش آیا تو سرکار نے ان سے فرمایا:

"محبت کی خاصیت یہ ہے کہ محبوب کا عیب بھی ہنر معلوم ہوتا ہے"

جو کمی دیکھے محبوب میں
یہ منافق کی پہچان ہے
(اکاش)

زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی ہے
کیوں ترا راہ گزر یاد آیا

خلیفہ مولا بخش کسی کام سے کہیں جا رہے تھے ——— حافظ گلاب شاہ کے مکان پر لوگوں کا ہجوم دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید کوئی بارات آئی ہوئی ہے۔ معاملہ کی تحقیق کے لئے اندر آئے تو دیکھا کہ ——— سادہ لباس میں ایک بھولے بھالے صاحبزادے بیٹھے ہوئے ہیں ——— نظر ملی ——— انہوں نے سلام کیا تو نہایت اخلاق سے جواب دے کر فرمانے لگے ——— "دو روز سے تم کہاں تھے؟"

انہوں نے عرض کیا کہ: "بدنصیب تھا جو اپنی عمرِ عزیز کے دو دن برباد کئے، اب بقیہ ساری زندگی آپ کے قدموں میں گزاروں گا"

یہ کہہ کر خلیفہ صاحب وہیں بیٹھ گئے اور ایسے جم کر بیٹھے کہ اٹھنے کا نام نہ لیتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد سرکار والا نے خود بلا کر پوچھا!

"اپنے گھر کیوں نہیں جاتے۔"

کچھ اس ادا سے مرا اس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

Marfat.com

عرض کیا، اب تو جہاں آپ ہیں وہیں میرا گھر ہے، چنانچہ اس وفا کیش نے اپنا قول پورا کر دکھایا اور آئندہ مسلسل ۲۵ سال تک دیوے شریف میں آستانہ یار پر پڑا رہا، آخر اسی سرزمینِ پاک کا پیوند ہو گیا ؎

یہی سنگِ درِ تو کاوش مرا حاصلِ جبیں ہے

جو میں اٹھ کے جاؤں بھی تو کہاں جاؤں آستاں سے

آگرہ سے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ پا پیادہ جے پور کی طرف روانہ ہو گئے

جے پور میں آمد

جے پور میں آپ کی تشریف آوری کا شہرہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا حسبِ دستور راستوں پر لوگ آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے، خود ہندو راجہ بخت سنگھ ——— اپنی رانی کے ساتھ استقبال کو حاضر ہوا اور راستے ہی میں قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے عرض کی کہ کچھ نصیحت فرمایئے، چنانچہ آپ نے راجہ کو تلقین فرمائی کہ :-

"انصاف کا دامن نہ چھوڑنا ——— پتھر نہ پوجنا ——— اور جھٹکے کا گوشت نہ کھانا"

اس کے بعد ریاست کے بہت سے ہندو آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر توحید پرست بن گئے ؎

کلمہ پڑھتے ہیں دیکھ کر تم کو

بت بنائے ہیں خدا نے کیسے؟

غرضیکہ جے پور میں کچھ روز قیام کرنے کے بعد آپ خواجہ کی نگری ——— اجمیر شریف ——— روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

آستانۂ خواجہ پر حاضری

اجمیر شریف پہنچکر جب آپ آستانۂ خواجہ پر حاضری دینے کے لئے جانے لگے تو درگاہ شریف کے باہر بیٹھے ہوئے کچھ قلندروں نے آپ کے جوتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے از راہ مذاق کہا :

"میاں صاحبزادے ! یہ بغل میں روٹیاں دبائے کہاں جا رہے ہو؟"

یہ بات آپ کو ناگوار گذری چنانچہ جوتوں کو آپ اپنے پاؤں میں پہننے لگے —— یہ دیکھ کر درگاہ کا ایک مجاور دوڑا آیا اور منع کرنے لگا کہ :

"میاں صاحبزادے ! کیا تمہیں خبر نہیں کہ یہ —— سلطان الہند کا دربار ہے ، یہاں جوتے پہننا سخت بے ادبی ہے !"

یہ سنتے ہی آپ نے جوتے قلندروں کی طرف اچھال دئے اور فرمایا :

"نادانو ! یہ اگر روٹیاں ہیں تو لو آپس میں بانٹ لو "

اس کے بعد آپ نے اس مجاور سے فرمایا :

"اگر جوتا ایسی ہی بری چیز ہے تو اب تم مجھے زندگی بھر کبھی جوتا پہنے نہ دیکھو گے "

اور واقعی پھر آپ نے ساری عمر جوتا نہ پہنا ۔

یہ خواجۂ بزرگ کے عرس شریف کا زمانہ تھا ، بڑے بڑے مشائخ آئے ہوئے تھے —— محفلِ سماع جمی ہوئی تھی —— حاضرینِ محفل پر آپ نے جو نظر جمائی تو عجب قدرتِ خداوندی نظر آئی کہ بدن لرزنے لگے —— سب گریہ وزاری کرنے لگے —— کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ رہی —— جب ہوش آیا تو سب قدم بوس ہوئے ۔ اجمیر شریف میں ہر شخص کی زبان پر اب آپ ہی کا ذکر تھا —— بیشتر آپ کے مرید ہوئے —— ایک ہفتہ آپ نے قیام فرمایا —— اور دربارِ خواجہ میں دولتِ بیعت کو خوب لٹایا

Marfat.com

۔۔۔۔ ہزارہا طالبین نے فیض پایا ۔۔۔۔ مگر عبداللہ وارثی (سنگ تراش اجمیر شریف) کی بیٹی نے کچھ زیادہ ہی فیض اٹھایا ۔۔۔۔ چنانچہ سرکار والا سے مرید ہو کر صاحب تصرف ہوئیں ۔۔۔۔ اور کشف و کرامت کے سبب "بی بن اللہ والی" ۔۔۔۔ کے نام سے مشہور ہوئیں ۔

ترے عشق میں جو فنا ہو گئے ہیں !
خدا کی قسم با خدا ہو گئے ہیں

درگاہِ خواجہ کے صحن میں اس خوش بخت وارثیہ کا مزار پر انوار ہے ع
یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہو گئی

غرضیکہ اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو نورِ ہدایت دکھاتے ہوئے اور اپنے گھر کی دولت ولایت کو بے دریغ لٹاتے ہوئے آپ اجمیر شریف سے چل کر ۔۔۔۔ ناگور پہنچے ، یہاں سب سے پہلے رئیس شہر پیرزادہ مولوی حسین بخش صاحب پر سرکار کی نگاہِ تیز اثر پڑی ۔ تیر نظر سے گھائل ہو کر وہ ایسے مرید ہوئے کہ اسی وقت سرکار کو اپنے گھر لے گئے ۔ یہاں تین روز تک آپ مہمان رہے ۔ لوگ آ آ کر آفتاب ولایت سے اکتسابِ نور کرتے رہے ۔ آخر تمام طالبین کو فیض یاب کرنے کے بعد آپ بمبئی کی طرف روانہ ہو گئے ۔

ناز ، ادا ، آن حیا ، غمزہ ، کرشمہ شوخی
لے گیا دل کو اڑا کر کوئی ان باتوں میں

بمبئی میں آفتابِ ولایت کی ضو فشانیاں

ابھی آپ شہر بمبئی میں داخل نہ ہوئے تھے کہ بمبئی کے مشہور سیٹھ یعقوب صاحب زیرِ دام آ گئے اور بصد اصرار سرکارِ عالی وقار کو اپنے گھر لائے ۔ یہاں سارے خاندان سمیت بیعت ہو کر سرکار کی غلامی میں آ گئے ۔ اس کے بعد ولایت کے "آفتابِ عالمتاب" کا جو اُجالا پھیلا تو لوگ کشاں کشاں نور کی بھیک لینے کے لئے آنے لگے ۔۔۔۔

Marfat.com

بمبئی کے ملک التجار سیٹھ زکریا میمن اپنی کثیر جماعت کے ساتھ حاضر ہو کر مرید ہوئے اور اونچے پیمانے پر دعوت کا مستقل طور پر انتظام کیا اور جہاز کی روانگی تک سرکار والا کو اپنے یہاں مہمان رکھا، یہاں بھی شمع ولایت پر لوگ پروانہ وار گرنے لگے اور تیرہ و تار دل نورِ ولایت سے جگمگانے لگے ؎

جلوہ گر آفتاب ولایت ہوا حق کے انوار اب دل کو گرمائیں گے
سیاہی کفر کافور ہو جائے گی۔ نورِ وحدت سے چہرے نکھر جائیں گے

سفرِ حجاز

بمبئی کے قیام کے دوران مریدوں نے آپ کی بے سرو سامانی دیکھ کر سفری سامان آپ کے ساتھ کرنا چاہا مگر آپ نے قطعاً پسند نہ فرمایا ؎

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے

چنانچہ ایک دن سادگی کے ساتھ اپنا کمبل اٹھا کر تن تنہا آپ جہاز پر سوار ہو گئے ؎ مصرع

گدڑی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

کچھ مریدوں نے آپ کے ساتھ چلنا چاہا مگر آپ نے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیا بلکہ تمام مسافروں سے الگ جہاز کے ایک تاریک کونے میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے ؎

دنیا یہ خاک، طالب دنیا یہ خاک ہے
ذکرِ خدا کرو کہ وہ بہتر ہے پاک ہے

اس زمانہ میں آپ صیام وصال رکھ رہے تھے جو تیسرے روز افطار کرتے تھے مگر یہاں نہ کوئی افطاری کا انتظام تھا نہ ہی کھلنے کا اہتمام —— بس شکر کا شربت اور صبر کا توشہ ساتھ تھا —— غرضیکہ سفر کٹتا رہا —— جہاز چلتا رہا —— لیکن ساتویں روز جہاز چلتے چلتے یک بہ یک رک گیا —— محمد تقی —— ناخدائے جہاز

نے طوفانی خطرے کا اعلان کر دیا ـــــ لوگوں کے چہرے فق ہو گئے ـــــ مگر آپ تمام خطرات سے دور تجلیاتِ الٰہی میں گم تھے ـــــ روزہ پر روزہ رکھتے ہوئے آج آپ کو مسلسل سات روز بے آب و دانہ گزر چکے تھے ـــــ اسی رات جہاز کے ایک خوش خوراک امیر مسافر ملک التجار سیٹھ ضیاء الدین نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسے تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں ـــــ وہ کانپ گیا ـــــ لرزتے ہوئے ہونٹوں سے عرض کیا ـــــ کوئی قصور سرزد ہوا ہے؟ ـــــ خطا معاف، حضور مجھے!" آپ نے جواب دیا:

"ضیاء الدین! افسوس کا مقام ہے کہ تم خود تو کھاتے ہو اور پڑوسی کو بھول جاتے ہو۔"

ملک التجار نے عرض کیا:

"حضور کونسا پڑوسی؟"

حضور نے فرمایا:

"تمہارے جہاز کا پڑوسی!"

ملک التجار سوچ میں پڑ گیا کیونکہ کسی خاص پڑوسی کی طرف اشارہ نہ تھا اس لئے احتیاطاً سارے جہاز کی دعوت کر دی، وہ خوش تھا کہ اس طرح تعمیلِ حکم کی سعادت حاصل کر لی ـــــ مگر جب رات ہوئی تو وہی خواب پھر نظر آیا ـــــ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے ناراضگی کے اثرات برابر ظاہر ہو رہے تھے، یہ دیکھ کر اس کا دم گھٹنے لگا ـــــ کانپتے ہوئے ہونٹوں سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میرے ماں باپ، زر و مال سب آپ پر قربان، آپ اب بھی مجھے خوش نظر نہیں آ رہے؟"

حضور نے پھر وہی جواب دیا: "ضیاء الدین! تمہارے پڑوسی نے تو اب بھی کھانا نہیں کھایا۔"

اب کے ضیاء الدین نے التجا کی: "یا رسول اللہ! مجھے اس پڑوسی کا دیدار کرا دیجئے۔"

Marfat.com

حضور نے فرمایا : "ضیاء الدین ! اسے تم خود تلاش کرو"

یہ کہہ کر حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ ضیاء الدین بیدار ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ جہاز پر یقیناً کوئی عزت مند، متوکل شخصیت موجود ہے جس کے نزدیک عام دعوت میں شریک ہونا بے عزتی ہے لہذا اس نے دعوتِ عام کا اہتمام تو کیا مگر جب سب مہمان آگئے تو بکمال احتیاط اس مہمانِ خدا کو تلاش کرنے کے لئے جہاز کے ناخدا سے مسافروں کے ناموں کا رجسٹر طلب کیا اور ایک ایک مسافر کو خود شمار کرنے لگا، آخر اس صابر و شاکر کا نام معلوم کر ہی لیا جو اب تک دعوتِ تجلیاتِ الٰہیہ میں مشغول تھا اور آج بھی اس دعوتِ شیراز میں شرکت کرنے نہ آیا تھا چنانچہ اب ملک التجار خود پاگلوں کی طرح اس بندۂ خاص کو کونے کونے میں تلاش کرنے لگا۔

بالآخر جب جہاز کے تہ خانہ میں پہنچا تو دیکھا کہ یہاں اندھیرے میں ایک شعلۂ طور روشن ہے جس میں ایک نورانی تصویر بشکلِ انسانی جلوہ گر ہے، دوڑ کر قدموں میں گرا، اب تک حاضر نہ ہونے کا عذر پیش کیا پھر بہ اصرار کھانا کھانے کی درخواست کی، ازراہِ اخلاق آپ نے چند لقمے تناول فرمائے، اس کے بعد ملک التجار نے زبانِ حال سے کہا:

اک چیز دل میں چبھ کے نکل آئی لے کے جاں
اس کو قفس کہوں کہ تمہاری ادا کہوں

"للہ اب مجھے اپنے دامنِ رحمت سے وابستہ کر لیجئے"

سرکار نے سمجھایا کہ:

"بابا فقیری کی مشقتیں برداشت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں،
یہاں بڑے بڑے ہمت ہار بیٹھتے ہیں"

مگر وہ بڑا سوداگر تھا —— اور اس کا تو یہ دیکھا بھالا سودا تھا، چنانچہ ملک التجار نے آپ کا دامن نہ چھوڑا اور بہ ہزار منت و سماجت آپ کا مرید ہو گیا

غرضیکہ کھانا کھلا کر جب وہ اپنی جگہ پر واپس پہنچا تو جہاز بدستور چلنے لگا۔ اس

Marfat.com

رحمتِ خداوندی پر سب کو حد درجہ خوشی ہوئی اور جہاز کے جملہ مسافر آفتابِ ولایت کے فیضِ روحانی سے سرشار ہو کر زیارت کے لئے پروانہ وار گرنے لگے ؎

ان شوخ حسینوں پہ جو مائل نہیں ہوتا
کچھ اور بلا ہوتی ہے وہ دل نہیں ہوتا

جدہ میں طلوع آفتابِ ولایت

آخرِ کار بحری سفر ختم ہوا، جدہ کی سرزمینِ پاک نظر آئی —— آپ جہاز سے اترے، احرام شریف باندھنے کی تیاری کی۔ جب احرام باندھ کر کھڑے ہوئے تو خدائے بزرگ و برتر کی قدرتِ کاملہ کا نمونہ بن گئے —— قدِ موزون گویا بنا ہی احرام کے لئے تھا —— لاکھ بناؤ اور ہزار سنگھار آپ پر قربان ہو رہے تھے ؎

اللہ رے جسمِ یار کی خوبی کہ خود بخود
رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام

ایک تو اعضا سڈول —— سانچے میں ڈھلے ہوئے —— دوسرے آنکھیں نشیلی —— نظریں کٹیلی —— پیشانی فراخ —— چہرہ روشن آفتاب کا

ہرا دامستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی

اور پھر اس بلند و بالا سرو قد پر —— نورانی احرام! —— دل قدموں میں لوٹا جائے! —— احترام کرنے کو خود بخود جی چاہے ہے ؎

پیراہن اس کا سادہ و رنگیں
یا عکسِ مے سے شیشہ گلابی

غرضیکہ احرام باندھ کر آپ نے اپنے مرید باصفا —— ملک التجار سیٹھ ضیاالدین

سے فرمایا:

"ضیاء الدین! تم پہلے مدینہ منورہ ہو آؤ کیونکہ حج تو چار مہینے بعد ہوگا اور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں"

سیٹھ صاحب نے رو کر عرض کیا: آپ سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا۔

یہ کس مقام پہ تنہائی سوجھتے ہو مجھے
کہ اب تو ترکِ تمنا کا حوصلہ بھی نہیں

لیکن اگر آپ کا یہی حکم ہے تو میں بہرحال آپ کے حکم کی تعمیل کو فرضِ عین سمجھتا ہوں"۔

یہ کہہ کر سیٹھ صاحب روانہ ہونے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھے اور آخری بار قدمبوس ہوئے۔

محفلِ یار سے اٹھنے کو اٹھے ہم لیکن
درد کی طرح اٹھے، گر پڑے آنسو کی طرح

سرکارِ اقدس بھی جدہ کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کو روانہ ہو گئے، اور پھر پیدل سفر کرتے ہوئے ——— ۲۹ شعبان کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

یہاں حرم شریف کے قریب ایک خدا رسیدہ بزرگ انتظار میں کھڑے تھے انہوں نے آپ سے معانقہ کیا، اور فرمایا: "آپ نے بہت دیر کی" یہ کہہ کر آپ کے زانو پر سر رکھا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ نے ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرمایا۔

یکم رمضان کو آپ اپنے میزبان ——— عبداللہ حسن مکی کے ہمراہ طوافِ کعبہ کو جا رہے تھے کہ اس دور کے ایک زبردست بزرگ (جو یہاں "دوائرِ کبریٰ" کے نام سے مشہور تھے) قریب آئے، آپ کو سینے سے لگایا اور خوشخبری سنائی کہ:

"صاحبزادے! آج بیت اللہ شریف میں آپ پر وہ انوارِ الٰہیہ برسیں گے جو سینکڑوں سال بعد کسی کو نصیب ہو رہے ہیں، مبارک ہو"۔

Marfat.com

ہے جسے درد دے کوئی بے طلب، اسے کیا دعاؤں سے واسطہ

جہاں منتظر ہوں عنایتیں، وہاں کیا سوال کی بات ہے

یہاں سارے رمضان شریف میں روزانہ آپ مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نمازِ نفل میں خوش الحانی سے پورا کلامِ پاک ختم فرماتے —— لوگوں کے دل کھنچے چلے آتے اہلِ ذوق سنتے اور لطف اندوز ہوتے ہے

مقامِ براہیم پر وہ نمازیں

بہ ہر سجدہ معراجِ سر اللہ اللہ

دن چڑھے آپ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کو نکل جاتے —— عقیدتمندوں کا ہجوم ساتھ ہوتا تھا۔

اسطرح پہلا حج مبارک آپ نے ۱۸۳۶ء میں ادا فرمایا —— اس سال کا حج —— حجِ اکبر تھا، اس وقت آپ کی عمر شریف صرف پندرہ سال تھی۔

ہے مکہ سے افضل مدینہ تمہارا

حرم شریف میں ساڑھے تین ماہ انوارِ الٰہیہ کی بہاریں لوٹنے کے بعد آپ بصد عجز و نیاز "دربارِ حبیب" میں حاضری کے لئے پیدل روانہ ہوئے —— ہر قدم پر سے

وہ قلب و نظر سے محبت کے سجدے

لبوں پہ درود و سلام اللہ اللہ

اس طرح دربارِ محبوب کی حدود میں داخل ہوئے، جب ؎

رُخِ مصطفٰے سے جھلکے درو بام

پر نظر پڑی تو آنکھیں شرابِ انوار سے چھلکنے لگیں —— دل، بوئے یار سے سرشار ہو کر جھومنے لگا، اتنے میں ؎ نگاہوں کی جنت حسین سبز گنبد نظر آیا ——

Marfat.com

طبیعت پر قابو نہ رہا ؎

نہ کیوں تیز ہوں دھڑکنیں خستہ دل کی
نظر آیا باب السلام اللہ اللہ

چنانچہ بصد ذوق وشوق مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور انہیں وجدانی کیفیات میں پہلے آپ نے دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کی، اس کے بعد نیچی نظر کئے ہوئے حریم ناز کی جلوہ گاہِ خاص کی طرف بڑھے، آخر کار ؎

وہ جالی تک آکر نظر لڑکھڑائی
ادب کا وہ اعلیٰ مقام اللہ اللہ! (کاوش)

آپ نے یہاں آفتابِ رسالت کے چکاچوند میں جو دیکھا سو دیکھا —— اور جو سُنا سو سنا —— بس ؎

عرش تک تو خیالوں نے سمجھا انہیں
ختم آگے تخیل کی حد ہوگئی!

جب آپ باہر تشریف لائے تو حالت یہ تھی کہ قدم مستانہ وار —— آنکھیں سرشار —— زبان صرفِ اذکار —— دل مطلعِ انوار —— غرضیکہ سراپا کاشفِ اسرارِ الٰہیہ اور مظہرِ شانِ مصطفائی کا نمونہ بنے ہوئے تھے، خود اہلِ مدینہ آپ کی جذباتی و وجدانی کیفیات سے حد درجہ متاثر تھے اور ہر طرح آپ کی دلجوئی اور عزت افزائی کرتے تھے۔

یہاں لوگوں نے آپ کو یہ واقعہ بھی سنایا کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ میں آپ کے مریدِ باصفا —— ملک التجار سیٹھ ضیاء الدین صاحب آئے تھے، جب وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے قریب پہنچے تو آفتابِ رسالت کے جلووں میں ہمیشہ کے لئے گم ہوگئے یعنی آستانہ بوسی کے لئے جھکے تو پھر نہ اٹھ سکے —— اسی مبارک حالت میں اس خوش نصیب کو وصالِ حق حاصل ہوگیا ؎

Marfat.com

جو خوش نصیب سو گیا قدموں میں آپ کے
محشر میں اس کا طالع بیدار دیکھنا (کاوش)

مدینہ منورہ کی نورانی فضاؤں میں آپ نے تین ماہ گزارے، جمادی الاولیٰ ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء میں ——— نجفِ اشرف کی زیارت کو پیدل روانہ ہوئے راستہ میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی اس لئے سفر دیر میں ختم ہوا ——— آخر کار ۱۷ جمادی الثانیہ کو نجفِ اشرف پہنچے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارِ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے ——— دینے والے نے اپنے لاڈلے کو نہ جانے کیا کچھ دیا اور پانے والے نے اپنے جدِ امجد سے کیا کچھ پایا۔

یہاں اکیس روز قیام کرنے کے بعد آپ کربلائے معلیٰ کی زیارت کو روانہ ہو گئے ننگے سر، ننگے پاؤں پیدل سفر کرتے رہے، دشوار گزار راستے کے مصائب جھیلتے ہوئے جب سوادِ کربلا میں پہنچے اور وہاں کی مٹی سے خونِ شہیداں کی بو محسوس کی تو دل بے قابو ہو گیا، اسی حالت میں گرتے پڑتے سید الشہداء امام عالی مقام علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہاں پہنچکر آپ کی حالت غیر ہو گئی مرقدِ انور میں اپنے جدِ امجد کو آرام فرما دیکھ کر دنیا نظر میں ہیچ ہو گئی ؎

وہ چہرہ چاند سا جو بوسہ گاہِ مصطفیٰ ٹھہرا
اسی چہرے پہ آ کر غبارِ کربلا ٹھہرا (کاوش)

اس وقت سے آپ نے اپنے لئے ——— پلنگ، مسہری، تخت، چوکی پر آرام کرنا حرام کر لیا، زندگی بھر کرسی، چارپائی، تخت، چوکی وغیرہ پر کبھی نہ لیٹے بیٹھے اور اسی وقت سے ترکِ لذات کی بھی ٹھان لی۔

چنانچہ شہیدانِ کربلا کی بھوک پیاس کو یاد کر کے ہمیشہ کے لئے روزہ رکھنا اختیار فرمایا، الغرض تیرہ روز یہاں قیام فرمایا۔

۹ شعبان کو بصد رنج و غم آپ یہاں سے مشہدِ مقدس کی زیارت کو روانہ ہوئے بے آب و گیاہ صحراؤں میں مسلسل پیدل سفر کی تکان کے سبب مشہدِ مقدس

Marfat.com

پہنچتے پہنچتے آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ مشہد مقدس میں آپ حضرت علی موسٰی رضا علیہ السلام کے مزارِ پرانوار کی زیارت سے مالا مال ہوئے اور ایک ماہ تک مسلسل یہاں قیام پذیر رہے۔ آخر صحتیابی کے بعد ۷ رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء کو آپ "کاظمین شریف" اور "بغداد شریف" کی زیارات کو روانہ ہوئے۔

بغداد شریف میں عزت افزائی

بغداد شریف میں داخل ہونے سے پہلے ہی حضرت پیر سید مصطفٰی صاحب سجادہ نشین درگاہِ جیلانی کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بشارت ہوئی کہ:

"ہندوستان سے ہمارے خاندان کا روشن چراغ آرہا ہے اسے زرد رنگ کا احرام پیش کیا جائے ـــــــ نام اس کا وارث علی ہے۔"

صاحبِ سجادہ نے جیسے ہی حضرت غوث الاعظم کا حکم سنا، جلدی سے دو احرام زرد رنگ کے بنوائے اور آپ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ جب بغداد شریف میں آپ کا ورودِ مسعود ہوا تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے آپ کا بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور خانقاہِ عالیہ میں ٹھہرایا اور وہ دونوں احرام نذر گزارے ـــــــ یہ خاص معاملہ دیکھ کر حاضرینِ محفل میں سے بعض نے حضرت سجادہ نشین صاحب سے سوال کیا کہ:

"حضور سب کو تو خرقہ و دستار عطا فرماتے ہیں مگر آپ کو زرد احرام پیش کرنے کا کیا سبب ہے؟"

اس پر انہوں نے جواب دیا کہ:

"ہم دستار اپنی مرضی سے دیتے ہیں مگر حضرت حاجی صاحب کو احرام شریف خاص حضرت غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی مرضی سے نذر ہوا، مجھے ایسا ہی حکم ہوا تھا جس کی تعمیل کی گئی۔"

Marfat.com

۵ قدم آکے خود اس کے منزل نے چومے
ہے جس کے بھی رہنما غوثِ اعظم کاوشؔ

بغداد شریف میں قیام کے دوران آپ دن میں قدیم صوفیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کرتے اور شب کو حضرت غوث الثقلین کے آستانۂ عالیہ کی مسجد شریف میں عباداتِ الٰہیہ کیا کرتے۔

بغداد شریف سے روانہ ہو کر یکم ذوالحجہ تک آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اس سال آپ کو انوار کے دن ——— حج ——— کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ادائے حج کے بعد آپ پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور خوب سعادتیں حاصل کیں۔

یہاں سے آپ بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں انبیاء علیہم السلام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کی، اس کے بعد افریقہ کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ سیاحت کے بعد آپ نے آکر پھر حج کی سعادت حاصل کی۔ غرضیکہ سیر و سیاحت کی تمام مدت میں حج کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

اپنی کمائی

عرب کی سیاحت کے دوران آپ کی ملاقات ایک ابدال سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا:

"آؤ صاحبزادے! میں اپنی ستر سال کی ریاضت کا پھل تم کو بخش دوں۔"

سرکارِ وارث پاک نے جواب دیا:

"ہمیں نہیں چاہئے، شیر خود اپنا شکار کھاتا ہے اور دوسرے درندوں کے شکار کو سونگھتا بھی نہیں۔"

اسی طرح کسی اور موقع پر عرب کے ایک اور بزرگ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ:

"صاحبزادے کیا تلاش کرتے ہو؟ جو طلب ہو میں پوری کر دوں؟"

Marfat.com

سرکار نے جواب دیا کہ :

"ہمارے گھر میں کیا نہیں ؛ تسلیم و رضا ——— اہلبیت کی لونڈی

ہے اور ——— فقر ——— شبیرِ خدا کا غلام ہے !"

اس پر انہوں نے کہا : "سچ کہتے ہو !"

یہ فخرِ شریعت ہیں اس گھر کے یہ مالک ہیں

اللہ نے جس گھر میں قرآن اتارا ہے (کاوش)

وطنِ عزیز کو واپسی

حجازِ مقدس کے پہلے سفر میں چار مرتبہ حج کرنے کے بعد آپ جہاز کے ذریعہ بمبئی پہنچے اور یہاں سے اندور، اجین، ٹونک، اجمیر شریف اور دہلی وغیرہ ہوتے ہوئے ۱۳۱۸ھ میں لکھنؤ تشریف لائے یہاں ایک ہفتہ قیام فرمانے کے بعد "دیوے شریف" آکر رونق افروز ہوئے۔

پہلے تو ننگے سر، ننگے پاؤں احرام پوش فقیر کو دیکھ کر لوگ پہچانے نہیں لیکن بعد کو شہرت ہو گئی کہ "مٹھن میاں" حج کر کے احرام پہنے ہوئے آئے ہیں چنانچہ سب کو خوشی ہوئی، عزیزوں نے دعوتیں کیں اور کچھ رشتہ داروں کو آپ کی شادی کا بھی خیال پیدا ہوا چنانچہ سید اعظم علی صاحب کی دخترِ نیک اختر پیدائش ہی کے وقت سے آپ کے ساتھ منسوب تھیں اس لئے رشتہ داروں نے چاہا کہ یہ شادی ہو جائے مگر آپ نے اللہ تعالے کے اس فرمان کے مطابق کہ :

(ترجمہ) "اے مومنو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط کرتے رہو،، (القرآن)

صاف انکار کر دیا ——— مگر عزیزوں کا اصرار بڑھتا گیا جس کے جواب میں بار بار انکار کرنا بھی مناسب نہ جانا اور خاموشی سے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ کچھ دن

Marfat.com

وہاں رہنے کے بعد آپ نے پھر حجازِ مقدس کے سفر کا ارادہ فرمالیا چنانچہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء کو آپ کی بلند ہمتی نے یہ سفر جہاز سے بے نیاز ہو کر پیدل شروع کیا —— اس زمانہ میں نہ ایسے پختہ راستے تھے اور نہ ہی آرام گاہیں —— مگر اللہ کا فقیر لق و دق صحراؤں کو عبور کرتا ہوا اور بلند و بالا پہاڑوں کو روندتا ہوا چلا جا رہا تھا

شرابِ عشق سے مخمور

نشۂ محبت سے چور

آخر کار آپ اپنی محبوب منزل —— مدینہ منورہ —— میں ذیقعدہ کے تیسرے ہفتے پہنچ گئے۔ وہاں کچھ عرصہ قیام فرما کر حجِ بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے —— حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ نے سیر و سیاحت کے لئے ترکی کے ایک قافلے کے ساتھ سفر اختیار فرمایا۔

ترکی کا سفر

مکہ مکرمہ میں حج کے دوران ایک ترک امیر عبداللہ حاجب آپ کا مرید ہو کر ترکی آنے کی درخواست کر گیا تھا چنانچہ حسبِ وعدہ آپ اس کے پاس ترکی پہنچے۔ عبداللہ حاجب شاہی دربار میں ایک خاص مقام رکھتا تھا اور سلطان تک اس کی رسائی تھی۔

الغرض ایک دن عبداللہ حاجب اصرار کر کے اپنے پیر و مرشد کو شاہی باغ کی سیر کرانے لے گیا۔ اتنے میں شاہی سواری بھی آگئی اور تھوڑی ہی دیر بعد دنیا کا سب سے بڑا ذی اقتدار سلطان ترکی عبدالمجید خاں اپنے رعب دار چہرے پر شاندار مونچھیں کھڑی کئے ہوئے حضرت وارث علی شاہ صاحب کے روبرو کھڑا تھا —— اسے سخت حیرت تھی کہ شاہی باغ میں کمبل بچھائے ایک احرام پوش فقیر کس بے نیازی سے بیٹھا ہوا تھا —— اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ اتنے میں سرکارِ وارث پاک نے ایک اچٹتی ہوئی نظر سلطان پر ڈالی جو تیر کی طرح سلطان کے دل کے پار ہو گئی!

Marfat.com

سلطان اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا، گھبرا کر عبداللہ حاجب سے پوچھا :

"حاجب! یہ بزرگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں ٹھہرے ہیں؟"

عبداللہ کے جواب دینے سے پہلے ہی آپ نے جواب دیا :

"فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں!"

سلطان نے حیرت سے پوچھا :

"آپ ترکی زبان بھی جانتے ہیں؟"

آپ نے یہ فرما کر سلطان کو مزید حیرت زدہ کر دیا کہ :

"ہمیں دل کی زبان آتی ہے اور جسے دل کی زبان آتی ہے وہ سب زبانیں جانتا ہے!"

سلطان اب لاجواب ہو چکا تھا، سب امیر، وزیر، مصاحب اور غلام حیران و پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ کس پائے کا فقیر ہے جس کے سامنے عرب و عجم کا سب سے زیادہ طاقتور سلطان بے بس و مجبور کھڑا ہوا ہے۔ آخر سلطان نے لرزتے ہوئے جسم اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے شاہی محل میں چلنے کی درخواست کی جسے سرکارِ عالی وقار نے قبول کرتے ہوئے اگلے روز آنے کا وعدہ فرمالیا۔

دوسرے دن شاہی محل اللہ کے فقیر کے لئے سجایا جا رہا تھا۔ یہ منظر بھی کسقدر دلفریب ہوگا کہ ایک احرام پوش فقیر ننگے سر ننگے پاؤں، شاہی محل کی آرائش و زیبائش سے بے نیاز چلا آرہا تھا ——— اور اندر سے باہر تک محل میں شاہی بیگمات، شہزادے شہزادیاں، وزراء، امراء، سفراء، قطار اندر قطار اس اللہ والے کے استقبال کے لئے گردن جھکائے کھڑے ہوئے تھے

الغرض جب سرکار تشریف لائے تو سب سے پہلے سلطان عبدالمجید خان اپنے تمام اہل و عیال سمیت مرید ہوئے، اس کے بعد محل کا سارا عملہ اور تمام وزراء و امراء آپ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے ——— اب شہر میں سلطان کی ارادت مندی

اور شرفِ غلامی حاصل کرنے کی خبر جو مشہور ہوئی تو قلعہ کے نیچے عوام کا ازدحام ہو گیا، ہر شخص عقیدتمندی کے جوش میں فخرِ غلامی حاصل کرنے کے لئے بے چین نظر آتا تھا ہجوم کی کثرت کے پیشِ نظر حکم ہوا کہ ایک رسّہ محل کے نیچے لٹکا دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ جو رسّہ کو چھُو لیگا وہ ہمارا مرید ہے۔

رسہ گرتے ہی مجمع بے قابو ہو گیا ——— حتیٰ کہ عمال نے عرض کیا کہ ——— سرکار! محبت کا یہ تماشا کہیں خونی نظارہ نہ بن جائے! ——— یہ سنکر سرکارِ والا جھروکے میں تشریف لائے اور روئے انور کا نظارہ کراتے ہوئے فرمایا:

"جس نے ہمیں دیکھ لیا وہ ہمارا مرید ہو گیا"

اس طرح محل کے جھروکے سے لوگوں نے آفتابِ ولایت جو طلوع ہوتے دیکھا تو قلب روشن ہو گئے ——— چہرے تمتمانے لگے ——— لوگ آپس میں گلے ملتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے گویا عید کا منظر تھا۔

سلطان کے اصرار پر آپ نے یہاں ایک ہفتہ قیام فرمایا، اس کے بعد ترکی کے تاریخی مقامات کی سیر کا قصد کیا چنانچہ جب آپ درِ دانیال پہنچے تو آپ کو پیاس محسوس ہوئی۔ اس وقت حسین بک نامی ایک ترک افسر نے بڑے ادب سے آپ کو پانی کا ایک ٹھنڈا گلاس پیش کیا اور عرض کیا:

"یا سیدی ھل جزاء الاحسان الا الاحسان"

پانی پی کر جو آپ نے اسے دیکھا تو اسی ایک نظرِ کرم سے اس کے دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ دیکھتے ہی دیکھتے حسین بک ——— رومی شاہ بن گئے اور وہ اس طرح کہ "درِ دانیال" سے دیوے شریف آئے اور سرکار سے احرام پاکر "رومی شاہ" کے خطاب سے نوازے گئے، بحکم سرکار "کوہِ آبو" پر پہنچکر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ آخر یہیں اللہ اللہ کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے ؎

خاکِ فنا ہی منزلِ آبِ بقا ہوئی

ترکی میں سرکارِ وارث پاک کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ لوگ کسی طرح آپ کو

Marfat.com

آپ کو جدا نہ کرتے تھے ——— آخر جب آپ نے حج بیت اللہ شریف کا عذر پیش کیا تو سب مجبور ہو گئے ؎

حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ھزار حیف
نکلا اُدھر وہ گھر سے اِدھر جی نکل گیا

یہاں سے رخصت ہو کر آپ مکہ مکرمہ پہنچے ——— حج ادا فرمایا ——— اس کے بعد وطنِ عزیز کی طرف روانہ ہو گئے اور ۱۸۴۴ء کے قریب آپ دیوے شریف پہنچے مگر جلد ہی یہاں سے دل اکتا گیا۔ محبوبِ خدا کی یاد تڑپانے لگی، دیارِ حبیب کی محبت وطنِ عزیز کی محبت پر غالب آئی چنانچہ دیوانہ وار آپ پھر پیدل روانہ ہو گئے خشکی کے راستے یہ آپ کا تیسرا سفرِ حج تھا جو رجب کے مہینے میں ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں شروع ہوا۔ حج ادا کر کے آپ ایک ایرانی قافلے کے ساتھ آخری ذی الحجہ کو ایران تشریف لے گئے۔

یورپ میں تبلیغِ روحانیت

ایران کا دورہ ختم فرما کر آپ اپنے ایک عقیدت مند ——— محمد عارف ——— کے ساتھ روس کی سیاحت پر روانہ ہو گئے۔ یورپ میں آپ سے پہلے کسی صوفی درویش نے آپ کی طرح تبلیغِ روحانیت کے لئے سیاحت نہیں کی۔ یہ تمام سفر آپ نے پیدل طے کیا۔ دورانِ سیاحت راستے میں ملنے والے عیسائیوں کو آپ نے ——— توحید ——— کا سبق پڑھایا اس طرح جب آپ جرمنی پہنچے تو وہاں ——— پرنس بسمارک ——— کو آپ سے والہانہ عقیدت ہو گئی۔ اس نے آپ کی میزبانی کی عزت حاصل کی چنانچہ پٹنہ ہائی کورٹ کے جج سید شرف الدین صاحب تحریر کرتے ہیں:

"یورپ سے اپنی تعلیم ختم کر کے جب میں وطن واپس آیا تو سرکارِ وارث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں میری سیاحتِ یورپ کا ذکر چل نکلا ——— اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ قریب قریب

سارا یورپ سرکار کا روندا ہوا ہے ــــــ روم، روس، جرمنی وغیرہ ممالک خوب دیکھے بھالے ہیں چنانچہ اسی سلسلے میں سرکار نے مجھ سے دریافت فرمایا:

"کیا لبسمارک سے ملاقات ہوئی ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"بڑے آدمی ہیں، دیکھا ضرور ہے لیکن ملاقات نہیں ہے مگر حضور انہیں کیسے جانتے ہیں؟"

فرمایا: "ہم اس کے مہمان رہے تھے، بہت اچھا آدمی ہے۔"

اس کے بعد شہزادہ ملان کے بارے میں سوال فرمایا، میں نے عرض کیا کہ: "تصویر تو دیکھی ہے مگر ملاقات نہیں ہوئی" اس کے علاوہ سرکارِ والا ـــــ شہزادہ سردیا ـــــ کی بہت تعریف کرتے تھے اور اندازِ کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ آپ کا مرید ہو چکا تھا۔

پھر سرکار نے کسی اور شہر کا نام لیکر پوچھا:

"بیرسٹر! تم وہاں بھی گئے تھے؟"

میں نے عرض کیا: گیا تھا!

فرمایا: کہاں ٹھہرے تھے؟

عرض کیا: ہوٹل میں!

فرمایا: اس ہوٹل میں جو گرجا کے پاس ہے؟

عرض کیا: جی ہاں!

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"ہم بھی وہاں گئے تھے اور وہاں کے رکنِ اعظم مبرلسین کے یہاں تین، دو زنک مہمان رہے تھے، لوگ وہاں کے بہت خلیق تھے۔"

اکثر جذب کے عالم میں آپ اپنی غیر ممالک کی سیاحت کے واقعات

Marfat.com

بیان فرماتے تھے۔ حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کئی سال تک مغربی ممالک کے سفر پر رہے۔ اس کی تصدیق یوں بھی ہوئی کہ ایک مرتبہ سرکارِ والا بارہ بنکی سے ردولی جانے کے لیے ریل میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے اسی ڈبے میں ایک یورپین کو بیٹھے دیکھا۔ سرکار نے اس پر بڑی شفقت فرمائی۔ پہلے کچھ سنگترے عنایت کئے پھر حکم ہوا کہ صاحب کو دنی تہبند دے دو۔ کسی نے دہی بڑوں سے بھری ہوئی ایک بڑی ہانڈی پیش کی تھی ——— فرمایا کہ یہ بھی انہیں دے دو۔ پھر ارشاد ہوا کہ سیب اور انگوروں کی ٹوکری بھی دے دو۔ غرض مختلف چیزیں عطا فرمانے کے بعد آپ نے ان سے پوچھا ——— تمہارا مکان کہاں ہے؟ انہوں نے یورپ کے کسی شہر کا نام بتایا۔ پھر دریافت کیا کہ فلاں شخص کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے، دو سال ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے وہ ہمیشہ زمین پر سوتے تھے اور ایک کتاب پڑھا کرتے تھے"۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے یار تھے، جب ہم وہاں گئے تھے تو انہوں نے ہماری بڑی خاطر داری کی تھی"۔

الغرض یورپ کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے آپ نے مصر کی سیاحت کی، وہاں سے بیت المقدس تشریف لائے۔ حج کا زمانہ قریب تھا لہذا آپ دیارِ یار کی طرف روانہ ہوئے۔ طویل مسافت اور تھکان کی وجہ سے یہاں پہنچتے پہنچتے آپ علیل ہو گئے لہذا حج ادا کرنے کے بعد اہلِ مکہ نے مزید سفر سے آپ کو روک دیا چنانچہ صحتیاب ہونے کے بعد آپ عدن تشریف لے گئے اور آس پاس کے دیگر علاقوں کی سیاحت کرتے ہوئے یمن کی یادگار ملاحظہ فرمائی۔ وہاں سے اطراف کی سیر کرتے ہوئے ماہ رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج ادا کرنے تک یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد دیارِ محبوب کی یاد نے ستایا تو اہلِ مکہ سے بغل گیر ہو کر رخصت

Marfat.com

چاہی۔ اس طرح محرم کی ابتدائی تاریخوں میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ یہاں دو ہفتے تک بارگاہِ سرورِ کونین میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے رہے۔ آخر جمعہ کی نماز کے بعد اپنے نانا جان علیہ السلام سے رخصت چاہی، پھر اپنے خاندان کے دیگر بزرگوں کو الوداعی سلام پیش کرنے کے لئے جنت البقیع میں حاضری دی اور دادی جان ــــ حضرت خاتونِ جنت کے لوحِ مزار کو چوم کر الوداع کہی ــــ اس طرح زار و نزار اشکبار ہندوستان واپس ہوئے ؎

قیامت کے فتنے کہاں ہیں کہ اٹھ کر
ذرا ان کا وقتِ سفر دیکھ لیتے

وطن واپسی

سرزمین عرب سے روانہ ہو کر آپ جہاز کے ذریعے بمبئی پہنچے، یہاں سے پیدل چل کر سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے دربارِ اقدس میں حاضری دی ــــ یہ ۱۸۵۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد آپ ــ دیوہ شریف ــ تشریف لائے اور پھر اس سرزمین کو ایسی عزت بخشی کہ ڈاک خانہ کی سرکاری مہر پر بھی ــــ دیوہ شریف ــــ ہی لکھا جانے لگا۔

اس مرتبہ کی واپسی کے بعد آپ کی خدمت میں پہلے سے بھی زیادہ ہجوم رہنے لگا ہندوستان بھر سے سمٹ سمٹ کر طالبانِ حق دیوہ شریف چلے آ رہے تھے ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

چنانچہ اس بار آپ نے بعض مریدوں کو احرام پوش بنا کر آدابِ احرام پوشی کی ہدایات فرمائیں۔ ؎

؎ "تذکرہ اولیا"، "حیات وارث"

آدابِ احرام پوشی

- فقیری کھیل نہیں —— جیتے جی مرجانا ہے —— احرام —— کو کفن اور زمین کو —— قبر کی منزل سمجھنا چاہیئے ۔
- احرام پوش فقیر —— کو کرتہ ۔ ٹوپی ۔ عمامہ ۔ پاجامہ ۔ گلوبند ۔ موزہ غرضیکہ احرام کے علاوہ کوئی بھی چیز استعمال نہیں کرنی چاہیئے حتیٰ کہ مرنے کے بعد کفن بھی وہی ہوگا ۔
- احرام پوش کے لئے تخت ، چوکی ، مسہری ، چارپائی ، مونڈھا اور کرسی وغیرہ پر بیٹھنا قطعی ممنوع ہے —— ان کا بستر ہمیشہ زمین پر بے تکیہ ہوگا حتےٰ کہ ان کا جنازہ بھی چارپائی پر نہ جائے گا ۔
- احرام پوش فقیر نہ مکان بنائے —— نہ دنیا کا مال و اسباب جمع کرے —— نہ شادی غمی کی تقریبات میں شرکت کرے اور نہ ہی مذہبی تنازعات میں حصہ لے اور نہ ہی تعویذ گنڈا کرے کہ یہ سب تسلیم و رضا کے خلاف ہے بلکہ ہر احرام پوش قطعی متوکلانہ زندگی بسر کرے ۔
- احرام پوش فقیر کو سوال کرنا حرام ہے خواہ فاقوں سے مر ہی کیوں نہ جائے ۔
- فقرائے وارثی کو پابندیٔ وضع لازم ہے جہاں رہیں آن بان سے رہیں [1]

آپ کے احرام پوش فقرا نے احکاماتِ وارثی کی پوری پوری پابندی کر کے ایسی بے پناہ روحانی قوت حاصل کی جس کے بل بوتے پر بڑے بڑے خطرناک مجاہدے سر کیئے جنہیں سنکر آج رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ، صرف چند نمائندہ مثالیں پیش کی جاتی ہیں :-

---

[1] منہاج العشقیہ رشید وارثی
تعارف = بیدم وارثی

ذرہ ذرہ ہے مظہرِ خورشید

ججن بی بی وارثیہ

آپ ججن بیٹھی کے نام سے مشہور تھیں،
دائمی روزہ دار تھیں۔ سرکار سے جب احرام ملا تو ساتھ ہی
یہ حکم بھی ملا کہ :

"خدا رازق ہے ٹانگیں توڑ کر اسی کے بھروسے پر بیٹھی رہو"۔

چنانچہ مستقل ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر تیس سال گذار دئیے آخر اسی حالت میں واصل بحق ہوگئیں ع

کلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید

زندگی میں اگر کوئی پوچھتا تھا کہ ججن بیٹھی ! آپ اٹھتی کیوں نہیں ؟ تو آپ جواب دیتیں کہ : "سرکار نے ایسا بوجھ ڈالا ہے کہ اٹھا نہیں جاتا"۔

علامہ رضی الدین بغدادی

عراق سے کسی تقریب میں ہندوستان آئے تھے، کٹر مُلّا تھے، وارثِ پاک پر اعتراضات کا طومار لے کر دیوہ شریف پہنچے ؎

کہنے تھے کہ یوں کہتے، یوں کہتے جو وہ آتا
سب کہنے کی باتیں ہیں، کچھ بھی نہ کہا جاتا

نظر سے نظر ملی —— پڑھانے والے نے آنکھوں ہی آنکھوں میں نہ جانے کیا پڑھا دیا کہ اپنے جسم سے عالمانہ لباس پھاڑ کر پھینک دیا ؎

جگر خراش ہے حال ان شکستہ حالوں کا
جنہیں مٹا کے رہا حوصلہ خیالوں کا

بحکمِ سرکار خاموش بیٹھے پرانے جوتوں کی مرمت کیا کرتے تھے اور کبھی کسی سے اپنی علمیت کا ذکر تک نہ کرتے تھے ؎

Marfat.com

"عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

چپ شاہ وارثی

لکھنؤ میں قیام فرماتے تھے، سرکار نے احرام دیکر خاموش رہنے کا حکم فرما دیا تھا، ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں انہیں دشمن کا جاسوس سمجھ کر سنگینوں سے چھلنی کر دیا گیا مگر آپ نے اُف تک نہ کی اور مرشدِ برحق کی لگائی ہوئی مہر خاموشی نہ توڑی سے

چپ ہو گئے یوں اسیر جیسے
سب جھگڑے تھے بال و پر کے

گلاب شاہ وارثی

کٹرہ مداری خاں، آگرہ میں قیام فرماتے تھے۔ چوالیس سال سے ایک ہی نشست پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھے بیٹھے پتھر ہو گئے تھے مرشد نے نہ جانے کیا تماشۂ قدرت دکھا دیا تھا کہ مجسمۂ حیرت بنے۔ آنکھیں کھولے، ایک ہی سمت ٹکٹکی باندھے دیکھے چلے جا رہے تھے۔ سرکار نے جب احرام پہنایا تھا تو جوش میں آکر یہ بھی فرما دیا تھا کہ "اب جو کچھ خدا دکھائے سو دیکھتے رہو" چنانچہ ان کی ہیئت مجموعی سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ حضرتِ حق تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کوئی عجیب وغریب تماشہ دیکھنے میں مشغول ہیں، آخر اسی حالت میں قیدِ ہستی سے آزاد ہو کر جوارِ شاہدِ حقیقی کی سیر میں مصروف ہو گئے۔ اس مجاہدے کی بھی دنیا میں ڈھونڈے سے مثال نہیں مل سکے گی۔

حاجی مستقیم شاہ وارثی

آپ نے سرکارِ وارث پاک کو دیکھ کر کسی کو نہ دیکھا، ساٹھ سال تک اس مردِ حق بیں نے دنیا سے آنکھیں بند رکھیں آخر کار آنکھوں کی بینائی زائل ہو گئی۔ اجمیر شریف کے مشہور پہاڑ مدار ٹیکری پر قیام تھا۔ سرکار سے جب احرام عطا ہوا تو یہ حکم بھی ملا تھا کہ "اب موجودات میں سے کسی چیز کو آنکھ کھول کر نہ دیکھنا" چنانچہ ایک سو دس سال کی طویل عمر گزار کر آنکھوں میں جمالِ وارث لئے ہوئے ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں واصل بحق ہو گئے سے

Marfat.com

آؤ پیارے نین میں پلک ڈھانپ توئے لوں
نہ میں دیکھوں اور کو، نہ توئے دیکھن دوں

سوامی مرات شاہ وارثی

قوم کے پنڈت تھے۔ بھاگلپور سے آکر سرکار کے حلقہ بگوش ہوئے، مرشد کامل نے وحدت کا سبق پڑھا کر ایسی روحانی غذا کھلائی کہ دنیاوی غذا سے بے نیاز ہو گئے، آخر وقت میں تو یہ عالم تھا کہ سبز میوہ جات صرف دیکھ کر سیر ہو جایا کرتے تھے ؂

آپ سے ہم گزر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر میں گر سفر نہ کیا

آخر اسی لطافت کے ساتھ آپ کا وصال ہو گیا۔

الغرض دنیا میں یکجا طور پر ایسے مجاہدات کی مثال تک نہیں ملتی ع

کز و ہر ذرہ گردد آفتابے

اس قسم کے سینکڑوں سخت ترین مجاہدات صرف باہمت احرام پوشوں کے لئے مخصوص تھے ورنہ عام وارثی مریدوں کے لئے تو سرکار عالم نواز کی یہ ہدایات تھیں :

ہ میری وجہ سے دنیا کو نہ چھوڑو۔
ہ تمہاری دنیا داری بھی عبادت ہے۔
ہ گھریلو ضروریات پوری کرنا، بیوی بچوں کی دلداری کرنا، نوکروں چاکروں کی پرورش کرنا بلکہ (مسلمان کا تو) پیشاب پاخانہ کرنا، عبادت ہی ہے۔

جب کوئی دنیا دار آپ سے فقیر بنانے کی درخواست کرتے ہوئے احرام کا طالب ہوتا اور اس کے والدین زندہ ہوتے تو فرماتے :

ہ ماں باپ کی خدمت کرو، یہی تمہارے واسطے فقیری ہے۔

اس کے علاوہ آپ کا یہ اعلان عام ہوا کرتا تھا کہ :

ہ نماز رکنِ اسلام ہے، اگر لاکھ روپے کی چیز رکھی ہو تو اس کا بھی خیال نہ کرو، بس یہی ایمان ہے۔

Marfat.com

ہر شخص پر پابندئ شریعت اور اتباعِ سنت لازم ہے۔

اپنے نفس کو قابو میں رکھو، انجام کار کامیاب ہوگا ۔ اگر نفس کی لگام ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس وجود کو سزا سے دار دی جائے گی۔

جس قدر ہمارے مرید ہیں وہ سب ہماری اولاد ہیں، جس کو ہم سے جسقدر محبت ہے اسی قدر اپنے بھائیوں سے اتفاق ہوگا۔

جب کوئی مصیبت پڑے تو ہمارا تصور قائم کرو۔ اگر محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

اگر کوئی شخص کچھ ورد وظیفہ پڑھنے کی اجازت چاہتا تو صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت دیتے اور سب سے زیادہ زور محبت پہ دیتے۔

سلسلۂ وارثی میں اتحاد و محبت

اتحاد و محبت ـــــ سلسلۂ وارثی کا لازمہ ہے۔ خود سیدنا وارث پاک نے اسے اپنی محبت کی علامت قرار دیا ہے چنانچہ آپ کا فرمان عالی ہے کہ: ـــــ

"جس قدر ہمارے مرید ہیں وہ ہماری اولاد ہیں ـــــ جس کو جس قدر ہم سے محبت ہے، اسی قدر بھائیوں سے اتفاق ہوگا ـــــ!"

گویا سب وارثیوں کا اتفاق ہی سرکار وارث پاک سے محبت کی دلیل ہے اس لئے جس وارثی کو اپنے پیر بھائیوں سے محبت نہیں اسے گویا سرکار وارث پاک ہی سے محبت نہیں کیونکہ: ـــــ

"بھائی بھائی سے محبت ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو باپ سے محبت ہے ـــــ!"
(قول وارث پاک)

سرکار کے اس ارشاد گرامی کے مطابق ادنیٰ سے ادنیٰ وارثی بھی تمام وارثیوں کی

Marfat.com

پوری پوری محبت کا مستحق ٹھہرا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ :-

محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو دیکھے اچھی معلوم ہو ——— !" (قول وارث پاک)

سرکار وارث پاک کے بتائے ہوئے اس معیارِ محبت سے یہ حقیقت ثابت ہو جاتی ہے ——— "مجنوں کو تو لیلیٰ کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے" ! ——— چنانچہ کوئی وارثی خواہ کیسا ہی غریب اور خستہ حال کیوں نہ ہو تمام وارثی بھائیوں کی محبت کا حقدار ہے کیونکہ آخر ہے تو وہ وارث پاک ہی کا ——— اس کے برخلاف خواہ کوئی کیسا ہی بڑے سے بڑا آدمی ہو اگر وہ ——— لالچی ——— اور ——— بے نمازی ——— ہے تو ایسا شخص کسی طرح بھی وارث پاک کا نہیں ہو سکتا ——— کیونکہ خود وارث پاک ہی کا قول فیصل ہے کہ :-

"جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں"

اور :-

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے" ——— ؎

سلیقے سے پیو بادہ کشو، آداب لازم ہے
ملا ہے تم کو پیمانہ مرے مخدومِ وارث کا (اکبر وارثی)

یاد رہے

ان کے پہلو میں جو میرا دلِ ناشاد رہے
پھر مرے بھولنے والے کو مری یاد رہے
سرو بن کر رہے یا صورتِ شمشاد رہے
تیرے پابند ہیں گو سب سے ہم آزاد رہے

Marfat.com

آنکھیں وہ آنکھیں ہیں دیکھا ہو جن آنکھوں نے تجھے
دل وہی دل ہے کہ جس دل میں تری یاد رہے
ہائے وہ وقتِ نزاع ان کا تسلی دینا
اور مرادِ دکھے یہ کہنا کہ مری یاد رہے
راس آیا نہ ہمیں دل کا لگانا بیدم
ہم تو جب تک رہے اس عشق میں برباد رہے

وارثی تعلیمات کا خلاصہ

لفظِ عشق ہی تنہا ترجمانِ وارث ہے
داستاں محبت کی داستانِ وارث ہے

سیدنا سرکارِ وارثِ پاک کی ذاتِ بابرکات عشق کا شاہکار اور محبت کا مرقعِ پُربہار تھی، محبت کی داستان سناتے سناتے آپ کی زبان نہ تھکتی تھی اور عشق کا سبق پڑھاتے پڑھاتے کبھی طبیعت نہ بھرتی تھی محبت کی آبرو کو آپ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور غیرتِ عشق پر آپ سب کچھ قربان کر چکے تھے، زندگی بھر آپ کی تعلیمات کا محور ہی محبت اور غیرت رہا چنانچہ فرمایا کرتے تھے:

۱۔ محبت کرو ——— اور ۲۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔

محبت کرو انسان کی اصل ہی محبت ہے، لفظِ انسان اُنس سے بنا ہے بمقتضائے اُنس انسان محبت کرنے پر مجبور ہے، محبت ہی سے اس کا خمیر اٹھا ہے ——— اس کا نام بھی محبت کے مترادف ہے اس کا کام بھی محبت کی

لہ تعارف از بیدم وارثی ——— حیاتِ وارث از شیدا وارثی

Marfat.com

امانت داری ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے " فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (ترجمہ) "میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا"۔ یہاں " احببت" ۔ حُب کی دلیل بھی ہے اور اُعْرَفُ (عرفان سے) پر مقدم بھی ہے، گویا محبت ہی عرفانِ الٰہی کا ذریعہ ہے، اس سے ثابت ہوا کہ محبت ہی تمام کائنات کی تخلیق کا باعث ہے اور محبت ہی وصلِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ محبت ہی انسان کو انسان بناتی ہے اور محبت ہی بندے کو خدا سے ملاتی ہے۔ آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو محبت کو شرطِ ایمان قرار دیتے ہوئے بار بار پُر زور الفاظ میں فرمایا ہے :

" الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ —— الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ —— الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ

(ترجمہ) خبردار ہو جاؤ —— جو محبت سے محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے۔

ہوشیار ہو جاؤ —— جو محبت سے محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے۔

ہاں ہاں آگاہ ہو جاؤ —— جو محبت سے محروم ہے وہ ایمان سے محروم ہے۔"

چنانچہ آپ کا اعلان عام تھا "محبت کرو محبت، محبت ہی سب کچھ ہے۔" خود اپنے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ :

" میرے یہاں محبت ہی محبت ہے "

نتیجہ یہ کہ جس میں محبت نہیں وہ وارثی نہیں کیونکہ ہر وارثی کو محبت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے ؎

سنتے ہیں عشق نام کے گزرے تھے اک بزرگ
ہم لوگ سب فقیر اسی سلسلے کے ہیں (فراق گورکھپوری)

سرکار وارثِ پاک نے عشق کے سلسلے میں فرمایا ہے :

" عشق میں وہ شخص کمال حاصل نہیں کر سکتا جو شرع شریف کے درجات کو آخر تک طے نہ کرے" —— کیونکہ —— " عاشق وہ ہے جو معشوق کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے" —— اور —— " عاشق وہ ہے جس کی کوئی سانس معشوق کی یاد سے خالی نہ جائے "

Marfat.com

اس کے علاوہ عاشقِ صادق کے لئے :

" معشوق کی جفا بھی عین وفا ہے "

کیونکہ

"عشق کی الٹی چال ہے، جس کو پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے اور جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے ——— اس لئے عاشق کو لازم ہے کہ سر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی غیر نہیں" ؎

طریقِ اہلِ دنیا ہے گِلہ شکوہ زمانہ کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی

حاصل یہ کہ ——— " عاشق کا ایمان رضائے یار ہے " ——— اور ایمان ——— کا جُز ——— حیا ——— ہے۔

ترکِ سوال

لیکن کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے حیا کا خون ہو جاتا ہے، واللہ خیر الرازقین ——— پر سے ایمان اٹھ جاتا ہے اس لئے سرکارِ وارث پاک نے ——— ایاک نعبد وایاک نستعین (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کے بموجب غیر اللہ سے مدد مانگنے کی عملی طور پر یوں ممانعت فرمائی کہ :

" کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ "

بلکہ آپ کی تمام تعلیمات کا ماحصل ہی یہ تھا کہ اپنے تمام معاملات کو کارسازِ حقیقی کے سپرد کر کے حرص و طمع سے قطعی دور ہو جاؤ، چنانچہ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

زہد و تقویٰ چیست؟ اے مردِ فقیر
لاطمع بودن ز سلطان و امیر (بو علی قلندر)

(یعنی اے درویش، زہد و تقوے کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تو سلطان اور امیر سے بے نیاز ہو جا)

؎ جانا کسی کے پاس کسی آرزو کے ساتھ — واللہ دشمنی ہے بڑی آبرو کے ساتھ

Marfat.com

شانِ فقر

غیرت ہے طریقتِ حقیقی
غیرت سے ہے فقر کی تمامی

سرکارِ وارثِ پاک کی تعلیمات کا مقصدِ وحید محبتِ الٰہی اور غیرتِ ایمانی پیدا کر کے لوگوں کو فقر کی دولت سے مالا مال کرنا تھا تاکہ صحیح فقیری کی راہ ہموار ہو سکے چنانچہ اس سلسلے میں ذیل کا واقعہ بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے :

" یہ ۱۸۵۹ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت سرکارِ عالم نواز ساڈھی میں تشریف لائے ہوئے تھے اور قلعہ کی مسجد میں قیام فرما تھے۔ اس مسجد سے کچھ فاصلہ پر خطیبوں والی مسجد تھی اس میں ایک " وارثی " احرام پوش درویش نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ ان کے ہمراہ انہی کے ایک پیر بھائی منشی رحم رحمٰن وارثی بھی تھے، جب دونوں نماز پڑھ چکے تو خدا جانے آپس میں کیا بات ہوئی کہ ایک دوسرے پر توجہ ڈالنے لگے —— مغرب کی نماز سے عشاء کے وقت تک یہی حالت رہی کہ دونوں صاحبوں کا مقابلہ رہا —— بالآخر منشی رحم رحمٰن بیہوش ہو کر گر پڑے —— ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور اس طرف سرکارِ وارثِ پاک اپنی جگہ پر اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور ایک خادم سے ارشاد فرمایا کہ : " رحم رحمٰن بیہوش ہے اسے خطیبوں والی مسجد سے اٹھا لاؤ —— "

اور احرام پوش فقیر کی بابت فرمایا کہ اسے کہنا کہ :

" تو کم ظرف ہے —— ضبط نہیں کر سکتا اور دوسروں پر اثر ڈال کر اپنے کمال کو ظاہر کرنا چاہتا ہے —— اپنا

نقصان اپنے ہاتھوں کرتا ہے ــــــ میں تجھ کو چھپاتا ہوں

• اور تو ظاہر ہوتا ہے!"

رحم رحمٰن صاحب سرکار میں لائے گئے، ان کو ہوش بھی آگیا مگر سرکار کی ناراضگی احرام پوش پر کچھ اس طرح ظاہر ہوئی کہ تمام حاضرین خوفزدہ ہو گئے آخر قدموں پہ گر کر گریہ وزاری کے ساتھ معافی کی درخواست کی، خیر احرام پوش فقیر کو معافی تو ہو گئی مگر اس کے بارے میں آپ یہی فرماتے تھے کہ:

" ہم فقیر بنانا چاہتے ہیں اور یہ مشائخ بنے جاتے ہیں"

اسی سلسلے میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

• توجہ ڈالنا تو ایک قسم کا تماشا ہے، اصل توجہ وہ ہے کہ اگر موتی پہ ڈالے تو پانی ہو جائے ــــــ اگر پتھر پہ ڈالے تو خاک ہو جائے۔"

ے نظر کی جولانیاں نہ پوچھو، نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اٹھے تو بجلی پناہ مانگے، گرے تو خانہ خراب کر دے

چنانچہ آپ کی نگاہِ فیض اثر کی یہی شان تھی کہ کسی کو نظر ملانے کی جرأت نہ ہوتی تھی جسے نظر اٹھا کے دیکھ لیا، بسمل کی طرح قدموں میں لوٹنے لگا ہے

پڑے ہے بزم میں جس شخص پہ نگاہ تری
وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اُف پناہ تری

چشمِ وارث

کیفیتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

سرکار وارثِ پاک کی آنکھیں انوارِ الٰہی کی تجلی گاہ تھیں۔ مشہور تھا کہ آپ مشاہدہ کرا دیا کرتے تھے۔ جس بات کو بڑے بڑے علماء اپنی لمبی لمبی تقریروں میں سمجھا نہیں

Marfat.com

سکتے تھے، آپ ایک نگاہِ تیز اثر سے اس بات کی اصل حقیقت تک پہنچا دیا کرتے تھے آپ کی ایک جنبشِ نگاہ نے نہ جانے کتنے طالبانِ حق کی دنیائے دل بدل ڈالی ؎

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں ،
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

نگاہِ ناز کی کرشمہ سازیاں

؏ جادو بھرے نیناں نے مارا

اسی سلسلے میں یہ دلچسپ واقعہ ہے کہ سرکار سیدنا وارثِ پاک اناؤ کے وکیل تفضل حسین صاحب کے یہاں تشریف فرما تھے، اسی دوران سہارنپور کے ایک مولوی عبدالمنان حاضر ہوئے اور سوال کرنے لگے کہ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ "قیامت سے پہلے دیدارِ الٰہی حاصل ہو سکتا ہے ؟" آپ نے جواب دیا کہ :

" مولوی صاحب ! آپ کو اس آیت شریف کا علم نہیں —— " مَنْ کَانَ فِیْ ہٰذِہٖ اَعْمٰی فَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی " (جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں پر بھی اندھا ہی رہے گا)

یہ فرما کر آپ نے مولوی صاحب کی طرف تیز نظر سے دیکھا، نہ معلوم تیز نظر نے کیا کرشمہ دکھایا کہ مولوی صاحب بے حال ہو کر لوٹنے لگے ؎

ناوک لگا جگر پہ تو دل پہ سناں لگی
کاری لگی نظر تری کافر جہاں لگی

مولوی صاحب ناچتے پھرتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے ؏

جادو بھرے نیناں نے مارا

لوگ حیران تھے کہ ؏ ذرا سی دیر میں دنیا بدل گئی دل کی

اور جو کوئی کہتا کہ مولوی صاحب کیوں ناچتے ہو ؟ —— تو رو کر کہتے —— "بھائی یہ دیکھا بھالا سودا ہے —— جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھا اور جو نہ دیکھا تھا وہ دیکھا"

Marfat.com

سمجھانا بے کار ہے !"

غرضیکہ آٹھ دن تک مسلسل یہی جوش وحشت کا عالم رہا، کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا۔ آخر کار وکیل صاحب رحم کھا کر مولوی صاحب کو ساتھ لئے سرکارِ عالی کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ "یہ غریب مولوی بے آب و دانہ تڑپ رہا ہے، اللہ کرم فرمائیے !" سرکار نے مسکرا کر پوچھا "مولوی صاحب ! کیسا مزاج ہے !"

مولوی صاحب اب ہوش میں آچکے تھے عرض کرنے لگے :۔

"واللہ کاسنا آپکے انوارِ ذات سے معمور ہے بس اب تو یہ التجا ہے کہ اپنا بندہ بنا لیجئے !"

سرکار نے فرمایا :۔

"مولوی صاحب ! کفر کی باتیں نہ کرو !"

مولوی صاحب نے عرض کیا :۔

"کفر ہو یا اسلام، آپ تو اب جلدی سے مجھے اپنی غلامی میں داخل فرمائیے "

؎ حیرتوں کے سلسلے سوزِ نہاں تک آگئے
ہم نظر تک چاہتے تھے تم تو جاں تک آگئے (قابل اجمیری)

چنانچہ سرکارِ عالم نواز نے مولوی صاحب کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی بیقراری دیکھ کر اسی وقت بیعت کیا اور چند ہدایتیں دے کر رخصت فرمایا۔ ؎

؎ تیری محفلِ ناز سے جانے والے
نگاہوں میں تجھکو لئے جا رہے ہیں

؎ حیات وارث ۔ یہ شیدا وارثی

Marfat.com

چشمِ وارث کی مسیحائی

سرکار وارث پاک کے باطنی فیض و برکات اور روحانی اثرات سے خاص و عام برابر کا فیض اٹھاتے تھے بلکہ آپ کی نگاہ پُر اثر کمزوروں، ناداروں، بدوں اور بدکاروں کے حق میں زیادہ کارگر ثابت ہوئی تھی چنانچہ ہر قسم کے سالک و مجذوب، رند و پارسا، عالم و جاہل فلسفی و منطقی، الحادی اور نیچری ہجوم در ہجوم آپ کے پاس آتے اور حقانیت کی دولت سے دامنِ دل بھر لے جاتے ——!

بہت سے فلاسفر جو پہلے معجزوں اور کرامتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے جب آپ سے ملتے تو قائل ہو جاتے —— اسی طرح ہٹ دھرم، دہرئیے (جو پیغمبر تو کیا خدا تک کے قائل نہ تھے) جب آپ کو دیکھتے تو خدا پر ایمان لے آتے —— آپ کی ولایت کی یہ تاثیر تھی کہ جس بستی میں آپ پہنچتے تھے وہاں کے چھوٹے بڑے سب لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے آپ کوئی دوا نہ دیتے تھے مگر ایک اشارے میں مریضوں کی صحت ہو جاتی تھی آپ کی زبان فیض ترجمان میں تاثیر مسیحائی تھی —— چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ جب آپ چندر گڑھ —— میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کا ایک بیمار خاکروب بھی بڑی عقیدت سے حاضر ہوا —— مگر دور ہی سے سلام کر کے آہ و زاری کرنے لگا —— اسے جذام کا مرض لاحق تھا اس لئے قریب نہ آتا تھا اور دور کھڑا روتا چلاتا تھا: ——

"میاں - اب میرا ہاتھ کون پکڑے گا سب کے مولا تو آپ ٹھہرے! ——
—— مجھے کون قبول کرے گا"

دو دن برابر وہ اسی طرح تڑپتا رہا آخر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آیا —— مضطرب ہو کر آپ نے فرمایا: —— "میں تجھے اپنی آنکھوں کے ذریعہ مرید کرتا ہوں —— مجھے اچھی طرح دیکھ لے" —— یہ کہہ کر آپ نے اپنا رخ روشن اسکی طرف پھیر دیا چنانچہ رب نے ایسی مسیحائی دکھائی کہ آپ کی ایک نظر کی تاثیر سے اسکی صحت عود کر آئی! دیکھتے ہی دیکھتے سب زخم بھر گئے —— موذی مرض سے نجات پائی —— دولت دارین مفت میں ہاتھ آئی —— صحتیاب ہو کر خاکروب عالم جوش و مستی میں سرکار والا کے قدموں لوٹا جاتا تھا —— یہ منظر بھی قابل دید تھا!!! [1]

---

[1] عین الیقین از سید عبدالاحد شاہ وارثیؒ

Marfat.com

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ سردار علی صاحب صابری ـــــ لکھنؤ کے ایک کالج میں طالب علم تھے ـــــ وہ بیان کرتے ہیں کہ ـــــ مجھے ترکی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہوا، اس زمانہ میں مولانا سید کاظم علی صاحب مشہور ماہرِ زبانِ ترکی تھے مگر نہایت کم سخن اور تنہائی پسند بزرگ تھے، کسی کو قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے، اپنے کمرے کا دروازہ بند کیئے تنہا پڑے رہتے تھے۔ بہرحال علم کی سچی طلب تھی اس لئے دو ماہ کی مسلسل جد وجہد کے بعد مولانا کو رضامند کر ہی لیا، اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، اس وقت معلوم ہوا کہ مولانا ظاہر میں جس قدر خشک مزاج اور سخت گیر تھے، باطن میں اسی قدر خوش مزاج اور مہربان تھے البتہ یہ ضرور ہوتا تھا کہ باتیں کرتے کرتے وہ اچانک کھو جاتے تھے ـــــ آہیں بھرتے تھے ـــــ اور "یا وارث" کا نعرہ لگاتے تھے، اس کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت "یا وارث" کہتے رہتے تھے ـــــ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آنکھیں نمناک ہو جاتی تھیں اور بڑی عقیدت سے جھوم جھوم کر ـــــ سیرتِ وارث ـــــ سے واقعات سنانے لگتے تھے۔ حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ شیفتگی اور عقیدت مندی دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور ایک دن میں نے مولانا سے پوچھ ہی لیا کہ ـــــ

"جناب! آپ کا سارا خاندان تو کٹر قسم کا شیعہ ہے پھر آپ قبلہ حاجی صاحب سے اس قدر زیادہ عقیدت کیونکر رکھتے ہیں؟ ـــــ پہلے تو مولانا نے بات ٹالنے کی کوشش کی مگر میرے بے حد اصرار پر آخر مولانا نے اپنی آپ بیتی سنائی ـــــ!

" عین جوانی کے عالم میں جب مولانا عربی، فارسی اور دینیات کی تعلیم مکمل کر چکے تو اچانک ایک حسین طوائف کو دیکھ کر متاعِ عقل و ہوش کھو بیٹھے، اس کے عشق میں مبتلا ہو کر گھر کی ساری دولت گنوا بیٹھے، جب کچھ پاس نہ رہا تو عاملوں اور جادوگروں کے چکر میں پڑ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش

Marfat.com

کرنے لگے مگر مطلوب پھر بھی حاصل نہ ہوا تو مولانا نے خود جادو سیکھنے کا فیصلہ کیا ——
بنگال کا جادو مشہور تھا —— چنانچہ لکھنؤ کو خیر باد کہہ کر بنگال پہنچے اور پھر
چٹا گانگ، سلہٹ، اور آسام کے پہاڑی جنگلات میں گھوم گھوم کر جادو سیکھنے لگے
—— آخر کار سات سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یہ کمال حاصل کر لیا کہ
—— کسی بھی ذی روح کو مسخر کر سکتے تھے —— مگر اس عرصہ میں نماز،
روزہ تو دور کی بات ہے، کلمہ تک بھول چکے تھے —— حرام
مردار اور ہر قسم کی گندگی کھاتے پیتے رہتے تھے گویا پکے جادوگر بن چکے تھے،
—— قدرت بھی عجب تماشا دکھاتی ہے۔

اس تمام جادوئی چکر کے بعد تمام شیطانی حربوں سے مسلح ہو کر جب لکھنؤ
پہنچے تو وہ طوائف مر چکی تھی جس کی تمنا میں انہوں نے متاعِ دین و دنیا لٹا دی تھی،
اس طرح جب اپنے شہرِ آرزو کو برباد پایا تو رہی سہی عقل بھی جاتی رہی۔ دیوانے
ہو کر گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنے لگے —— ایک گندا سا تھیلا
ہاتھ میں ہوتا جس میں جادو کا سامان رہتا تھا۔

دن گزرتے رہے آخر ایک دن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کا گزر
"دیوے شریف" کی طرف ہوا —— وہاں پہنچکر —— آپ کا سامنا
—— سرکارِ وارثِ پاک —— سے ہو گیا۔

خود مولانا کا بیان ہے کہ سہ پہر کا وقت تھا، آستانۂ عالیہ میں حاجی
صاحب قبلہ دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کا حلقہ کئے ہوئے زمین پر بحالتِ مراقبہ
رونق افروز تھے! —— بغیر نظر اٹھائے حاجی صاحب نے دریافت فرمایا: ——
—— "کون ہے؟"

مولانا نے جواب دیا: —— "میں جادوگر ہوں"

یہ سنکر سرکارِ عالم نواز نے آنکھیں کھولیں —— کنکھیوں سے دیکھا اور
فرمایا: —— "کیسے جادوگر ہو؟"

Marfat.com

مولانا نے اپنے زعم میں جواب دیا : ——— "بہت بڑا جادوگر !"

سرکار نے فرمایا : ——— "خوب جادو جانتے ہو ؟"

عرض کیا : ——— "بھاں ! اس وقت میری ٹکر کا جادوگر موجود نہیں !"

ارشاد ہوا : ——— "اچھا ہمیں بھی اپنا جادو دکھاؤ"

اس وقت خانقاہ کے سامنے سے ایک بھینس گزر رہی تھی ، انہوں نے اس پر جادو کیا ——— بھینس گر پڑی اور خون اگلنے لگی ——— حاجی صاحب یہ خونی منظر دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور فرمانے لگے :

"یہ تو بڑا ظلم ہے ——— یہ تو بڑا ظلم ہے" ——— "اسے ٹھیک کرو ——— اسے ٹھیک کرو"

انہوں نے اپنا جادو واپس لے لیا ——— اور بھینس کمزوری کی حالت میں بمشکل اٹھی اور نڈھال سی ایک طرف کو چلی گئی ——— !

اب سرکار عالی وقار پر جلال کا عالم طاری ہو چکا تھا ، آپ نے برجستہ فرمایا :

"اچھا مجھ پر تو جادو کرو"

مولانا بھی جادو کے زعم میں بھرے بیٹھے تھے ——— فوراً تیار ہو گئے ——— خود بتلاتے تھے کہ ——— حاجی صاحب بدستور اس وقت تک دونوں ہاتھوں کا حلقہ بنائے بیٹھے رہے ، چنانچہ میں نے پہلے نیچے رکھے ہوئے سیدھے ہاتھ پر جادو کیا جو بے اثر ثابت ہوا ——— چنانچہ میں نے الٹے ہاتھ پر پہلے سے زیادہ زوردار جادو کیا ——— مگر وہ بھی بے اثر رہا ——— اس کے بعد میں جھلا جھلا کر حاجی صاحب قبلہ کے مختلف اعضاء پر جادو کرنے لگا ——— حاجی صاحب ہر بار یہی فرماتے تھے :

"تم کیسے جادوگر ہو ، مجھ پر جادو نہیں کرتے"

آخر کار میں نے جھنجھلا کر سرکار پر انوار کے بیچ قلب پر شدید ترین وار کیا ——— مولانا کا بیان ہے کہ معاً وہاں پر ایسی برق کوندی کہ خود میری آنکھیں

Marfat.com

چکا چوند ہو کر رہ گئیں ——— پہلی بار مجھ پر ہیبت طاری ہوئی ——— لیکن ابھی ایک مرحلہ باقی تھا ——— چنانچہ عرض کیا کہ : ——— "جناب آپ کی آنکھوں پر وار کرتا ہوں"

آپ نے فرمایا ——— "اجازت ہے! ——— اجازت ہے!"

مولانا کا بیان ہے کہ جسم کے اس نازک ترین حصے پر میں نے اپنے سات سالہ ریاض کا سخت ترین وار کیا ——— معاً سرکارِ اقدس نے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے اٹھائے ——— آنکھیں کھولیں اور یہ فرماتے ہوئے کہ ——— "تم کیسے جادوگر ہو؟" ——— مجھے تیز نظر سے دیکھا ——— بس ان کا دیکھنا تھا کہ سے

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کس نے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

——— دل کی دنیا تہ و بالا ہو گئی! ——— آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا ع
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

——— جب ہوش آیا تو میں نے یہ دیکھا کہ میں سرکارِ عالی قدر کے قدموں میں گرا پڑا ہوں اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہوں ——— دل و دماغ سب آنسو بن کر بہ جانے پر آمادہ نظر آتے تھے ——— اس طرح سب کثافت دھل گئی ——— مطلعِ قلب و نظر صاف ہو گیا ——— آخر کار سرکارِ عالی وقار نے اپنا دستِ مبارک پیٹھ پر پھیر کر مجھے دلاسا دیا ——— اور اپنے قدموں سے اٹھا کر کلمۂ طیبہ پڑھایا۔

اب مغرب کا وقت قریب تھا۔ ارشاد ہوا کہ :

"جاؤ ——— نہا کر آؤ ——— نماز پڑھو ——— جادو بُری چیز ہے ——— درود شریف پڑھا کرو!"

چنانچہ اس دن نماز میں وہ مزا آیا کہ آج بھی اس لطف کو ترستا ہوں سے

یہ زندگی، زندگی نہ سمجھو کہ زندگی سے مراد ہیں بس

وہ عمرِ رفتہ کی چند گھڑیاں جوان کی محفل میں کٹ گئی ہیں

اس کے بعد سرکارِ وارثِ پاک کے دستِ حق پرست پر میں باقاعدہ بیعت ہوا ـــــ اب پورے طور پر تائب تو ہو ہی چکا تھا ـــــ سرکار کی توجہ سے جادو بھی یکسر بھول گیا ہے

بھلی ساعت میں آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

ـــــ اس وقت میں نے مولانا سے از راہِ مذاق پوچھا کہ ـــــ کبھی وہ بھی یاد آتی ہیں جنہیں ہماری استانی بنانے کی حسرت آپ کے دل میں رہ گئی تھی؟

مولانا نے جواب دیا کہ :

" سرکارِ وارثِ پاک کی نگاہوں میں سب کچھ دیکھ لیا ـــــ سب کچھ مل گیا ـــــ کوئی تمنا اور حسرت باقی نہ رہی [1]

جسے اک نظر میں وہ مل گئے اسے عمرِ خضر سے کیا غرض

وہی لمحہ بھر کی ہے جستجو ہزار سال کی بات ہے

نورانی شخصیت

حقیقت یہ ہے کہ سرکارِ وارثِ پاک پیکرِ جمالِ الٰہی تھے ـــــ دور سے مجسم شعلہ طور نظر آتے تھے اور قریب سے فراوانیٔ انوار کے سبب دیکھے نہیں جاتے تھے ـــــ انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ چہرے پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی ـــــ کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوتی تھی ـــــ آپ کا نورانی ہیولا ہر مجمع میں ممتاز و سربلند نظر آتا تھا ـــــ حاضرین آپ کے قدموں میں لوٹتے جاتے تھے اور معتقدین آپ کے نقشِ قدم پہ مٹے جاتے تھے ـــــ ہر خاص و عام آپ کے باطنی کمالات کا قائل تھا ـــــ دنیا بھر کی عظیم شخصیتیں آپ کی روحانی طاقت کی معترف تھیں [2]

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ [2] انوار الابرار

وارثی رنگ

وارث البیلا چھیل چھبیلا، لوٹ لیا سنسار
گورا مکھڑا دکھا کے
پھر پچکاری، موہے ماری، خوب کیا گلنار
وارث ہولی کھلا کے
گورے بدن پر پیلی چنریا، جیسے بسنت بہار
آئے پھول کھلا کے
بانکی نجریا، آری کٹاری، ہو گئی دل کے پار
کاوش نینا لڑا کے

Marfat.com

آفتابِ ولایت کے حضور علماء و مشائخ کا خراجِ تحسین

آفتابِ سلسلۂ رزاقیہ

شمالی ہند کے مشہور بزرگ حضرت نوری میاں مارہروی کے خلیفہ حاجی سراج الدین صاحب امام مسجد لوہا منڈی آگرہ نے اپنے شیخ کا قول تحریر فرمایا ہے کہ:

"حاجی وارث علی شاہ اپنے وقت کے یکتا اور سلسلۂ رزاقیہ میں آفتاب ہیں۔" [1]

آفتابِ ہندوستان

مولوی احمد حسین صاحب ساکن رہرامؤ ضلع بارہ بنکی کے بھائی صاحب جب حج پر جانے لگے تو حاجی صاحب قبلہ کی خدمت میں الوداعی سلام کے لئے حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا کہ:

"میرا سلام حاجی امداد اللہ (مہاجرِ مکی) کو پہنچانا ——— وہ ایک موقع پر میرے ساتھ تھے ——— اب مکہ معظمہ میں رہتے ہیں۔"

ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کا سلام پہنچایا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی ——— اور ان کے آنسو نکل آئے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

"میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست کرنا کہ میرے حق میں بہبودی کی دعا کریں کیونکہ میرا وقت قریب ہے۔"

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ از فضل حسین صدیقی

Marfat.com

چنانچہ جب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ پیغام پہنچایا تو سرکار انور نے ارشاد فرمایا :

" حاجی امداد اللہ صاحب خود ولیِ کامل ہیں انہیں کسی کی دعا کی کیا ضرورت ہے۔" [۱]

موحدِ اعظم

حضرت مولانا شاہ سلیمان قادری چشتی پھلواری تحریر فرماتے ہیں کہ خود مجھ سے حاجی الحرمین حضرت امداد اللہ مہاجرِ مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

" حاجی وارث علی شاہ جیسا "موحّد" پھر دیکھنے میں نہیں آیا۔"

شمالی ہند کے مشہور صاحبِ کشف و کرامت بزرگ شاہ منعم رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شاہ فضل حسین وارثی حج پر گئے تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مکان پر قیام کیا جہاں مولوی رشید احمد گنگوہی سے ان کی بحث ہو گئی کہ شیخِ کامل —— صورت اور سیرت —— بدل سکتا ہے ، گنگوہی صاحب اس کی تردید کرتے تھے اور حاجی امداد اللہ صاحب یہ سب کچھ خاموشی سے سنے جاتے تھے ، آخر ظہر کا وقت آگیا ، جب سب اٹھ کر حرم شریف کو چلے تو یہ کرشمۂ قدرت نظر آیا کہ لوگ پروانہ وار —— شاہ فضل حسین صاحب وارثی —— پر گرنے لگے اور خود انہیں کو —— حاجی وارث علی شاہ —— سمجھ کر عزت افزائی کرنے لگے ، مریدین معتقدین پوچھتے تھے کہ —— " سرکار آپ کب تشریف لائے ؟ " —— یہ خود سخت حیران تھے ؎

کچھ اور ہی اب صورتِ حالات کیے ہے
جو ہم سے ملے ہے وہ تری بات کیے ہے

---

[۱] مشکوٰۃِ حقانیہ۔

بعد نمازِ ظہر اسی حالت میں جب سب مکان پر واپس آئے تو اب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجرِ مکی نے فرمایا :

"لیجئے آج —— حاجی صاحب —— نے یہ بھی حل کر دیا کہ شیخِ کامل اپنی صورت بدلنا تو ایک طرف رہا —— اپنے مرید کی بھی صورت بدل سکتا ہے۔" [1]

وارث مجھ میں مَیں وارث میں

ہے روزِ الست سے اپنی صدا، وارث مجھ میں مَیں وارث میں
وہ رمز مرا، میں بھید اس کا۔ وارث مجھ میں مَیں وارث میں

دریا سے وجودِ قطرہ ہے، قطرے سے نمودِ دریا ہے
دریا قطرہ، قطرہ دریا، وارث مجھ میں مَیں وارث میں

وہ نقطہ خط، تقدیر ہوں میں، وہ خامہ ہے تحریر ہوں میں
میں صورت ہوں اور وہ معنیٰ، وارث مجھ میں میں وارث میں

وہ راز ہے پردۂ راز ہوں میں، وہ زمزمہ ہے اور ساز ہوں میں
ہے میری حقیقت آئینہ، وارث مجھ میں مَیں وارث میں

وہ چمن ہے اس کی بہار ہوں میں، وہ بہار ہے رنگِ بہار ہوں میں
وہ شمع ہے اور میں اس کی ضیا، وارث مجھ میں میں وارث میں

دیدار کی دھن میں صبح و مسا، ہر دم مجھے خوں روتے گزرا
حیرت چھائی جب یہ دیکھا، وارث مجھ میں میں وارث میں

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ از مولوی فضل حسین صدیقی اوارثی

علمائے فرنگی محل کی خوش اعتقادی

سندالمحدثین، فخر المتکلمین حضرت مولانا قیام الدین صاحب فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں کہ :

"علمائے فرنگی محل ـــــ حاجی صاحب قبلہ کو کاملین میں اعتقاد کرتے تھے، میں نے خود اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالوہاب قدس سرہ اور مولانا عبدالغفار صاحب فرنگی محلی کو حاجی صاحب کی شان میں رطب اللسان پایا ـــــ مولوی کرامت اللہ صاحب اور مولوی وحید اللہ صاحب فرنگی محلی کو حاجی صاحب سے بیعتِ ارادت تھی۔" [1]

فرنگی محل کے مشہور عالم حضرت مولانا عبدالاحد صاحب مہتمم مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور تحریر فرماتے ہیں کہ :

"میں نواب حسین میاں والئ ریاست منگرول کی دعوت پر کاٹھیاواڑ جا رہا تھا، ریل گاڑی جب "سوجد" نامی اسٹیشن پر پہنچی تو ایک انگریز صاحب بہادر میرے ڈبہ میں آکر بیٹھ گئے۔ تعارف ہوا یہ معلوم کر کے کہ میں لکھنؤ کا رہنے والا ہوں ـــــ مجھ سے پوچھنے لگے کہ ـــــ حاجی صاحب ـــــ کو بھی جانتے ہو؟ ـــــ میں نے کہا ـــــ بچپن میں زیارت کی تھی ـــــ صاحب بہادر نے جب حاجی صاحب کی کرامت معلوم کی تو میں نے کہا کہ ـــــ یہی کرامت کیا کم ہے کہ ـــــ غیر مذاہب کے لوگ ان کے مرید ہوئے ہیں ـــــ میں نے خود پنڈت رام پرشاد صاحب ڈاکٹر جیل خانہ جات آگرہ سے ملاقات کی ہے ـــــ لمبی ڈاڑھی ـــــ نورانی صورت ـــــ چپکے چپکے

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ۔

درود شریف پڑھتے رہتے تھے ——— پابندی سے نماز پڑھتے تھے اور تلاوتِ کلام پاک بھی کرتے تھے ——— بے تکلفی ہونے پر مجھے بتایا کہ ——— میں مسلمان ہوں اور حاجی صاحب قبلہ کا مرید ہوں ——— !

یہ واقعہ سنکر صاحب بہادر کا اشتیاق اور بڑھ گیا تو میں نے اپنے گھر کا واقعہ سنایا کہ میرے ماموں کی ایک کھلائی تھی، اس کی بہن حج پر گئی، وہاں سے واپس آکر کہنے لگی کہ ——— مکہ معظمہ میں حاجی صاحب کی مرید ہو گئی ہوں" ——— لوگ اسے دیوانہ سمجھنے لگے کیونکہ بقرعید کے موقع پر تو حاجی صاحب قبلہ خود گدیہ (بھارت) میں موجود تھے ——— مگر وہ اصرار کرتی تھی جس پر خود مجھے بھی تعجب ہوتا تھا ——— یہ سنکر صاحب بہادر سے رہا نہ گیا، حیرت سے پوچھنے لگے کہ ——— واقعی کیا آپ کو اب بھی تعجب ہے؟ ——— اس پر میں نے کہا کہ ——— بے شک مجھے تعجب ہے!"

اس پر صاحب بہادر نہایت جوشیلے لہجے میں بولے :

"مجھے آپ کے تعجب پر تعجب ہے ——— خدا کی قسم حاجی صاحب قبلہ ایک آن میں مختلف مقامات پر بہت سے آدمیوں کو مرید کر لیا کرتے تھے، ثبوت کے طور پر صاحب بہادر نے خود اپنی زندگی کے حیرت ناک واقعات سنا کر بتایا کہ ——— میں خود فرانسیسی ہوں اور اسی طرح بمعہ اپنی والدہ کے حاجی صاحب قبلہ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہو کر مرید ہوا ہوں!" [1]

وارث پاک کے حضور علامہ اقبال کی بے زبانی

علامہ اقبال کو "چشمِ وارث" نے کوئی ایسا عجیب و غریب کرشمہ دکھا دیا تھا کہ اسے تحریر نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے، مؤلف "مشکوٰۃ حقانیہ" کو علامہ اقبال تحریر کرتے ہیں کہ :

[1] مشکوٰۃ حقانیہ۔

Marfat.com

"وہ واقعہ نہایت حیرت ناک ہے اور دنیا میں کوئی شخص اسے صحیح تسلیم نہ کرے گا ——— !"[1]

خبر نہیں سرکارِ وارثِ پاک کی نظرِ عنایت نے علامہ اقبال کے قلب پر کس روحانی تجلی کا انکشاف کیا تھا جس سے علامہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ اس واقعہ کی اشاعت تک کی اجازت نہیں دی اور اس راز کو اپنے سینے ہی میں لے گئے ؎

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہوں تو ترا حسن ہو گیا محدود

دربارِ وارث میں سرسید احمد خاں کی گریہ وزاری

جس زمانہ میں سرسید احمد خاں پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے تھے اور مسلمانوں کی اکثریت ان کے خلاف ہو چکی تھی ——— اسی زمانہ میں ——— حاجی وارث علی شاہ ——— علیگڑھ تشریف لائے ——— سرسید نے حاجی صاحب قبلہ سے تنہائی میں ملنے کی اجازت چاہی جو منظور کر لی گئی ——— چنانچہ رات گئے سرسید آئے ——— دروازہ پہ دستک دی ——— خادم نے اندر سے پوچھا ——— کون ؟ ——— سرسید نے جواب دیا ——— شیطان ! ——— سرکارِ عالی وقار نے فرمایا ——— آنے دو ! ——— چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا ——— سرسید داخل ہوئے ——— جیسے ہی سرکارِ وارثِ پاک پہ نظر پڑی ——— سرسید اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے ——— بیٹھتے ہی سرسید پر گریہ وزاری کا عالم طاری ہو گیا ——— رو کر عرض کرنے لگے کہ ——— "لوگ مجھے کافر کہتے ہیں !" ——— آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا :

"غلط کہتے ہیں ——— سید کبھی کافر نہیں ہوتا"

اس کے بعد آپ نے سرسید سے تفصیلی طور پہ باتیں سنیں اور ارشاد

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ۔

Marfat.com

فرمایا —— مجھے انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں مگر محبت —— اخلاص اور طلب روحانیت شرط ہے ——!'' [1]

؎ جوہر میں اگر ہو لا الٰہ تو کیا خوف
تعلیم اگر ہو فرنگیا نہ! (اقبال)

اکبر کا منظوم خراجِ عقیدت

پتہ نہیں تھا مجھے کون ہوں کہاں ہوں میں
ملی نہیں تھی کبھی اپنے مبتدا کی خبر
بھٹکتا پھرتا رہا، جابجا کی چھانی خاک
ہوا اِدھر نہ اُدھر، رہ گیا خیال اُدھر
کہیں ہوا نہ مرا مقصدِ دلی حاصل
کسی جگہ نہ لگا نخلِ آرزو میں ثمر
باتفاقِ سلیمان شہ کی کوٹھی پر
بڑے بزرگ کہیں سے ہوئے مقیم آکر
تمام شہر میں شہرت ہوئی جو آنے کی
کسی نے مجھ سے بھی آکر کہا کہ چل اکبر
غرض گیا تو وہاں جا کے دیکھتا کیا ہوں
ہے اک سجے ہوئے کمرے میں مخملی بستر
خود اس پہ بیٹھے ہوئے تھے بنھا ہوا احرام
اِدھر اُدھر کھڑے خدام بلا رہے تھے چنور
ضعیف عمر، نہایت حسین، زود کلام
سخن سے معجزے پیدا، نگاہِ جادوگر

---
[1] مشکوٰۃِ حقانیہ۔

Marfat.com

شبیہ پاک پہ یہ شبہ تھا کہ دنیا میں
جھلک دکھاتا ہے وارثِ علی سے مل جل کر
کئے ہوئے کئی حج اور ملک ملک کی سیر
لئے ہوئے وہ خزانہ کہ کل فدا جس پر
مہک رہا تھا وہ کمرہ تمام خوشبو سے
دمک رہا تھا تجلی سے اس کی سارا گھر
مرے دماغ میں بُو تھی بھری تو ہب کی
تو پاؤں میں مرے ملّا نہ پن کا تھا چکر
نہ تھی نگہ مری ان کی دید کے قابل
کہ عکسِ ذاتِ خدا ہے عیاں بشکلِ بشر
یہاں سے جا کے بہت دن میں پھر خدا کی شان
علیگڑھ آئے یہ مولا علی کے لختِ جگر
وہاں ہیں آپ کے اک جانثار قطبِ جہاں
ابنِ وارثی، حافظ حسن[1]، فرشتہ سیر
انہوں نے مجھ کو بلا کہ کیا حضور میں پیش
حضور نے مجھے دیکھا بغور اور ہنس کر
کہا کہ آج تو آیا ہے اتنے دن کے بعد
کہاں گئے وہ جو پہلے خیال تھے ابتر
خیالِ فاسدہ سے اپنے ہو کے شرمندہ
جھکا لیا جو خجالت سے میں نے اپنا سر
گرا کے زانو پہ ٹھکہ کیا کمر میں رسید
پکڑ کے ہاتھ لگا دی نگاہ کی ٹھوکر

---

[1] حافظ حسن خاں وارثیؒ علیگڑھی۔

Marfat.com

بتا دیا مجھے جو جان لو جھ سے تھا الگ،

دکھا دیا مجھے جو دیکھنے سے تھا باہر

اٹھا دیا من و تو کا حجاب آنکھوں سے

پڑھا دیا انا فی کل شیئ کا ڈیڑھ انچھر

اگر ہزار سمندر کی روشنائی ہو [1]

اس آفتاب کی توصیف ہو نہ ذرہ بھر

(اکبر وارثی)

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کا نذرانہ عقیدت

میں نے خود حاجی وارث علی شاہ کی زیارت کی ہے، ہزاروں ہندو آپ کے اثر روحانی سے مسلمان بنے جن میں بڑے بڑے تعلقدار، جج اور بیرسٹر شامل ہیں —— آپ کی بزرگی کی شہرت ایشیا، افریقہ اور یورپ کے باشندوں تک پھیلی ہوئی تھی، روس اور جرمنی کے باشندے بھی حاجی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بعیت ہوئے۔ سب سے بڑی چیز جو آپ کے اندر موجود تھی وہ آپ کی —— قوتِ باطنی تھی —— جس کے زور سے بیمار تندرست ہو جاتے تھے —— مفلسوں کو تونگری حاصل ہوتی تھی اور بھٹکے ہوؤں کو راہِ خدا ملتی تھی —— آپ کسی سے یہ نہ کہتے تھے کہ مسلمان ہو جاؤ —— نہ ہی مذہبی بحث مباحثہ کرتے تھے بلکہ آپ تو مشاہدہ کرا دیا کرتے تھے [2]

اخبار "الوکیل" دہلی، ۲۷ر جنوری ۱۹۰۹ء کا خراجِ تحسین

" حاجی صاحب قبلہ کی نظرِ کرم سے علی گڑھ کے ایک ہندو وکیل ایسے اچھے مسلمان ہوئے کہ سینکڑوں علماء و مشائخ کو ان کے زہد و تقوے پر رشک ہے۔"

یہ ہندو تھے —— جناب "بابو کنہیا لال عرف غلام وارث" —— جنول

---

[1] ماخوذ از قائل دعوتِ اسلام از خواجہ حسن نظامی۔ [2] ریاض اکبر از خواجہ محمد اکبر وارثی

Marfat.com

نے سرکارِ وارث پاک کا مرید ہو کر مسلسل چودہ سال تک روزے رکھے ——— سارے خاندان سے جدا ہو کر علیحدہ مکان میں دن رات عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے جب وصال ہوا تو ان کے ہندو بیٹے میت کے وارث بن کر جنازہ لینے کے لئے آئے مگر ——— اب ان کا اصل وارث تو کوئی اور ہی تھا ——— لہٰذا کوشش کے باوجود ساری قومِ ہنود سے جنازہ اٹھائے نہ اٹھا مگر جب وکیل صاحب مرحوم کے پیر بھائی حضرت حافظ حسن خاں کے صاحبزادے مبارک حسن وارثی علیگڈھی نے جنازے کو ہاتھ لگایا تو صرف چار مسلمانوں سے جنازہ اٹھ گیا، یہ دیکھ کر دعویدار سخت شرمندہ ہوئے اور ہاتھ ملتے ہوئے واپس لوٹ گئے ——— مولوی سلامت اللہ مفتی اعظم علیگڈھ کی سرکردگی میں تجہیز و تکفین ہوئی۔

شہنشاہِ خمریات، ریاض خیرآبادی وارثی ، مدہوشِ میخانۂ وارث، کا ترانۂ عقیدت

آنکھیں کھل جائیں جو ظاہر ہو مقامِ وارث
کان ہو جائیں جو سن لے کوئی نامِ وارث

جامِ کوثر کو نہ واعظ سرِ محفل چھلکا
ہم قدح خوار پئے بیٹھے ہیں، جامِ وارث

دھوپ پڑنے نہیں دیتا ہے ادب سے خورشید
سایۂ عرشِ بریں ہے سرِ بامِ وارث

ہو محبت تو نہیں کافر و دیندار میں فرق
ہے یہی عشق کے بندوں کو پیامِ وارث

گل ہیں دھو کے نسیم سحری کے تلوے
یہ مدینے کو جو لے جائے سلامِ وارث

صدقہ میں ساقیٔ کوثر کے دعا ہو یہ قبول
نزع میں پیاس بجھائے مئے جامِ وارث

Marfat.com

نگہِ لطف کا طالب ہے ریاکار ریاضؔ
گو ریاکار ہے لیکن ہے غلامِ وارث [1]

ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی درگاہِ وارث پر حاضری

آفتاب ولایت جس وقت نصف النہار پر چمک رہا تھا' غلام محمد مرحوم کی نوعمری اور طالب علمی کا زمانہ تھا ——— شہرت سن کر درِ وارث پر حاضر ہوئے اور خادم کے ذریعہ اندر کہلوایا کہ ——— آپ کا غلام آیا ہے اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے ——— حضرت نے جواب عطا فرمایا کہ :

"ہمارا غلام تو بادشاہ ہوتا ہے ——— کہہ دو کہ چلا آئے !"

آپ کی زبانِ حق بیان سے نکلے ہوئے الفاظ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوا کرتے تھے ——— چنانچہ جو کہہ دیا سو ہو گیا !

---

[1] پیغام اتحاد ، از حیات وارثی لکھنوی۔

Marfat.com

ذرے آفتابِ ولایت کی بارگاہ میں

آفتابِ ولایت حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو ایک بار دیکھ لیتا تھا، بات کر لیتا تھا وہ ہمیشہ کے لئے آپ کا عاشق زار بن جاتا تھا۔ آپ کی نورانی شخصیت میں وہ مقناطیسی اثرات تھے کہ سارا زمانہ آپ کی طرف کھنچا چلا آتا تھا، اسپین کا امیر کاؤنٹ گلارزا لندن میں حاجی صاحب کا نامِ نامی سنکر ہندوستان آیا حاجی صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام کی دولت لیکر واپس ہوا[1]

ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان کی مراسلت

خود کاونٹ صاحب نے سابق گورنر جنرل پاکستان کے خط کے جواب میں تحریر کیا کہ:

"میں نے ۱۹۰۲ء میں حاجی صاحب کا ذکر لندن میں سنا، اس دن سے وہ میرے خیالوں میں بس گئے، آخر ہندوستان کا سفر اختیار کیا ـــــ دیوے شریف پہنچا تو یہاں کی چیزیں مجھے خواب جیسی محسوس ہوئیں ـــــ ظاہر و باطن ایک دوسرے میں مدغم نظر آتے تھے ـــــ آخر حاجی صاحب تشریف لائے ـــــ دائیں بائیں دو مرید تھے جن کے سہارے وہ چل رہے تھے ـــــ لانبا قد، گورا رنگ ـــــ جسم زہد و ریاضت سے نزار ـــــ نیلی آنکھیں ـــــ آسمان کی طرح گہری اور شفاف پیشانی، سیدھی اور بلند ـــــ خد و خال موزون

---

[1] ماخوذ از فائل "دعوتِ اسلام" از خواجہ حسن نظامی۔

Marfat.com

——— سفید براق ڈاڑھی ——— ہونٹوں پر عنوانِ شباب کی مسکراہٹ [1]
میرے جذبات نے مجھے جرأت دلائی اور میں نے دوڑ کر اپنا سر آپ کے سینے
پر رکھ دیا ——— آپ نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور فرمایا ———
محبت ! ——— محبت !!
اس کے بعد ہم لوگ چٹائی پر بیٹھ گئے ——— (پھر جو کچھ باتیں ہوئیں)
——— ان الفاظ سے میری روح میں ایک طمانیت سی چھا گئی ———
جیسے ایک طویل محنت کے بعد پرسکون نیند آجائے ——— مجھے ایسا
محسوس ہوا کہ گوہرِ مقصود ہاتھ آگیا ——— وہ میری عرفان کی متلاشی روح کا
منتہائے مقصود قرار پائے ——— اور پھر مجھے حاجی صاحب قبلہ سے زیادہ
کوئی محبوب نہ رہا ——— !" [2]

خان بہادر سر شیخ عبدالقادر بیرسٹرایٹ لاء مدیر مخزن لاہور کا بیان ،

اسپین کے رئیسِ اعظم کاونٹ گلارزا وارٹی نے مجھے لندن میں بتایا کہ :
" میں نے قبلہ حاجی صاحب کی صرف آنکھوں کو دیکھا اور گرفتار ہو گیا ،
حاجی صاحب کی آنکھیں ——— روحانیت کی یونیورسٹیاں ——— ہیں
جو ایک بار انہیں دیکھتا ہے ، کیفِ روحانی سے مالا مال ہو جاتا ہے ——— " [3]

پٹنہ ہائیکورٹ کے پہلے مسلمان جج آنریبل جسٹس سید شرف الدین کی گرفتاری

" میں ۱۸۸۰ء میں انگلستان اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ہندوستان واپس آیا اور

---

[1] حیاتِ وارث از مرزا محمد ابراہیم بیگ شید لکھنوی

[2] ایضاً

[3] ماخوذ از فائل "دعوتِ اسلام" از خواجہ حسن نظامی

Marfat.com

کلکتہ ہائیکورٹ میں بیرسٹری شروع کی، تمام صوبہ بہار سے انگلستان جانیوالوں
میں میرا پہلا نمبر تھا، میرے خاندان پر انگریزیت کا غلبہ تھا، پیری مریدی تو درکنار
خدا کی بھی کسی کو خبر نہ تھی ـــــ مغربی تعلیم کی بدولت بس کفر و الحاد کے
درجے طے ہونا باقی رہ گئے تھے ـــــ کہ آفتاب ولایت حضرت
وارث علی شاہ نے سرزمین بہار کو اپنی جلوہ ریزیوں سے منور کرنے کے لئے
قدم رنجہ فرمایا ـــــ ساری آبادی استقبال کے لئے داناپور اسٹیشن
پر الٹ پڑی ـــــ عجب اتفاق ہوا کہ میں بھی اسی گاڑی سے سفر کرنے والا
تھا اس لئے اسٹیشن پر پہنچا تو سب سے الگ ٹھلگ سوٹ پہنے، منہ میں
چرٹ دبائے ـــــ پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا کہ کہیں میرا بھی شمار استقبال
کرنے والے مجنونوں میں نہ ہو جائے ـــــ بالآخر گاڑی آئی ـــــ اور
آہستہ آہستہ گزرتے ہوئے میرے سامنے رک گئی، سامنے جو دیکھا تو
ایک نور نظر آیا ـــــ حسنِ لاجواب ـــــ آنکھیں مستانہ اور رسیلی ـــــ
گھونگر والے سیاہ سفید بکھرے ہوئے بال ـــــ چہرے پر معصومیت
ـــــ دیکھ کر ششدر رہ گیا ـــــ ! میرے حقیقی بھائی خان بہادر
مولوی نصیرالدین صاحب 'سی ایس آئی' وزیر ریاست بھوپال نے اسی
وقت حضرت والا سے میرا تعارف کرایا ـــــ دوسرے دن میں اپنے
عزیز جسٹس حسن امام صاحب کے ہمراہ سرکارِ والا میں حاضر ہوا ـــــ
ابھی بیٹھا ہی تھا کہ سرکارِ پُر انوار نے نظر مبارک اٹھا کر مجھے دیکھا ـــــ
میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ نگاہ تھی یا جادو ـــــ دل ہاتھ سے جاتا رہا
ـــــ سر خود بخود حضرت والا کے قدموں میں گر گیا ـــــ مجھے صرف
اس قدر یاد ہے کہ میں نے سرکارِ والا کا دستِ مبارک پکڑ لیا اور ـــــ
زار و قطار رونے لگا ـــــ جب ہوش آیا تو میں سرکارِ عالی کا مرید ہو چکا تھا" [1]

---

[1] تذکرۂ اولیاء از سید احمد جعفری، مشکوٰۃ حقانیہ از مولوی فضل حسین صدیقی

Marfat.com

آفتابِ ولایت کا فیضِ تجلی عالمِ خواب میں

جہاں آپ خود جسمانی طور پر نہ پہنچے وہاں آپ کے انوار روحانی لوگوں کو خواب میں نظر آتے تھے، اس طرح آپ کا نورِ ہدایت محدود نہ رہا بلکہ ہر طریق و ملت پر انوار کی ایسی بارش ہوئی کہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی دور دور سے آکر آپ پر پروانہ وار قربان ہوتے تھے ——— چنانچہ جس وقت آفتاب ولایت کا نور گورکھپور میں پھیل رہا تھا ——— جج صفدر حسین خاں صاحب وارثی کے یہاں آپ رونق افروز تھے ——— اس وقت ایک انگریز آیا ——— اور آپ کی صورت کو بغور تکنے لگا، اس کے بعد بڑے ادب سے التجا کرنے لگا کہ:

"میں پوچھ سکتا ہوں کہ پہلے آپ کا نام کیا تھا ———؟"

آپ نے فرمایا: "یہی جو آج ہے!"

انگریز بولا: "نہیں معاف کیجے گا ——— میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کا نام پہلے پہلے ——— یسوع مسیح ——— تھا! اب میں آپ کو اپنا وعدہ یاد دلاتا ہوں کہ مہربانی فرما کر آج اپنا قول پورا کیجئے ——— ورنہ ——— ایک بے گناہ کا خون ناحق آپ پر ہوگا ———!"

اس وقت جسٹس شرف الدین صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پوچھنے پر صاحب بہادر نے تفصیلاً بتایا کہ ——— "میں نے خواب میں دیکھا کہ عیسٰے مسیح علیہ السلام نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور اپنی چادر کا کونا پکڑ کر کہا ——— گھبراؤ نہیں تمہیں بھی ایسا ہی کپڑا دیں گے"

اس وقت مسیح کا ایسا ہی کپڑا تھا ——— اور ایسی ہی صورت تھی ——— بس اسی دن سے میں سرگرداں ہوں کہ دیکھیں ہمارا ——— سچا مسیح ——— ہم کو کب وہ کپڑا دے گا ——— آج میں نے پہلی بار سرسری طور پر اسٹیشن پر دیکھا

Marfat.com

تو کچھ شبہ سا ہوا ——— پھر چار بجے آکر غور سے دیکھا اور حلیہ ملایا تو ہو بہو ویسا ہی پایا چنانچہ پہچان لیا کہ ——— یہی یسوع مسیح ہیں جنہیں ایک سال سے میں تلاش کر رہا ہوں ——— یہ داستان سنگھ جسٹس صاحب نے سرکارِ والا سے عرض کیا کہ ——— "اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ ——— صاحب نے تو آپ کو پہچان لیا"

حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا ——— "ان کو شبہ ہو گیا ہے ——— دراصل ہم ——— مسیح ——— نہیں ہیں!"

اس پر جسٹس صاحب نے فرمایا کہ ——— "صاحب تو جان دینے پر تلے ہوئے ہیں ——— !"

یہ سنکر سرکارِ والا کا دریائے کرم جوش میں آیا ——— اسی وقت اپنا "احرام" آپ نے صاحب کو دیا اور فرمایا:

"لو اسے پہن لو"

یہ سنکر صاحب نے اپنے انگریزی کپڑے اتار پھینکے اور "احرام" باندھ لیا۔ اس کے بعد سرکار نے فقیری کی تعلیم دے کر "ولایتی شاہ" ——— کا خطاب عطا فرمایا ——— اور نیپال جانے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"تمہارا حصہ تمہیں وہیں پہنچے گا"

آتش پرست کے دل میں آتشِ عشقِ الٰہی

بمبئی کے مشہور ڈاکٹر دوسابھائی اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ جب دیوے شریف آکر حاضرِ خدمت ہوئے تو زار و قطار رو رہے تھے ——— (نہ معلوم انہوں نے خواب میں کیا دیکھ لیا تھا)

الغرض سرکارِ عالی نے دونوں کو توبہ واستغفار پڑھا کر مسلمان کیا اور تعلیم محبت دیتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

" آتش پرستی کر چکے ـــــ اب تمام عمر ـــــ محبت کی آگ ـــ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کے تعلق کو جلا دیتی ہے ۔ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دل ہر وقت یادِ محبوب میں مشغول رہے اور ہاتھ سے دنیا کا کام انجام دیتے رہو اور اس کی تصدیق ہو کہ ـــــ اللہ ہر ایک تشبیہ و تمثیل سے مبرا ـــــ واحد ـــــ اور ـــــ قدیم ـــــ ہے ، جاؤ ـــــ اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچاؤ ـــــ ! "

پریم جوگ

عشق کے رمز و کنایہ میں آپ ایسی ایسی پُر اثر باتیں کہہ جاتے تھے کہ غیر مسلم بیتاب ہو کر خود بخود مسلمان ہو جاتے تھے ۔

چنانچہ آفتاب ولایت سے جس وقت فیض آباد میں محبت کا نور پھیل رہا تھا ـــــ ایک بڑے مہنت صاحب حاضرِ خدمت ہوئے جن کے وہاں بہت سے چیلے اور شاندار خانقاہ تھی ـــــ سرکارِ والا نے جیسے ہی انہیں دیکھا ـــــ گلے سے لگایا ـــــ پاس بٹھایا ـــــ مہنت جی اس اخلاقِ کریمانہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ گردن جھکا لی ـــــ اس کے بعد سرکار نے پوچھا :

" مہنت جی ـــــ پریم جوگ ـــــ بھی کیا ہے ؟ "

مہنت جی بھلا کیا جواب دیتے ـــــ کہنے لگے :

" داتا ـــــ جو دو گے سو لوں گا "

اس وقت چار سگرٹ سے مہنت جی کو دیکر سرکار نے فرمایا :

" مہنت جی ! جاؤ ، پھر ملاقات ہو گی "

مہنت جی سلام کر کے باہر آئے مگر اپنی دھرم شالہ جانے کی بجائے وہیں آستانے کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگے ـــــ لوگ حیران تھے کہ

Marfat.com

مہنت جی کو یک بیک کیا ہو گیا ——— مگر وہاں تو ——— پریم جوگ ———
اثر کر چکا تھا ——— آخرش اپنے سارے چیلوں سمیت مسلمان ہو کر سرکار والا
کی غلامی میں آ گئے ——— اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے سچ فرمایا ہے

دیا برابر دھرم نہیں، پر پنچ برابر پاپ
پریم برابر جوگ نہیں، گرو منتر برابر جاپ

حق یہ ہے کہ سرکارِ عالی وقار پر نسبتِ عشقیہ شروع سے غالب رہی تھی،
اس لئے آپ کا فیضِ ہدایت محدود نہ تھا بلکہ ہر طریق و مذہب سے لوگ دور دور
سے آ آ کر شمعِ نورِ احمدی پر نثار ہوتے تھے ——— عشق و محبت آپ کی
سرشت تھی اور آپ مجسمۂ جمالِ الٰہی تھے ——— جہاں جہاں آپ تشریف لے
گئے ——— آپ کے عشق محبت کے برقی اثرات نے اپنا رنگ ہر جگہ جمایا
——— ہر محفل کو تماشا گاہِ رقصِ بسمل بنایا ——— اور جو خود آپ کی محفل میں
چل کر آیا اسے جمالِ وارث میں وہ تجلیات نظر آئیں کہ اپنے ہوش و حواس پر قابو
نہ رکھ سکا ——— خواہ کیسا ہی ——— طاقتور مہنت ——— سرکش جادوگر
——— باغی جوگی ——— کہنہ مشق آتش پرست ہوتا ——— چشمِ وارث
——— سے ——— جامِ اَلَسْت ——— پی کر قدموں میں لوٹنے لگتا!

چنانچہ ایک پنجابی سادھو امرتسر سے چل کر آستانے پر پہنچے اور حاضرین
کو بتایا کہ ——— بارہ سال سے میں اس تلاش میں ہوں کہ کوئی نارائن کا سیوک
(عارف) یہ بتا دے کہ وہ نرنکار (رب تعالیٰ) ہمارے سر پر (جسم) کے اندر ہے
باہر ہے! اکثر مہاتماؤں نے بتایا ——— مگر میری سمجھ میں نہ آیا ———
دل کی تسلی نہ ہوئی مگر سرکارِ عالی وقار کے لئے تو یہ بات مشہور تھی کہ آپ توہمات و
خدشات کا جواب نہیں دیا کرتے تھے بلکہ مشاہدہ کرا دیا کرتے تھے ——— چنانچہ
جب وہ سادھو آستانے کے اندر داخل ہوا، سرکار والا صحن میں کھڑے ہوئے
تھے ——— اپنے سامنے جو "آفتابِ ولایت" کو جلوہ افروز پایا ———

Marfat.com

تو اسے نہ جانے کیا نظر آیا کہ دوڑ کر سرکار کے قدموں میں سر رکھ دیا:——— !

سادھو جی پر کیفیت طاری ہو چکا تھا ! جب باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ "سادھو جی! آپ نے کچھ دریافت نہ کیا ؟ ——— وہ آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ بغیر دریافت کیئے جواب مل گیا ——— !

جب لوگوں نے اصرار سے پوچھا تو سادھو جی نے بتایا کہ ——— جس وقت دروازہ کھلا تو میں نے بابا کی صورت کی ایک جوت (نور) دھرتی سے آکاش تک دیکھی اور جب گرو جی کے چرنوں میں سر دیا تو جسم بشری پایا ——— بس میری تسکین ہو گئی اور جو آج تک نہ سمجھا تھا وہ سمجھ گیا ——— !

سجنی پاتی تب لکھوں، جو پیتم ہوں پردیس
تن میں، من میں، پیا براجیں، بھیجوں کسے سندیس

(اوگھٹ شاہ وارثی)

خدا نما صورت

غرضیکہ آپ کی خدا نما صورت کو جس نے ایک بار دیکھ لیا وہ ہمیشہ کے لئے فریفتہ ہو گیا ——— مقدس جسم ——— میں برقی لہریں دوڑا کرتی تھیں ——— آنکھوں میں ——— انوارِ الٰہی کی بجلیاں کوندا کرتی تھیں، دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے۔ آپ نے اپنے قلب و نظر کے ——— نورانی اثرات ——— سے اشاعتِ اسلام کا خوب کام لیا ——— اپنے حسن و جمال سے دلوں کا شکار کیا ——— اپنی قوتِ باطنی سے جذبات کو پلٹا ——— خیالات کو بدلا ——— احساسات و رجحانات کو تبدیل کیا اور اپنی بے پناہ روحانیت کے زور سے لوگوں کی سوچ کا دھارا ——— روحِ اسلام ——— کی طرف موڑ دیا۔ آپ نے ہر جگہ علی الاعلان ——— توحید و رسالت ——— کا نور پھیلایا ——— حتیٰ کہ تبلیغِ اسلام کے لئے غیر مذاہب کی زیارت گاہوں اور

Marfat.com

عبادت کدوں میں پہنچ کر گمراہوں کو جلوۂ حق دکھایا ــــــــ !

جگن ناتھ جی پر آفتابِ ولایت کے انوار

راجپوت کنچن سنگھ ــــــــ جگن ناتھ جی، تیرتھ کو گیا ــــــــ وہاں مندر میں عینی مشاہدہ کیا کہ سرکار وہاں رونق افروز ہیں اس طرح ــــــــ آفتابِ ولایت ــــــــ کو مندر میں جلوہ افروز دیکھا تو دس بارہ راجپوت جو اس کے ساتھ تھے ان سب کو دکھایا ــــــــ جب واپس یہ راجپوت دیو ے شریف آیا اور سرکار میں حاضر ہوا ــــــــ تو عرض کرنے لگا کہ :

" اے کاش ! مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا ہوتا کہ وہاں بھی آپ ہی ہیں تو ہم کس لئے جگن ناتھ جی گئے ہوتے ــــــــ یہیں بیٹھے درشن کر لیا کرتے "

آپ نے فرمایا ــــــــ ٹھاکر ــــــــ ہم نہ ہوں گے ــــــــ کوئی دوسرا ہو گا !
راجپوت نے کہا ــــــــ بابا ہم نے خوب بچار کر دیکھا تھا اور بھی دس بارہ آدمیوں نے دیکھا ہے "

یہ سنکر آپ ہنس پڑے اور فرمایا :

" اچھا اب جگن ناتھ مت جانا "

اس بات کا ایسا اثر ہوا کہ کنچن سنگھ ہمیشہ کے لئے بت پرستی سے توبہ کر کے آپ کا مرید باصفا بن گیا ! [1]

---

[1] عین الیقین از سید عبدالآد شاہ

آفتابِ ولایت کے انوارِ روحانیت کا فیضِ عام

حقیقت یہ ہے کہ دولتِ بیعت کو سارے عالم اور ہر قوم و ملت میں جیسا حاجی صاحب نے بے دریغ لٹایا، کسی کے دستِ عطا سے ایسا فیضِ عام جاری نہ ہوا —— سلف سے لے کر آج تک کسی بزرگ اور کسی شیخِ وقت نے اس قدر بیعت نہیں کیئے جتنے سرکارِ وارثِ پاک نے کیئے۔ یہ خاص آپ ہی کا حصہ تھا جو آپ سے شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا [1]

جس شہر میں سرکار عالی قدر رونق افروز ہوتے تھے، ایک میلہ سا لگ جاتا تھا اکثر ہجوم کی کثرت کے سبب پولیس کا انتظام ہوتا تھا تاکہ لوگ زخمی نہ ہو جائیں کیونکہ شوقِ دیدار میں لوگ نیچے اوپر گرے پڑتے تھے —— ہندو، مسلم، عیسائی، پارسی ہر طرف سے بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے۔

خلقت کا اژدہام

سرکارِ وارثِ پاک جب حضرت سید سالار مسعود غازی کے عرس میں شریک ہونے کے لئے —— بہرائچ —— تشریف لے گئے تو مجمع اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہا تھا کہ خدام پریشان ہو گئے اور دل میں کہتے تھے

؎ کوئی پروانوں کو سمجھاؤ کہ مرنے کے سوا
اور بھی چند مقاماتِ وفا ہوتے ہیں

ہر چند پولیس والوں نے بہت تدبیریں کیں کہ سرکار کو با آسانی مزار تک پہنچا دیں مگر کامیابی نہ ہوئی آخر مجبوری سرکار کو درگاہ سے ملحق مسجد کی فصیل پر پہنچا دیا گیا اور

---

[1] تذکرۂ اولیاء از سید احمد جعفری - انوارِ اولیا

Marfat.com

لوگوں کو بیعت کرنے کے لئے نیچے کی طرف ایک لمبی چادر لٹکا دی گئی جس کو بیک وقت بکثرت آدمی پکڑ کر مرید ہوتے جاتے تھے مسلسل دو گھنٹے تک بیعت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ اس کے بعد سرکار جب واپس ہوئے تو مجمع کے جوش و اضطراب تھا کہ سینکڑوں آدمی نیچے سے جھک کر پیروں میں سے ہوتے ہوئے حضور تک پہنچتے تھے۔

اسی طرح جب سرکارِ والا پہلی بار دربھنگہ تشریف لے گئے تو —— ایک وارثی مجذوب درویش جو آبادی کے باہر رہا کرتے تھے تین روز قبل خلافِ عادت شہر میں آئے اور اونچے نیچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر کہنے لگے —— یہاں ناشئے بجیں گے —— یہاں روشنی ہوگی —— جابجا یہی کہتے پھرتے تھے۔ جب نواب صادق علی صاحب کی کوٹھی کے شاندار پھاٹک پر پہنچے تو بولے کہ —— "یہ پھاٹک آدمی ڈھکیل دیں گے" —— چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سرکار کی آمد کی خوشی میں وہاں کے رؤسا نے بڑا اہتمام کیا، جگہ جگہ روشنی کرائی —— نوبت بجوائی —— جس وقت سرکارِ عالی وقار شہر میں داخل ہوئے تو ایک لاکھ کا کثیر مجمع دیدار کے لئے اکٹھا ہو چکا تھا —— اب وہ مجذوب درویش یہ صدا لگا رہے تھے —— "شہر کا قلب الٹ جائے گا، اگر اب نہ الٹا تو کب الٹے گا۔"

اور پھر واقعی شہر کا قلب الٹ گیا —— !

چنانچہ جب سرکارِ والا نواب کی کوٹھی —— میں تشریف لائے تو زائرین کی ریل پیل —— سے کوٹھی کا پھاٹک گر گیا —— !!!

عوام نے بہت چاہا کہ سرکار آرام کر لیں مگر اس وقت اندازہ ہوا کہ یہ کششِ روحانی ایسی چیز نہیں جسے کوئی طاقت روک سکے، اس طرح وہاں تقریباً ایک لاکھ آدمی آپ کے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے۔

اس کے بعد حضور پاڈہ کی جانب تشریف لے گئے، وقتِ رخصت بہت

Marfat.com

کثیر مجمع حضورؑ کی پالکی کے ساتھ تھا، ہر چند کہ حضورؑ انور لوگوں کو رخصت کرتے جاتے تھے مگر دس کوس کا سفر طے کرنے کے باوجود دس ہزار کا کثیر مجمع ساتھ لگا چلا آرہا تھا آخر کار سرکار سے عرض کیا گیا کہ ——— جب تک حضور ان سب کو رخصت دے کر رخصت نہ فرمائیں گے، یہ واپس نہ جائیں گے ——— یہ سن کر سرکار نے فرمایا ——— "اچھا ہماری پالکی کسی ٹیلے پر رکھوا ور پکار کر کہہ دو کہ جس کو مرید ہونا ہے وہ ہماری پالکی کو چھولے"

چنانچہ جوشِ عقیدت سے لوگ پالکی کو چومتے تھے اور آپس میں خوشی سے عید کی طرح گلے ملتے تھے گویا کوئی بہت بڑی نعمت مل ہو اور دلی مراد بر آئی ہو۔

غرضیکہ سرکارِ والا جدھر سے گزرتے جاتے تھے ان رستوں پر چلنا دشوار ہو جاتا تھا، قدم قدم پر لوگ قدمبوسی کے لئے کھڑے رہتے تھے ——— اس طرح آپ جہاں جہاں تشریف لے گئے آپ کی روحانیت کے برقی اثرات نے دلوں پر اپنا قبضہ جمایا۔

سرکارِ وارثِ پاک کے دستِ حق پرست میں خدا جانے کیسی کشش تھی کہ کوئی شخص کسی بھی خیال سے آپ کے سامنے آتا پھر ممکن نہ تھا کہ اپنا دل سلامت لے جاتا۔

نگاہِ کیمیا گر

چنانچہ آپ اسی قسم کی سیاحت پر تھے۔ اردو کے مشہور شاعر حضرت بے نظیر شاہ وارثی آپ کے ساتھ تھے لیکن اس زمانہ میں بے نظیر شاہ کو کیمیا گری کا خلجان تھا ——— ہر وقت سونا بنانے کے چکر میں لگے رہتے تھے۔ دورانِ سفر سرکار ایک باغ میں آرام فرما ہوئے تو بے نظیر کا ذوق و شوق دیکھ کر آپ نے فرمایا:

"بے نظیر! تمہیں سونا بنانے کا شوق ہے نا ———!"

بے نظیر شاہ نے بڑی بے صبری سے جواب دیا ——— "جی ہاں! سرکار"

Marfat.com

آپ نے فرمایا :

" جاؤ باغ کی خندق میں جو گھاس لگی ہے اسے اکھاڑ لاؤ !"

چنانچہ بے نظیر جھٹ پٹ وہ گھاس اکھاڑ لائے ـــــــ آپ نے فرمایا :

" تانبے کے پیسے اس گھاس میں تر کرو ـــــــ اور انگاروں پر تپا لو پھر خدا کی قدرت دیکھو "

بے نظیر شاہ نے جیسے ہی اس پر عمل کیا وہ سارے پیسے سونے کے بن گئے ـــــــ خوشی کا ٹھکانا نہ رہا ـــــــ عمر بھر کی جستجو کا آج گوہر مقصود مل گیا ـــــــ گھاس کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے اور نظروں میں بساتے تھے اور سوچتے تھے کہ بعد میں بہت ساری گھاس اکھاڑ لے جائیں گے اور خوب سونا بنائیں گے۔

اس باغ میں کچھ دیر آرام فرما کر سرکار وارثِ پاک ـــــــ کھیولی ـــــــ تشریف لے گئے۔ وہاں سرکار کی آمد کی شہرت ہوئی تو ایک بڑھیا روتی ہوئی حاضرِ خدمت ہوئی اور عرض کی :

" سرکار ! کل میری نواسیوں کا نکاح ہے۔ پیسہ پاس نہیں، باراتیوں کو کیا منہ دکھاؤں گی ـــــــ ؟"

اسے تسلی دیتے ہوئے سرکار نے بے نظیر شاہ سے فرمایا :

" وہ سونا بڑی بی کو دے دو جو تم نے کل بنایا تھا "

بے نظیر شاہ کو گراں تو گزرا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ گھاس تو وہاں موجود ہی ہے بہت سا سونا بن جائے گا ـــــــ یہ سارا سونا بڑھیا کو دے دیا ـــــــ سرکارِ عالی وقار مسکرا دیئے۔

واپسی پر سرکار نے پھر اسی باغ میں آرام فرمایا، بے نظیر شاہ موقع غنیمت جان کر جھٹ پٹ باغ کی خندق میں پہنچ گئے تاکہ بہت سی گھاس توڑ لیں ـــــــ مگر یہ دیکھ کر ان کو سکتہ ہو گیا کہ اب وہاں گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا، لق و دق خندق خشک بنجر پڑی تھی ـــــــ سمجھ میں نہ آیا کہ اتنی جلدی سرسبز وادی کو کیا ہو گیا ـــــــ

Marfat.com

ناچار منہ لٹکائے ـــــ واپس آئے ـــــ سرکار نے نظر اٹھائی ـــــ مسکرا کر پوچھا :

"بے نظیر شاہ! ـــــ گھاس ملی؟ ـــــ کیمیا بنی؟"

بے نظیر نے تھکے ہوئے لہجہ میں جواب دیا :

"سرکار! ـــــ نہ گھاس ملی ـــــ نہ کیمیا بنی!"

چنانچہ سخت مایوس دیکھ کر آپ نے شفقت سے سمجھایا :

"بے نظیر شاہ! ـــــ تم بھی کس قدر بھولے ہو! ـــــ بھلا کیمیا گھاس سے بنا کرتی ہے؟ ہاں جب خدا چاہتا ہے تو گھاس تک سے بن جاتی ہے! ـــــ اچھا تو پھر کیوں نہ اس خدا کو یاد کرو کہ خود کیمیا بن جاؤ!"

سرکارِ وارثِ پاک کی یہ بات بے نظیر شاہ کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی ـــــ دولتِ دنیا سے دل بیزار ہو گیا اور عشقِ الٰہی سرمایۂ حیات بن گیا، نتیجہ یہ کہ یادِ الٰہی میں تپ تپ کر واقعی کندن بن گئے چنانچہ مشہور محقق ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب رقمطراز ہیں :-

"سید محمد بے نظیر شاہ وارثی (م ۱۹۳۲ء) اردو کے ایک باکمال شاعر تھے۔ چونکہ آپ قادری سلسلے میں حضرت حاجی وارث علی شاہ کے مرید تھے اس لئے جذب و مستی سے بھی تعلق تھا، پورا کلام وحدۃ الوجود کے نظریہ پر محیط ہے ؎

ازل جس بے نشاں کا نام ہے ان کا نشاں میں ہوں
نہاں خانے سے جو نکلا ہے وہ جلوہ عیاں میں ہوں
ظہورِ بے مثالی ہے ہر اک ذرے میں عالم کے
جہاں ہوں بے نظیر و بیمثال ایسے نشاں میں ہوں [۲]

---

[۲] اردو شاعری اور تصوف از ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں (ماہنامہ فکر و نظر جنوری ۱۹۷۶ء)

Marfat.com

Marfat.com

عادات وخصائل

جذب ہوئے ہیں کلی کلی میں بن کے سیلِ بہار
خوشبو بن کر پھول سے نکلے مہک اٹھا سنسار

رقیق القلبی

سیدنا وارثِ پاک کا کوئی مرید جب کسی لمبے سفر یا تبادلہ پر کہیں باہر جانے کی خبر سناتا تو اس کی جدائی کا ملال آپ کے چہرے سے ظاہر ہونے لگتا ——— آپ اسے قریب بلاتے ——— گلے لگاتے ——— اور تسلی و تشفی دیتے ہوئے ——— رخصت کرتے کرتے، خود آپ کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا آتے ——— مرید یہ شفقت و محبت دیکھ کر قدموں میں لوٹ لوٹ جاتا ؎

کیا لوگ تھے جو راہِ جنوں سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

چشمِ پُرنم

چشمِ پُرنم ——— بارگاہِ وارثی کی خاص علامت ہے جو عشق و محبت کی دلیل ہے، چونکہ آپ پر ——— نسبتِ عشقیہ ——— غالب تھی۔ اسی کی یہ تاثیر ہے کہ آپ کے مریدوں میں سوز و گداز بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

غریب نوازی

سرکارِ وارث پاک چونکہ قدرت کی طرف سے ایک دردمند دل لے کر آئے تھے اس لئے ناداروں، مسکینوں اور خستہ حالوں پر بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ ان کے برخلاف کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے تھے ——— راجا مہاراجا کے مقابلے میں ہمیشہ غریب لوگوں کو ترجیح دیتے تھے چنانچہ اسی سلسلے میں ایک مرتبہ یہ سبق آموز واقعہ پیش آیا کہ ——— آپ کے ایک مخلص مرید

Marfat.com

محمد سلیم مستری ——— جو بڑے غریب آدمی تھے اور ریاست پیاگپور ——— میں معمولی تنخواہ پر ملازم تھے ——— ہندوستان کی سیاحت کے دوران انہوں نے التجا کی کہ :

"سرکار ——— آپ نے بہرائچ سے واپسی پر رات کو غریب خانہ پر قیام فرمایا تھا ، اس بار پھر غریب خانہ کو رونق بخشئے ۔"

اسی وقت والیٔ ریاست ——— راجا پیاگپور ——— کو یہ خبر ہوئی انہوں نے عرض کی :

"حضور ! محمد سلیم میری ریاست کا ایک غریب آدمی ہے اس کا گھر اسٹیشن سے بہت دور ہے ——— اور میری کوٹھی اسٹیشن کے پاس ہی ہے لہٰذا آپ آرام سے میری کوٹھی پر قیام فرمائیے !"

راجہ صاحب کا یہ کہنا کہ ——— مستری غریب آدمی ہے ——— سرکارِ والا کو ناگوار گزرا ——— چنانچہ آپ نے ترش لہجے میں فرمایا :

"ہم کو نہ کسی امیر سے غرض ہے نہ غریب سے ! مستری کو ہم سے محبت ہے اور اس کے یہاں ہم پہلے بھی ٹھہر چکے ہیں ——— لہٰذا اب دوسری جگہ ٹھہرنا ہماری وضعداری کے خلاف ہے ۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ حضورِ والا اسٹیشن سے بہت دور محمد سلیم مستری کے گھاس پھوس کے مکان میں جا کر رونق افروز ہوئے ——— اور اس وقت راجہ صاحب کی کوٹھی میں قدم نہ رکھا ۔

حقیقت یہ ہے کہ سرکارِ عالم پناہ مجبوروں ، لاچاروں اور بے سہاروں کا سب سے زیادہ لحاظ فرماتے تھے اور غریب آدمی کے خلاف کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پروا نہیں کرتے تھے ۔

چنانچہ اسی سلسلے میں یہ عبرتناک واقعہ پیش آیا کہ ——— ایک مرتبہ ——— ریاست مہونا ——— کے وزیر عبدالغنی صاحب نے سرکارِ والا کو

Marfat.com

اپنے یہاں لانے کا انتظام کیا ——— کوٹھی کو سجانے سنوارنے میں ایک ملازمہ سے کچھ غلطی ہو گئی ——— اس پر وزیر موصوف نے خادمہ کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے اس کی آنکھ میں چوٹ آئی ——— اور وہ رونے لگی! دوسرے دن وزیر موصوف ——— سرکار میں حاضر ہوئے تو آپ نے برجستہ فرمایا:

"ہم نہیں جا سکتے! ہماری آنکھ میں چوٹ لگ گئی ہے!"

یہ سن کر وزیر موصوف سکتے میں آ گئے ——— ادھر آپ کی آمد کا دور دور اعلان ہو چکا تھا ——— سب انتظامات مکمل تھے ——— وزیر صاحب اپنی سبکی کے خیال سے بار بار سرکار سے چلنے کے لئے اصرار کرتے تھے مگر آپ ہر بار یہی فرماتے تھے:

"ہماری آنکھ میں چوٹ لگ گئی ہے، ہم نہیں جا سکتے۔"

آخر کار وزیر صاحب نادم و شرمسار تنہا واپس ہو گئے۔

آفتابِ ولایت کی ذرہ نوازی

سرکارِ وارثِ پاک کم حیثیت لوگوں کا بہت خیال فرماتے تھے ——— اکثر تیلی، تنبولی، دھنے، جولاہے، کونجڑے، قصائی، بھٹیارے اور کباڑی کے یہاں قیام فرماتے تھے ——— جہاں بڑے بڑے تعلقہ دار، نواب، جج، بیرسٹر، راجا اور مہاراجا ان غریبوں کے گھر پر سرکارِ اقدس سے ملنے کے لئے آتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ سرکارِ عالم نواز لکھنؤ میں ——— بنو بھٹیاری ——— کے یہاں رونق افروز تھے ——— یہ ۱۸۸۲ء کی بات ہے ——— مصر میں خانہ جنگی چھڑ چکی تھی اور ——— خدیو مصر ——— نے انگریزی سرکار سے مدد طلب کی تھی ——— انگریزی افواج کا رسالدار ہر خاص و عام سے معلوم کرتا پھرتا تھا کہ آجکل حاجی صاحب قبلہ سیاحت پر کہاں ہیں؟ ——— اس کے رسالہ کو مصر

Marfat.com

جانے کا حکم ہوا تھا ——— لمبے چوڑے ڈیل ڈول والا یہ جواں سال کمانداربہت پریشان نظر آرہا تھا ——— وارثِ پاک کا عاشقِ زار ہونے کی حیثیت سے سرکار کے دیدار سے محروم جانا نہیں چاہتا تھا ——— سوچتا تھا ——— اے کاش! اخیر وقت میں سرکارِ عالم پناہ کی قدم بوسی حاصل ہو جاتی تو بڑی خوش قسمتی ہوتی ورنہ ایسی مہم سے واپسی کی بھلا کیا امید ہو سکتی ہے" ——— یہ انگریزی سپاہ کے رسالدار علی محمد خاں صاحب بہادر وارثی تھے جن کا رسالہ ابھی لکھنؤ ہی میں مقیم تھا ——— انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ سرکارِ عالم نواز بھی لکھنؤ ہی میں مقیم ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی ——— بھاگے بھاگے سرائے امین آباد ——— پہنچے . جیسے ہی سرکار کے روئے روشن پر نظر پڑی، طبیعت بے قرار ہو گئی ——— دل بھر آیا ——— سرکار کی آغوشِ محبت میں منہ دے کر رونے لگے ——— سرکارِ عالم پناہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے بے چین ہو کر اٹھ بیٹھے ——— اور فرمانے لگے :

"علی محمد! اگر تم پانی میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ——— اور اگر آگ میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ——— ہزار کوس پر ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ——— !"

رسالدار صاحب نے عرض کیا :

"سرکار! مجھے مصر جانے کا حکم ہوا ہے :"

تو آپ نے فرمایا :

"علی محمد! مصر کے جاتو اچھے ہوتے ہیں ——— کیوں علی محمد! ——— اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں فتح حاصل کرے تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہو گی؟ ——— ولایت شہر بہت اچھا ہے ——— اچھا جاؤ، سیر کر آؤ ——— پھر ملاقات ہو گی!"

یہ فرما کر سرکار والا اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور رسالدار صاحب کو سینے سے لگا کر رخصت کیا ۔

Marfat.com

وقتِ رخصت جو مجھے پیار سے دیکھا اس نے
اس سے بڑھ کہ مرا سامانِ سفر کیا ہو گا

رسالدار صاحب کا بیان ہے کہ جہاز بمبئی سے روانہ ہوا تو راستے میں میں بیمار پڑ گیا —— حالت بگڑ گئی —— رات کو سرکار نے بشارت دی کہ :

" علی محمد! گھبرانا مت ، ہم تمہارے ساتھ ہیں، یہ کوئی تکلیف نہیں ۔"

آنکھ کھلی تو صحتِ کاملہ حاصل ہو چکی تھی۔

اس کے بعد اسمٰعیلیہ کی بندرگاہ پر جہاز پہنچا ، سامان اترنا شروع ہوا تو مختلف رسالوں —— میں گڈ مڈ ہو کہ میرا سامان گم ہو گیا —— اسباب وہاں اس کثرت سے جمع تھا کہ میرا سامان ملنا ناممکن ہو گیا —— ایسے کڑے وقت میں میں نے سرکار کو یاد کیا کہ —— یا حضرت ! اب تو سخت مشکل کا سامنا ہے، میں بغیر ساز و سامان اور بے وردی کیا کروں گا —— !

آخر حضرت کی توجہ سے میرا کھویا ہوا کل سامان مل گیا —— اس سے بڑھ کر یہ کرم ہوا کہ جب میرا رسالہ جنگ میں شریک ہوا تو دشمن کی توپوں سے آگ کی بارش ہو رہی تھی مگر میرے رسالے کے آدمی تو آدمی کسی خچر تک کے کوئی خراش نہیں آئی اور سرکار کی نظرِ کرم سے ہم آگ کے طوفان سے صحیح سلامت گزر کر آسانی سے قلعہ قاہرہ پر قابض ہو گئے —— وہاں قلعہ میں میرا رسالہ ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا —— دورانِ قیام قاہرہ کے بازار سے جا کر میں سرکار کے لئے چاقو چھری خرید لیا۔

اس کے بعد میرا رسالہ تو ہندوستان واپس کر دیا گیا اور مجھے دیگر فاتح سرداروں کے ساتھ فتحیابی کی خوشی میں شاہی مہمان کی حیثیت سے لندن روانہ کیا گیا —— جہاں " ونڈسر محل " میں ہمیں اتارا گیا —— وہاں قیصرۂ ہند ملکہ وکٹوریہ نے ہماری بڑی خاطر داری کی —— ہمارے اعزاز میں شاہی دعوت کا اہتمام ہوا —— جس میں ملکہ معظمہ نے میووں بھری چاندی کی تھالی ہمیں عنایت کی اور اپنے دستِ خاص

سے سب کے سامنے ہمیں بہادری کا تمغہ پہنایا ــــــ تمام محلات اور شاہی تفریح گاہوں کی سیر کرانے کا حکم ہوا ــــــ یہاں ہمارے قیام کے دوران ہماری کوٹھی پر شاہی بگھی ہر وقت سیر کرانے کے لئے تیار کھڑی رہتی تھی، غرضیکہ بڑے اعزاز کے ساتھ ہم ہندوستان واپس ہوئے۔

وہاں ولایت میں بھی سرکار والا کے لئے میں نے چاقو خرید کئے تھے۔ چنانچہ جب میں سرکار میں حاضر ہوا تو وہ سب چاقو چھریاں خدمتِ عالی میں پیش کردیں ــــــ سرکار والا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پیار سے ایک گھونسہ اپنے دستِ مبارک سے میری پیٹھ پر رسید کیا ــــــ اس کے بعد تو دن دونی رات چوگنی ایسی ترقی ہوئی کہ رسالدار میجری کے عہدے پر فائض ہوا ــــــ اس کے بعد دو مرتبہ شاہی مہمان کی حیثیت سے ولایت گیا ــــــ!

میں جب بھی سرکار میں حاضر ہوتا تو یہ ضرور فرماتے کہ:

"رسالے میں یہ سب کے افسر ہیں"

چنانچہ آپ کی نظرِ کرم نے تمام ہندوستانیوں میں سب سے اعلیٰ عہدے پر پہنچایا[1]

---

[1] انوار اولیاء مؤلفہ رئیس احمد جعفری

Marfat.com

روحانی قوت کی پردہ داری

اکثر دکھ درد کے مارے لوگ اپنی التجائیں لے کر آپ کے حضور حاضر ہوتے تھے مگر آپ کی زبانِ مبارک سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں نکلتا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ کی توجہِ خاص سے یہ کام ہو جائے گا، بلکہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک سے امید رکھنے کی تلقین فرماتے تھے —— جب کوئی غم کا مارا اپنا دکھڑا بیان کر کے رحم کا طالب ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے :

" اللہ مالک ہے ، اللہ مالک ہے "

غرضیکہ آپ کبھی کوئی ایسی بات ہی منہ سے نہ نکالتے تھے جس سے کسی کشف و کرامت یا آپ کے تصرف کا اظہار ہو بلکہ اپنی روحانی قوت کی پردہ داری اسطرح فرماتے تھے جیسے کوئی اپنا عیب چھپاتا ہے۔

چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ جب کوئی غرض مند سرکار والا کو اپنی طرف متوجہ نہ دیکھتا تو طرح طرح سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ، چنانچہ کوئی چاقو لے کر سامنے آجاتا کہ ابھی اپنے جسم میں گھونپ کر خودکشی کیے لیتا ہوں —— اور کوئی بھاری پتھر لیکر دھمکاتا کہ ابھی سر پھوڑ کر مرا جاتا ہوں —— اپنی طبیعت کی نرمی کے سبب آپ ان افعال سے سہم جاتے اور اس کے حق میں امید افزا کلمات ادا فرماتے، اس وقت لوگ آپ کا دامن چھوڑتے۔

عاجزی و انکساری

آپ کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی ذات کو تمام مخلوق میں سب سے کمتر جانتے تھے اور ہر مخلوق کو خود سے افضل سمجھتے تھے چنانچہ اس سلسلے میں یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے :

ایک بار آپ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے۔ سامنے سے ایک کتا آگیا —— اس سے پہلے کہ آپ کا لباس کتے سے چھو جائے، آپ نے اپنا دامن سمیٹ لیا —— آپ کے مرید خلیفہ اشرف آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی اپنا لباس سمیٹ لیا۔

Marfat.com

یہ دیکھ کر سرکارِ والا نے مسکرا کر پوچھا:

"میاں ظہور اشرف! تم نے اپنا لباس کیوں بچایا؟"

انہوں نے عرض کیا کہ:

"جس طرح حضورِ انور نے اپنے احرام شریف کو کتے کی نجاست سے بچایا۔"

یہ سنکر آپ کے چہرے پر ناخوشگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے جوشِ جذبات میں فرمایا:

"میاں ظہور اشرف! میں نے تو اس لئے تہ بند سمیٹ لیا کہ میرے لباس سے چھو کر کہیں خود کتا ناپاک نہ ہو جائے۔"

اللہ اکبر! یہ تھی آپ کی شانِ خاکساری!

خودنمائی سے نفرت

خودنمائی سے آپ کو سخت نفرت تھی، آپ ہر چھوٹے بڑے سے اس طرح سے ملتے تھے جیسے کوئی بہت ہی ادنیٰ درجہ کا شخص ملتا ہے، آپ کی بات بات سے حد درجہ کی عاجزی ظاہر ہوتی تھی، آپ کی تعلیم بھی یہی تھی کہ:

"اپنی ہستی سے گزر جاؤ"

بتلا دیا ہے راہ نُما نے مجھے پتہ
دنیا بھی اک مقام ترے رہگذر میں ہے

آپ اپنے اس قول کا خود کامل نمونہ تھے۔ اس کا عملی ثبوت خود آپ کی زندگی سے ملتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں تھرمامیٹر نیا نیا ایجاد ہوا تھا اور عجیب چیز خیال کیا جاتا تھا۔ ایک دن سرکار میں تھرمامیٹر پیش کیا گیا، وہاں موجود جو شخص اسے ہاتھ میں لیتا، اس کے بدن کی حرارت کا پتہ چل جاتا مگر جب تھرمامیٹر سرکارِ والا کے ہاتھ میں پہنچا تو اس کا پارہ ...۔ آنریبل سید شرف الدین ممبر ایگزیکیوکونسل صوبہ بہار اس وقت مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید پوری گرمی نہیں پہنچ سکی اس لئے خود انہوں نے اپنے

ہاتھ میں سرکارِ عالی کی مٹھی کو لے کر دبایا مگر پھر بھی بارہ میں کوئی حرکت نہ ہوئی اور سرکارِ اقدس کے جسم کی کچھ حرارت معلوم نہ ہو سکی جس سے سب کو حیرت ہوئی ——— ابھی اس تعجب میں لوگ گم تھے کہ سرکارِ عالی نے ایک خاص انداز سے اپنا ہاتھ جھٹک کر تھرمامیٹر کو ایک طرف رکھتے ہوئے فرمایا :

"ہم کچھ نہیں ہیں"

اس کلمہ سے ساری محفل پر محویت طاری ہو گئی! ——— جیتے جی فنا ہو جانے کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی ؎

آپ سے ہم گذر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر میں گر سفر نہ کیا

لطافتِ جسمی

اکثر پائے اقدس دباتے وقت خدام کو سرکارِ انور کا جسم لطیف محسوس ہی نہ ہوتا تھا ؏

آگے حواس گم خردِ نارسا کے ہیں

نام و نمود سے پرہیز

حقیقت یہ ہے کہ سرکارِ عالی کسی بات میں بھی نمایاں نہ ہوتے تھے، اصولاً اپنی ہستی کو 'نیست' سمجھتے تھے اور عملاً اپنی ذات کی اس حد تک نفی کرتے تھے کہ اپنی زبان سے اپنا نام تک نہ لیتے تھے ——— نہ کبھی اپنے قلم سے اپنا نام تحریر فرماتے تھے ؎

درد کہتا ہے کہ حسرت کا بھی پہلو نہ رہے
دل میں محبوب رہے، میں نہ رہوں، تو نہ رہے

Marfat.com

شانِ توحید

سیدنا سرکار وارث کی ہر بات اور ہر ادا میں ——— "توحید کی شان" ——— نظر آتی تھی ——— آپ نے اپنے ——— نفس ——— سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا تھا بلکہ اپنے نام و نشان کا خیال تک دل سے نکال دیا تھا حتیٰ کہ جس خط میں اپنا نام ملاحظہ فرماتے تو اسے چھوڑ دیتے اور ہرگز اپنی زبان سے اپنا نام نہ پڑھتے ——— اگر کبھی کسی مرید کے لکھے ہوئے قصیدے میں اپنا نام لکھا ہوا پاتے تو پڑھتے وقت اس کی جگہ اپنے مرشد برحق کا نام نامی اسم گرامی پڑھتے اور کبھی بھول کر بھی اپنا نام زبان پہ نہ لاتے ——— اس طرح اپنی ہستی کی نفی فرماتے اور ——— "شانِ توحید" ——— کو بہر حال غالب رکھتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی نگاہِ حق بیں میں ——— خدا ——— کے سوا کوئی چیز تھی ہی نہیں ——— ہر چیز میں آپ مشاہدۂ یار فرماتے تھے اور آپ کے لفظ لفظ سے ——— "اسرارِ توحید" منکشف ہوتے تھے۔ [1]

شانِ تجرّد

سیدنا سرکار وارث پاک کے ——— "تجرد کی شان" ——— بے مثال تھی ——— آپ دنیا کی ہر چیز سے بے تعلق ہو گئے تھے ——— باوجود اس کے کہ آپ ایک دولتمند گھر میں پیدا ہوئے تھے ——— مال و زر کے وارث اور صاحب جائداد تھے مگر ہوش سنبھالتے ہی سب چیزوں سے بیزاری کا اظہار کر دیا ——— دولت خیرات کر دی اور جائداد رشتہ داروں میں تقسیم فرما دی جو اب تک آپ کے عزیزوں میں چلی آرہی ہے [2] ——— نہ صرف یہ کہ آپ نے شادی سے پرہیز کیا بلکہ تمام علائق دنیاوی سے تعلق توڑا ——— اور ایک اللہ سے رشتہ جوڑا جو قیامت تک کے لئے مضبوط و مستحکم ہے!

---

[1] [2] تذکرہ وارث از شہاب چشتی صاحب اکبرآبادی

Marfat.com

اندازِ گفتگو

ؔ تابِ گویائی زباں میں جب تلک باقی رہے
آپ کی شیرینیٔ گفتار کی باتیں کریں

سرکارِ وارثِ پاک کی باتیں ایسی میٹھی اور رسیلی ہوا کرتی تھیں کہ سننے والے چاہتے تھے کہ آپ فرماتے رہیں اور ہم سنتے رہیں[1] ——— اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ دل میں سوال لاتے اور یہاں کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب پاتے۔ سوال کیسا ہی مشکل سے مشکل ہوتا، آپ مختصر جملے میں ایسا مکمل جواب عنایت فرماتے کہ سائل کو کامل اطمینان حاصل ہو جاتا[2]

آپ کی بات بات میں اسرار و رموز پوشیدہ تھے، اشاروں ہی اشاروں میں نکتے پیدا ہوتے تھے۔ گفتگو مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔ آپ کے مختصر جملوں کی بڑی سے بڑی وضاحت ہوسکتی تھی[3]

شرم وحیا

ؔ طبیعت میں وہ قدرتی شرم جیسے
کہ پردہ نشیں کوئی ناکتخدا ہے

جب کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ شرما جاتے، اگر کوئی آپ کی تعریف میں قصیدہ پڑھتا تو حیا سے آپ کی حالت غیر ہو جاتی، اپنی تعریف و توصیف سن کر مارے شرم کے اپنی گردن جھکا لیتے۔ آنکھیں ہمیشہ نیچی رہتی تھیں ؎

---

[1] معارفِ وارثیہ از مولوی فضل حسین وارثی۔ [2] انوار اولیاء از رئیس احمد جعفری
[3] ارمغانِ وارث از مولانا اختر مینائی وارثی

Marfat.com

نظر اٹھانے میں ہوتا ہے باز پرس کا ڈر
جھکائے رہتے ہیں نظروں کو سرفرازان کے

خواہ کیسی ہی ہنسی کی بات ہوتی آپ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے ——— صرف زیرِ لب تبسم فرماتے اور تبسم بھی اس طرح کہ دندانِ مبارک نہ کھلتے تھے، اس پر بھی یہ شرم تھی کہ منہ پر ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے [1]

لیٹنے بیٹھنے کے آداب

زندگی میں آپ نے جس فعل کو ایک بار اختیار کیا پھر اسے کبھی نہ چھوڑا ——— زمین سے پیٹھ لگانا گویا آپ کی وضعداری کے خلاف تھا تمام عمر ضرورۃً بھی کبھی چِت نہ لیٹے۔ سنت کے مطابق سیدھی کروٹ آرام فرماتے تھے۔ ہمیشہ سیدھی کروٹ لیٹنے سے سیدھی سمت، پہلو پر زخم کے نشان پڑ گئے تھے۔ استراحت میں سرِ اقدس ——— "م" ——— کی شکل پیدا کرتا اور دستِ مبارک کا تکیہ ——— "ح" ——— کی صورت پیدا کرتا اور کمر شریف کسی قدر خم ہوتی تھی جو ——— "م" ——— مکرر بن جاتی تھی اور پائے مبارک ——— "د" ——— کی شکل میں ہوتے تھے اس طرح لفظِ ——— محمد ——— صاف طور پر پڑھا جا سکتا تھا۔

شب و روز میں کبھی کسی نے آپ کو سوتے نہیں دیکھا۔ اگر کبھی کسی نے یہ خیال کیا کہ آپ سو رہے ہیں تو فوراً آپ بول اٹھتے ——— کون ہے؟ ——— اکثر ایسا ہوتا کہ بسترِ بچھا کا بچھا ہی رہ جاتا اور آپ کو بیٹھے ہی بیٹھے تمام رات گزر جاتی ——— بیٹھنے کی صورت میں آپ کی نشست کا انداز کچھ ایسا ہوتا تھا کہ اعضائے مبارکہ ——— ا ——— ل ——— اور ——— ہ ——— کی شکل پیدا

---

[1] معارفِ وارثیہ۔ از فضل حسین وارثی

Marfat.com

کرتے تھے جس سے —— اللہ —— کا لفظ صاف پڑھنے میں آتا تھا جیسے کہ سیدھے ہاتھ کی مٹھی بند رہتی تھی جو —— ہ —— کی شکل ظاہر کرتی تھی —— گویا نشست بھی یادِ الہٰی سے خالی نہ تھی۔ اس طرح بیٹھنے میں —— اندازِ عاشقی اور لیٹنے میں —— شانِ محبوبی —— جلوہ گر تھی —— !

—— اس کے علاوہ ایک چیز جو ہر وقت دیکھی جا سکتی تھی وہ یہ تھی کہ —— لیٹتے بیٹھتے ہر وقت ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر مانند شمار انگوٹھا چلا کرتا تھا [1]

ع نہیں ہے بندۂ حق کے لئے جہاں میں فراغ

قصّہ کہانی

سرکارِ وارثِ پاک عاشقانہ قصے —— سنکر بہت خوش ہوتے تھے —— محبت کی یہ کہانیاں بھی محض اس غرض سے ہوتی تھیں کہ کسی کو فضول باتیں کرنے اور خیال بٹنے کا موقع نہ ملے —— خصوصاً استراحت کے وقت قصہ سننا روزانہ کا معمول تھا —— قصہ گو —— قصہ کہتا رہتا تھا اور آپ —— احرام شریف —— میں منہ چھپائے —— یادِ الہٰی —— میں مشغول رہتے —— اور —— ہونکـڑا —— برابر دیتے رہتے چنانچہ عام لوگ سمجھتے کہ سرکارِ اقدس قصہ سن رہے ہیں —— مگر یہ جاننے والے جانتے تھے کہ یہ —— ہونکـڑا —— تھا —— یا —— ذکرِ الہٰی —— کی —— ضرب —— ! اور اس ضرب کی طرف جب کوئی شخص دھیان دیتا تو آپ چپ ہو جاتے [2]

جن کا سونا بھی عبادت، جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفےٰ کی بات ہی کچھ اور ہے [3]

---

[1] معارفِ وارثیہ از فضل حسین وارثی [2] ایضاً

اخلاقِ حسنیٰ

سب کو گرویدہ اپنا بنایا
حسنِ اخلاق کی دلبری سے

حسنِ سلوک

سرکارِ وارثِ پاک ہر شخص سے تبسم آمیز لہجہ میں خطاب فرماتے تھے اور نام بھی عزت سے لیتے تھے۔ خدام تک سے برابر کا برتاؤ ہوتا تھا ——— آپ اپنے چھوٹوں پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور بڑے بوڑھوں کے احترام میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے ——— خواہ وہ کیسی ہی ذلیل حالت میں ہوتے، آپ انہیں گلے لگاتے اور اچھی جگہ بٹھاتے ——— سلام کرنے میں ہمیشہ خود سبقت فرماتے، نووارد سے بڑھ کر خود مصافحہ فرماتے ——— باہر سے آنے والے مریدوں کے اعزاز میں کھڑے ہو جاتے، انہیں اپنے سینے سے لگاتے اور نام بنام سب گھر والوں کی جدا جدا خیریت معلوم فرماتے، ہرچند کہ آپ پر ہر شخص کی حالت روشن تھی پھر بھی آپ ہر شخص کا پردہ رکھتے تھے، کبھی کسی کو جھٹلاتے نہ تھے۔

اگر آپ کے حق میں کسی سے کوئی قصور بھی ہو جاتا تو آپ اسے نظر انداز فرما دیتے اور مسکرا کر بات کا رخ ہی بدل دیتے تھے جس سے کسی کو شرمندگی نہ ہو ——— اگر وقتی طور پر کسی پر کچھ ناراض بھی ہوئے تو دوسری ملاقات پر اس طرح خوش ہو کر ملتے جیسے پہلے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو ——— پھر وہی شفقت ——— وہی محبت ——— بلکہ پہلے سے بھی کچھ زیادہ! گویا آپ کا جلال بھی جمال کی شان دکھاتا تھا چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ جس پر جلال آیا وہ انعام واکرام کا مستحق ٹھہرا۔

آپ نے کبھی کسی کو غیر نہ سمجھا، آپ کی مجلس میں اپنے ——— پرائے ———

Marfat.com

کے الفاظ ہی متروک تھے۔ سب پر اس درجہ شفقت و محبت فرماتے تھے کہ ہر شخص فخر و ناز کرتا۔ جب کبھی دوسرے پیروں کے مرید آپ سے ملنے آتے تو ان پر بھی ویسی ہی شفقت فرماتے ——— ان کے پیروں کی تعریف کرتے ——— اور عزت افزائی کرتے ہوئے فرماتے:

"ہم اور وہ ایک ہیں ——— اور تم تو اپنے ہی ہو ———!"

یہ تھا آپ کے اخلاقِ حسنہ کا کمال جس کی مثال فی زمانہ ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

تواضع کا پہلا اور آخری سبق

ایک مرتبہ ایک تعلیم یافتہ مرید نے عرض کی کہ ——— "سرکار! تواضع کا پہلا سبق کیا ہے؟" تو ارشاد ہوا کہ:

"جس کو دیکھو خیال کرو کہ یہ مجھ سے بہتر ہے! اور بڑا متواضع اسے کہنا چاہیے جو ——— خَلق ——— سے ——— خُلق ——— اور حق ——— کے ساتھ ——— صدق ——— رکھتا ہو۔"

خود آپ کا اپنے اس مقولہ پر پورا پورا عمل تھا۔

علماء کی تواضع

حضرت سیدنا سرکار وارث، علمائے کرام کی تواضع میں بچھے جاتے تھے، مفتیوں، حافظوں، قاریوں اور عربوں کی خاطر داری میں بڑا جوش و خروش دکھاتے تھے ——— انہیں سفر خرچ عنایت فرماتے ——— اور دیگر ضروریات مہیا کر کے انہیں ——— احرام شریف اور شیرینی پیش فرماتے تھے ———

——— انتہا یہ ہے کہ کوئی مولوی خواہ کیسا ہی دنیا دار اور ظاہر پرست ہوتا ——— آپ اپنی طرف سے اس کی عزت افزائی میں کوئی کمی نہ چھوڑتے، چنانچہ اس سلسلے

Marfat.com

میں یہ سبق آموز واقعہ ہے کہ ——— ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب آپ سے ملنے کے لئے آئے۔ آپ نے اخلاقاً اٹھ کر ان کا خیر مقدم کیا ——— مصافحہ فرمایا ——— اور انہیں اچھی جگہ بٹھایا ——— جب وہ چلے گئے تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے :

"میں ان مولوی صاحب کو خوب جانتا ہوں ——— بڑے مکّار ہیں"

اس بدگوئی کو سخت ناپسند کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا :

"کیوں اپنی زبان و دل کو دوسروں کے واسطے خراب کرتے ہو، مولوی صاحب کے معمولی عیب تو بیان کر دئے مگر وخاص ہنر جو ظاہر ظہور ہیں، انہیں نہیں دیکھا ——— مولوی صاحب کی مقدس صورت ——— شریفانہ تہذیب ——— شرعی لباس اور ——— ان کی نورانی ڈاڑھی کی کوئی قدر نہ کی ——— جس کو اسلام کے پیشواؤں کی وضع قطع سے خاص نسبت و مشابہت ہے اگرچہ دل کی بدنما خرابیوں کو بزرگوں کی وضع قطع کے پردے میں چھپانا کوئی مستحسن فعل نہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس بندہ نواز کی عنایت سے اچھوں کی نقل کرنے میں دنیاوی فائدے کے علاوہ دین کے بگڑے ہوئے کام بھی سنور جاتے ہیں"

شریعت کا احترام

سرکار وارثِ پاک شریعت کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھتے تھے ——— نماز کے ادب و احترام میں تو اس قدر غلو فرماتے تھے کہ ہر حال میں اپنے مولا کے حضور ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ ضعیفی کے باوجود تہجد کی بارہ رکعت بھی کھڑے ہو کر ہی ادا فرماتے رہے حتیٰ کہ اخیر زمانہ میں جب ضعف حد درجہ بڑھ گیا تو بھی یہی اصرار ہوتا تھا کہ نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کریں گے۔ آخر جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو خدام بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو کھڑا کر دیتے اور پکڑے

Marfat.com

کھڑے رہتے تھے[۱]

مسجد کے احترام میں ہمیشہ پیدل نماز کے لئے تشریف لے جاتے، خواہ موسم کیسا ہی سخت ہوتا یا چلچلاتی دھوپ پڑتی مگر آپ سواری ہرگز قبول نہ فرماتے خواہ مسجد کتنی ہی دور ہوتی، آپ ہمیشہ پیدل ہی چل کر مسجد تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ باغپت کے قیام کے دوران موسم کی سختی اور آپ کے ضعف کے پیشِ نظر خان بہادر سید فضل امام صاحب وارثی نے اپنی کوٹھی کے قریب ہی ایک چھوٹی سی مسجد میں نمازِ جمعہ کا انتظام کرا دیا۔ نماز پڑھکر جب آپ واپس آگئے تو آپ نے خان بہادر سے فرمایا :

"فضل امام! تم نے تو اپنی محبت کا حق ادا کر دیا کہ ہم کو دور نہ جانے دیا مگر یہ نقصان ہوا کہ ہماری آج کی مزدوری کم ہوگئی۔" [۲]

آپ کو مساجد سے بڑی محبت تھی، کبھی کسی مسجد کو ویران دیکھا تو فوراً جلال آگیا چنانچہ اعلانِ عام فرمایا کہ :

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے"

یہ سنکر مریدوں میں کہرام مچ گیا، سب مسجد کو دوڑ پڑے، جب مسجد کو آباد دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے :

"یہ مسجد حشر کے دن تمہارے سجدوں کی گواہی دے گی۔" [۳]

نماز کی پابندی

نماز کو آپ نے اپنی مریدی کی شرط قرار دیا اور صاف صاف اعلان فرما دیا کہ جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارا مرید ہی نہیں"

خود آپ کا یہ عمل تھا کہ پنجگانہ نماز ہمیشہ اول وقت میں ادا فرمایا کرتے تھے[۴]

---

[۱] انوارِ اولیاء، از رئیس احمد جعفری۔ [۳] حیاتِ وارث از شیدا لکھنوی

[۲] حیاتِ وارث از شیدا لکھنوی [۴] انوارِ اولیاء از رئیس احمد جعفری

Marfat.com

اور فرماتے تھے :

"نماز میں عموماً دیر کرنا کاہلی کی دلیل ہے"

نماز کا ہر رکن بہت دیر میں ادا کرتے تھے اور نماز بہت اطمینان سے پڑھتے تھے[1]
جس وقت آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ——— احرام شریف کو اپنے
سر سے مثل گھونگٹ لپیٹ کر، گلے سے ایک پینچ نکال لیتے، اس وقت ایسی شانِ محبوبی
نظر آتی کہ ہر شخص کی آنکھ سرکارِ والا کی طرف اٹھ جاتی ——— آپ اکثر فرماتے تھے :

"نماز روح کی غذا ہے"

ان تمام ہدایتوں سے آپ کا شوقِ نماز جھلکتا ہے اور نماز کی طرف آپ کی بے پناہ
رغبت کا پتہ چلتا ہے ——— نماز ہی کے سلسلے میں یہ دلچسپ واقعہ پیش آیا جو بڑا عبرتناک
بھی ہے ——— ہوا یہ کہ پہلی بھیت کے منشی علی گوہر خاں صاحب وارثی کے ہمراہ
ایک صاحب مرید ہونے کے لئے آئے ——— جب وہ مرید ہو گئے تو خانقاہ
میں ٹھہرا دئے گئے ——— خانقاہ کی مسجد میں باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی تھی مگر یہ
صاحب نماز کو نہ گئے ——— ظہر و عصر کی نمازیں قضا کر دیں۔ مغرب کے وقت
سرکاری خدام نے ان سے باز پرس کی تو ان صاحب نے بڑی سادگی سے جواب
دیا کہ :

"میں نے سنا ہے کہ جو شخص حاجی صاحب کا مرید ہو جاتا ہے اس
پر نماز معاف ہو جاتی ہے، اگر نماز ہی مریدی کی شرط ہے تو میں کہیں اور
بھی مرید ہو سکتا تھا"

یہ سنکر شاہ فضل حسین صاحب وارثی کو ہنسی آگئی ——— آخر خادمِ خاص
اوگھٹ شاہ صاحب نے ان صاحب کو سرکار میں پیش کر دیا ——— جب سرکار
وارث پاک نے ان صاحب کی روداد سنی تو فرمایا :

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ۔

Marfat.com

"اچھا اچھا تین برس اور پڑھو، پھر معاف ہو جائے گی۔"

یہ سنکر وہ خوش خوش واپس آئے اور بڑی پابندی سے نماز پڑھنے لگے ——— دن گنتے رہے ——— گنتے رہے ——— آخر ٹھیک تین سال بعد ان کی نماز واقعی معاف ہو گئی ——— اور ہمیشہ کے لئے معاف ہو گئی! یعنی ٹھیک تین سال بعد ان کا انتقال ہو گیا ——— نتیجہ یہ نکلا کہ آخر دم تک نماز معاف نہیں ہو سکتی! خود سرکار وارث پاک آخر وقت تک نماز وقت پر ادا فرماتے رہے بلکہ وصال کے قریب جب استغراق زیادہ بڑھ گیا تو ایک وقت کی نماز ادا کر چکنے کے بعد بھی وہی نماز بار بار ادا کرتے سے

جس کو کہتے ہیں تری یاد میں گم ہو جانا!
وہ بھی اک سلسلۂ باخبری ہے اے دوست

نماز کی زیادتی دیکھ کر اگر کوئی کہتا کہ ——— حضور! ابھی تو پڑھ چکے ہیں، تو آپ فرماتے:

"خیر! پھر پڑھ لی، اس میں تمہارا کیا حرج ہوا؟" [۱]

اس سے نماز کے ساتھ آپ کے بے پناہ عشق کا پتہ چلتا ہے، آپ نے اپنے مریدوں کو بھی پرزور الفاظ میں ہدایت فرمائی ہے کہ:

"ہر شخص پر اتباعِ سنت ——— اور پابندئ شریعت لازم ہے۔"

حج کا شوق

آپ نے کل سترہ حج کئے اور تمام حج آپ نے اس سادگی سے کئے کہ نہ تو مریدوں کا قافلہ آپ کے ساتھ تھا ——— نہ کوئی خادم ہمرکاب تھا ——— نہ

---

[۱] حیاتِ وارث از منعم بیگ وارثی

Marfat.com

کوئی سامانِ سفر ساتھ لیا ــــــ نہ سواری کا خیال کیا ــــــ نہ موسم کی خرابی کا غم ــــــ نہ راستے کی مشکلات کا کھٹکا ــــــ جب عشقِ الٰہی نے جوش مارا ــــــ عاشقِ صادق نے اپنا کمبل اٹھایا ــــــ اور پیدل دیارِ حبیب کی طرف چل دیا ــــــ مکّے کے راستے کے ہر ذرہ کو آنکھوں سے لگایا اور راہِ مدینہ کے ہر خار کو سر کا تاج بنایا[1] آپ فرماتے تھے :

"خانۂ کعبہ کی زیارت کا شوق تو سبھی کو ہوتا ہے مگر صاحبِ خانہ کے دیدار کا شوق ہزاروں میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے" ؎

کہتے ہیں جس کو جنت وہ اک جھلک ہے تری
سب واعظوں کی باقی رنگیں بیانیاں ہیں

"حاجی صاحب" کا لقب

اس ذوق وشوق اور اس قدر کثرت سے حج کرنے کے باوجود آپ نے اپنے نام کے ساتھ کبھی ــــــ حاجی ــــــ کا لفظ تک نہ لکھوایا ، نہ کبھی خود کو ــــــ حاجی ــــــ کہلوایا مگر من جانب اللہ ایسی شہرت عام ہوئی کہ ساری مخلوقِ خدا آپ کو از خود ــــــ "حاجی صاحب" ــــــ کہنے لگی ، ہند و پاکستان کے کسی حصہ میں چلے جائیے ، جہاں فقراء کا ذکر ہوگا تو ــــــ حاجی صاحب ــــــ سے مراد صرف اور صرف ــــــ حاجی وارث علی شاہ صاحب ــــــ کی ذاتِ گرامی ہی ہوگی ۔

حقیقت یہ ہے کہ ربِ کعبہ نے ــــــ احرام ــــــ کی طرح ــــــ "حاجی صاحب" ــــــ کا معزز خطاب بھی آپ ہی کی ذاتِ خاص کے لئے مخصوص کر دیا تھا[2]

---

[1] تعارف ، بیدم وارثی [2] انوار اولیاء ، ادریس جعفری

Marfat.com

چنانچہ پہلے حج کے موقع پر آپ نے جو احرام باندھا تو اس میں وہ تجلیاتِ الٰہیہ نظر آئیں کہ پھر اس عاشقانہ لباس کو آپ نے کبھی اپنے جسم سے جدا نہ کیا - اسی کے ساتھ حج بیت اللہ کی تمام پابندیوں کو ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر حاوی کر لیا —— گویا حاجی صاحب قبلہ نے اپنی ساری عمر ہی لباسِ حج میں حالتِ حج کے اندر گزار دی اس طرح زندگی بھر فیوضاتِ حج سے سرشار رہے۔ آخر —— احرام شریف —— ہی سلسلہ وارثیہ کا "خرقۂ خاص" قرار پایا، نیز اسی نسبتِ خاص کے سبب جو سیدنا وارثِ پاک کو ربِ کعبہ کے ساتھ حاصل تھی، وارثیوں کو حج کی سعادت زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ اپنی تعداد کے لحاظ سے ہر مقام پر وارثیوں میں حاجی زیادہ ملیں گے۔

روزہ کی عادت

سرکار وارثِ پاک نے چودہ سال کی عمر میں رمضان شریف کے روزوں کے بعد شش عید کے روزے رکھے تو اسی سلسلے میں —— دائم الصوم —— ہو گئے —— اور 'یوم وصال' کے روزے رکھنے لگے، دوسرے تیسرے اور کبھی پانچویں دن روزہ افطار کرتے تھے اور جب آپ نے حجازِ مقدس کا سفر کیا تو متواتر سات سات روز کے بعد افطار فرماتے تھے مسلسل اٹھارہ سال تک آپ اسی طرح ہفت روزہ افطار فرماتے رہے، افطار بھی نہایت قلیل اور سادہ غذا سے ہوتا تھا۔ سالہا سال گولر کی ابلی ہوئی ترکاری سے بھی افطار فرمایا، آپ یہ سنت حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی ادا فرماتے تھے کیونکہ طبعاً آپ کی کیفیات حضرت صابر کلیری سے بہت زیادہ مطابقت رکھتی تھیں چنانچہ سلسلۂ صابریہ میں حضرت صابر صاحب کے بعد اگر کوئی مقدس ذات اس پائے کی ہوئی ہے تو وہ صرف اور صرف —— حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب —— ہی کی ذات ہے[1]

---

[1] انوار الاولیاء از سید رئیس احمد جعفری

Marfat.com

۵ تو شمعِ حقیقت کی اپنی ہی جگہ پر ہے
فانوس کی گردش میں کیا کیا نظر آتا ہے

سنت کی پیروی

سنت کی پیروی میں آپ شدت فرماتے تھے ——— کثرتِ نوافل سے آپ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جاتے تھے اور ان سے خون بہنے لگتا تھا۔ زندگی بھر سنت کے مطابق ہمیشہ سیدھی کروٹ لیٹے جس سے سیدھے پہلو پر زخم کے نشان پڑ گئے تھے ——— کھانا خواہ برائے نام چکھا مگر سنت کے مطابق خلال ضرور فرمایا۔ سنت کی پابندی کے طور پر دن میں قیلولہ بھی فرماتے۔ خواہ حالات کیسے ہی ناسازگار ہوتے آپ ہر حال میں سنت پر عمل فرماتے ——— چنانچہ سخت ترین سردی کے موسم میں بھی جمعہ کے دن غسل فرماتے حتیٰ کہ جمعہ کو بارش بھی ہو رہی ہوتی تب بھی آپ غسل ضرور فرماتے ——— سنت کی باریکیوں پر آپ کا عمل تھا ——— چنانچہ ریش مبارک میں روزانہ باقاعدہ طور پر شانہ ہوتا تھا۔ سرمہ بھی عین سنت کے مطابق سیدھی آنکھ میں تین سلائی اور الٹی آنکھ میں دو سلائی لگایا جاتا تھا ——— آپ نے کسی سنت میں کبھی ذرہ بھر ردوبدل پسند نہ فرمایا ——— تین دن سے زیادہ کبھی کسی کے یہاں مہمان نہ ٹھہرے اور اپنے میزبان سے کسی فرمائش کا اشارہ تک نہ فرمایا غرضیکہ اتباعِ سنت کو آپ نے اپنے عمل سے اس نقطۂ عروج تک پہنچایا جو اسلاف کا معراجِ کمال ہے۔

کھانے پینے کے آداب

جب کبھی پیاس لگتی تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ ——— پانی لاؤ! ——— یا ——— پانی پلاؤ! ——— کیونکہ اس میں سوال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ تو سنت کے عین مطابق فرماتے:

" پانی پی لیں " ——— یا ——— پانی پی لوں "

اگر خادم نے عرض کیا کہ ——— ابھی تو آپ نے پانی پیا تھا ——— تو آپ چپ ہو جاتے ——— اور اگر وہ پلا دیتا تو پی لیتے ——— اس سے آپ کی کمال درجہ کی تسلیم و رضا کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

ہمیشہ سنت کے مطابق سر ڈھانک کر ——— اور ——— اکڑوں بیٹھ کر ——— کھانا تناول فرماتے ——— لذیذ کھانوں کی طرف کبھی رغبت نہ فرماتے ——— پہلے ہی معلوم کر لیتے کہ ——— دال کس میں ہے؟ یا پھر شوربے کے پیالے میں روٹی توڑ کر ——— ثرید ——— بنا لیتے جسے تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ——— "خیر الطعام" سے تعبیر فرمایا ہے۔

مرید بڑے چاؤ سے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر لاتے ——— ان سب کا دل رکھنے کے لئے آپ سب کھانوں میں سے تھوڑا تھوڑا لیکر ایک پیالے میں گڈ مڈ کر لیتے، پھر ایک دو لقمے تناول فرما لیتے جس سے کسی خاص ذائقہ کا پتہ نہ چلتا، اخیر زمانہ میں تو زبان سے ذائقہ کی لذت کا احساس ہی فنا ہو گیا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ مریدوں کی خوشی کی خاطر دودھ چاول چکھے اور شکریے کے طور پر فرمایا:

" دال اچھی پکی ہے "

صوفیاءِ کرام نے اسی کو ——— ترکِ صادق ——— کہا ہے

یہ مجاہدہ بہت سخت ہے کسی کسی خوش نصیب کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

خاص غذا

آپ کی غذا بہت سادہ اور نہایت قلیل تھی جس کی مقدار شروع میں ۵ تولہ تھی جس میں کمی ہوتے ہوتے ۱۹۰۱ء میں یومیہ غذا صرف ایک تولہ کے قریب رہ گئی تھی، وہ بھی خادم کی ضد سے کھائی ورنہ ہفتہ ہفتہ بھر کچھ نہ چکھا ——— اصل میں آپ کی غذا ——— ذکرِ الٰہی ——— تھی۔

Marfat.com

اللہ کا نام

ایک مرتبہ سرکارِ اقدس لکھنؤ کے مشہور بزرگ ——— شاہ مینا علیہ الرحمۃ ——— کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ شاہ فضل حسین صاحب وارثی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا :

"فضل حسین! تھوڑے سے بتاشے مول لیتے آؤ"

انہوں نے عرض کی ——— اگر اجازت ہو تو کوئی اور مٹھائی بھی لیتا آؤں ؟

آپ نے جواب دیا :

"نہیں بتاشے اچھی چیز ہے ——— اس کے کھانے سے جو چرچراہٹ ہوتی ہے اس سے ——— اللہ کا نام نکلتا ہے"

زاہد کی تعریف

آپ سے کسی نے زہد کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا :

"دو چار فاقوں کے بعد نمک کے ساتھ روٹی کھانے کا نام زہد نہیں بلکہ زاہد وہ ہے جو دنیا سے پرہیز کرے ——— خواہشات کو روکے اور مرادوں کو بھول جائے۔ بھوک اور شکم سیری کا اس پر یکساں اثر ہو، کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو تو مطمئن رہے اور جب کوئی چیز آ جائے تو اسے دینے کے لیے دل بے چین ہو"[1]

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام منزلیں سرکارِ عالی وقار خود طے کر چکے تھے چنانچہ تمام عمر منشائے الٰہی سے اختلافات کا کبھی اشارہ تک نہ کیا اور نہ مرضی مولا کے خلاف کوئی قدم اٹھایا۔

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ

Marfat.com

تعویذ گنڈے کی ممانعت

سرکارِ وارثِ پاک عشقِ الٰہی سے سرشار تھے اس لئے طبعاً ——— تعویذ، گنڈوں، چلے، وظیفوں اور عملیات کے قطعی خلاف تھے، خود فرماتے تھے :

" ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام ہے اور رضائے شاہدِ حقیقی کے سامنے سرخم کرنا فرضِ عین ہے "

چنانچہ اپنے اسی مشرب کے مطابق آپ نے اپنے خرقہ پوشوں کو بھی سختی سے یہی ہدایت فرمائی کہ :

" فقیر کو چاہیئے کہ نہ گنڈا کرے ——— نہ تعویذ دے ——— ! "

کیونکہ وہ 'اہلِ رضا' جو محض اللہ کی ذات خاص پر کامل توکل کرتے ہیں ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ذاتِ الٰہی کے ماسوا دوسرے اسباب کا خیال تک دل میں نہیں لاتے اور محض راضی بہ رضائے الٰہی رہتے ہیں [1]

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا
کہ یہ شیوہ نہیں اہلِ رضا کا (حسرت موہانی)

درود شریف کی ہدایت

اگر کوئی شخص ورد و وظیفہ پڑھنے کی اجازت چاہتا تو آپ عام طور پر صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت دیتے اور فرما دیتے کہ اللہ کے واسطے پڑھنا، دنیا کے واسطے نہ پڑھنا، چنانچہ ایک مرتبہ قاسم جان صاحب انسپکٹر پولیس نے اصرار کیا کہ کچھ پڑھنے کی اجازت دے دی جائے ——— سرکارِ والا نے درود شریف کی اجازت دے کہ فرمایا :

---

[1] حیاتِ وارث از شید الکھنوی

Marfat.com

"اللہ کے واسطے پڑھنا ——— دنیا کے واسطے نہ پڑھنا"

انسپکٹر صاحب اس وقت ڈپٹی کلکٹر نامزد ہونے والے تھے انہوں نے اسی لئے پڑھنا شروع کیا ——— نتیجہ یہ ہوا کہ انسپکٹری سے بھی معزول ہو گئے۔

غرضیکہ ہر کس و ناکس کو بجز درود شریف کی اجازت کے اور کچھ پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے ——— ایک پرانے مرید نے عرض کیا کہ:

"حضور ہمارا ایمان ہے کہ محبت ایک عطائی نعمت ہوتی ہے جسے محنت سے حاصل نہیں کیا جا سکتا ——— لیکن کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے کہ محبت نہ سہی ——— محبتِ الٰہی ——— کی طرف دل کی رغبت ہو جائے؟"

آپ نے مسکرا کر جواب دیا:

"اگر محبتِ الٰہی کا بہت شوق ہے تو یہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ۔

اس کے پڑھنے سے دل نرم ہو جاتا ہے اور محبت اثر کرنے لگتی ہے[1]

قرآنِ پاک سے محبت

سرکارِ وارثِ پاک کو علم القرآن پر بڑا عبور حاصل تھا، ساتوں قراتوں کے ماہر تھے خصوصاً ضادی اور مصری قراتوں کا بہت شوق تھا۔ شروع زمانہ میں پورا کلام مجید روزانہ ختم فرما لیا کرتے تھے حتٰے کہ سفر میں ایک کوس میں تین پارے اور دس کوس

---

[1] حیاتِ وارث از شیدا وارثی

Marfat.com

میں پورا کلامِ پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔ روزانہ بعد نمازِ ظہر باقاعدگی سے تلاوت فرمایا کرتے تھے، بچوں کے ختمِ قرآن پر جو دھوم دھام ہوتی تھی اس سے آپ بہت خوش ہوتے تھے [1]

محرم الحرام کا احترام

آستانۂ عالیہ میں محرم الحرام میں خیرات کثرت سے ہوتی تھی، لنگر اور شربت کی سبیل جاری رہتی تھی، خاص طور پر اس ماہ میں آپ کلامِ پاک کی تلاوت بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ غم کی ایک خاص کیفیت آپ پر ہمہ وقت طاری رہتی تھی۔ تعزیوں کو دیکھ کر چہرۂ انور کی حالت متغیر ہو جاتی۔ صحیح روایات کے ساتھ ذکرِ شہادت سنا کرتے اور ایسے مرثیے بھی سننا پسند فرماتے جن میں کربلا والوں کی شجاعت کا ذکر ہوتا مگر جب ماتم یا بَین وغیرہ کا کوئی بند آجاتا تو فرماتے:

" یہ غلط ہے، وہ لوگ تسلیم و رضا پر قائم تھے ——— !"

گیارہویں شریف کا اہتمام

گیارہویں شریف کی تقریبات سے آپ کو خاص رغبت تھی، خود اپنے یہاں گیارہویں شریف کا اہتمام فرماتے تھے۔ اگر فاتحہ کے لئے کوئی شیرینی لاتا تو آپ خود فاتحہ دیا کرتے [2]

میلاد شریف میں قیام

میلاد شریف کی محفلوں سے آپ کو عشق تھا ضعیفی سے پہلے تو آپ ایسی نورانی محفلوں میں خود چل کر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ——— ذوق و

---

[1] معارفِ وارثیہ از فضل حسین وارثی   [2] معارفِ وارثیہ از فضل حسین وارثی

Marfat.com

شوق سے سلام پڑھتے تھے ——— ادب سے قیام فرماتے تھے ———
اس کے بعد آخر وقت تک آپ خود اپنے یہاں میلاد کی محفلیں منعقد فرماتے رہے [1]

آپ کے ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ کے مرید باصفا خواجہ محمد اکبر وارثی نے ——— میلادِ اکبر ——— تصنیف کی جسے اللہ پاک نے وہ قبول عام بخشا کہ آج ہند و پاک کے بچہ بچہ کی زبان پر ان کی نعتیں اور سلام سے

"یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک"

رواں ہے ——— آج تک نہ کوئی سلام اس قدر پڑھا گیا اور نہ سنا گیا [2]

طریقت کا ادب

سرکارِ وارثِ پاک کی پاکیزہ زندگی ادب کے مہکتے ہوئے پھولوں کا حسین گلدستہ تھی چنانچہ آپ ساری عمر اپنے مولا کے حضور باادب رہے، زندگی میں نہ کبھی آلتی پالتی مار کر بیٹھے ——— نہ کبھی پیر پہ پیر رکھا ——— اور نہ ہی کبھی پاؤں پھیلاتے ——— بلکہ اکثر نماز جیسی حالت میں بیٹھے رہتے تھے ——— بہت کیا تو دایاں ہاتھ سہارے کے لئے زمین پر ٹیک لیا، نشست میں نہ کبھی زیرِ کمر مسند لگائی ——— نہ سہارے کے لئے پہلو میں کبھی تکیہ رکھا ——— انتہا یہ کہ آرام کی خاطر آپ نے کبھی زمین سے پیٹھ تک نہ لگائی اور ہمیشہ یہی ہدایت فرمائی کہ:

"مرید کی ترقی کا زینہ ادب ہے" [3]

اور ——— ادب یہ ہے کہ راہِ طلب میں فقیر ننگے سر اور ننگے پیر رہے!

چنانچہ آپ راہِ طلب میں ساری عمر ننگے سر اور ننگے پیر چلتے رہے، اس سلسلے میں فرماتے تھے کہ:

---

[1] مشکوٰۃ حقانیہ۔ از فضل حسین وارثی [2] نعتیہ شاعری از ڈاکٹر فرمان فتحپوری

[3] منہاج العشقیہ از شیدا وارثی

Marfat.com

" جوتا، ٹوپی تو فقط آرام کے لئے پہنتے ہیں اور فقیر کو تو آرام اور تکلیف برابر ہے "

چنانچہ آپ نے زہد و قناعت کی وہ شان دکھائی کہ آرام و آلام کا فرق ہی مٹ گیا ——— ! [1]

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ :

" خود بینی شریعت میں آدابِ بندگی کے خلاف ہے "

چنانچہ خود بینی و خود ستائی کے خلاف آپ نے آدابِ بندگی اس حد تک اپنایا کہ عاجزی و انکساری کی مکمل تصویر بن گئے !

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے عرض کیا کہ :

" میں اپنے کسی ذاتی کام سے اجمیر شریف گیا تھا ——— مگر جس کام کے لئے گیا تھا وہ کام بھی نہ ہوا اور ہوٹل سے میرے کپڑوں کا بکس بھی چوری ہو گیا "

آپ نے جب یہ واقعہ سن لیا تو دریافت فرمایا :

" کیا اجمیر شریف کے دورانِ قیام خواجہ صاحب کے سلام کو بھی گئے تھے ؟ "

مرید نے عرض کیا کہ :

" ایسی الجھنوں میں پھنسا رہا کہ درگاہ شریف تک جانے کی فرصت ہی نہ مل سکی "

اس پر آپ نے فرمایا :

" اسی بے ادبی کی یہ سزا ملی "

اس کے بعد آپ نے سمجھایا کہ :

---

[1] منہاج العشقیہ از شیدا وارثی

Marfat.com

"طریقت کا ادب یہ ہے کہ جس شہر میں ایک رات بھی ٹھہرے وہاں کے مشہور اولیاء اللہ کے مزارات پر ضرور حاضری دینی چاہیے"۔

خود آپ کا یہ دستور تھا کہ آپ جس بستی میں وارد ہوتے تو وہاں کے اولیاء کرام کے مزارات پر ضرور تشریف لے جاتے ——— نیز بستی کے عام قبرستان میں بھی فاتحہ پڑھنے ضرور جایا کرتے تھے [1]

ایک موقع پر مثنوی شریف پڑھتے ہوئے خصوصیاتِ ادب کا ذکر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا :

" ادب کا خاصہ یہ بھی ہے کہ ——— آدمی وعدہ کرتا ہے تو یاد رکھتا ہے ——— اور احسان کرتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے"۔

آدابِ محبت ——— کے سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ :

" محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو دیکھے اچھی معلوم ہو" [2]

وضعداری

اور بھی تلخ ہو گیا جینا
وضعداری کا جب خیال آیا

سرکارِ وارث پاک نے وضعداری کے پردے میں سخت سے سخت مجاہدہ سر کیا پابندئ وضع کا یہ عالم تھا کہ جو بات ایک بار آپ سے سرزد ہو گئی پھر وہ ہمیشہ کے لئے آپ کی مستقل عادت بن گئی تھی کہ روزمرہ کی ذرا ذرا سی باتوں میں بھی وضع کی پابندی کا خیال رکھا اور ہر حال میں اپنے قول و فعل کو نبھا کر اپنی وضعداری کا ثبوت دیا۔ اپنے اصولوں کی بڑی سختی سے پابندی فرماتے تھے غرضیکہ اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، نہانے، دھونے ہر کام میں سختی سے وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتے تھے

---

[1] معارفِ وارثیہ [2] مشکوٰۃ حقانیہ

Marfat.com

حتی کہ سفر کے دوران بھی معمولات کی پابندی فرماتے تھے۔

وضعداری کا پھل

آپ اپنے مریدوں کو بھی وضع کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے —— چنانچہ جب کسی باہمت مرید نے اس کی پابندی کی تو آپ نے اس پر لطف و کرم کی بارش فرمادی —— چنانچہ اس سلسلہ کا ایک حیرت ناک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

عظیم آباد کے ایک وکیل محمد یحییٰ صاحب وارثی ہمیشہ سے اپنے دستور کے مطابق مخصوص تاریخوں میں بڑی پابندی سے سرکار میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں مخصوص تاریخوں میں ان کی بیٹی کو ناگاہ ہیضہ ہوگیا اور اس کی جان کے لالے پڑ گئے مگر وکیل صاحب اپنی بیمار بیٹی کو اسی دگرگوں حالت میں چھوڑ کر اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور دستور کے مطابق سرکار میں حاضر ہوگئے۔ دوسرے دن عظیم آباد سے ڈاکٹر اسد علی خاں صاحب کا تار آیا کہ —— لڑکی کا انتقال ہوگیا —— جب وکیل صاحب کی بیٹی کی موت کی خبر سرکارِ عالم پناہ تک پہنچی تو آپ نے وکیل صاحب کو پاس بلا کر فرمایا :

"وکیل صاحب! تم نے تو اپنی وضعداری دکھادی —— لیکن اکثر مریضوں کو سکتہ بھی ہوجاتا ہے اور تیماردار سمجھتے ہیں کہ مر گیا۔"

اس وقت تو حاضرین نے سرکارِ اقدس کی اس گفتگو کا مطلب نہ سمجھا مگر تیسرے دن وکیل صاحب کے برادرِ نسبتی —— نواب سید امداد امام صاحب کا خط آیا کہ —— مرنے کے چھ گھنٹے بعد لڑکی زندہ ہوگئی اور اب اچھی ہے [1] اور یہ بالکل وہی وقت تھا جب سرکارِ عالم پناہ کی زبانِ اقدس سے حیات افروز

---

[1] حیاتِ وارث از رشید لکھنوی

Marfat.com

الفاظ صادر ہو رہے تھے۔

فقر و رضا

سرکارِ وارثِ پاک تمام عمر راضی برضائے الٰہی رہے ——— آپ فرمایا کرتے تھے :

" محبوب کی شکایت مذہبِ عشاق میں کفر ہے "

چنانچہ ——— " فقیر کو چاہیئے کہ ہر حال میں خوش رہے "

کیونکہ ——— " معشوق کا ترسانا اور حجاب وعتاب ہی رحم وفضل ہے "

اس لیئے ——— " اپنی تکلیف کسی سے بیان نہ کرے ——— خدا سب دیکھتا ہے "

اور پھر بھلا ——— " معشوق کی دی ہوئی تکلیف کسے میسّر آتی ہے "

اس لئے ——— " عاشق کو لازم ہے کہ سَر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی تو غیر نہیں "

اپنے مریدوں کو آپ یہی سمجھاتے تھے کہ :

" تکلیف و راحت سب خدا کی جانب سے ہے تو پھر شکایت کس سے کرو گے ! "

اور خود زندگی بھر آپ کا یہ عمل رہا کہ :

نہ کبھی گرمی کی شکایت کی ——— نہ سردی کا شکوہ کیا ———

نہ کبھی صحت کی آرزو کی ——— نہ کسی بیماری کا ذکر کیا ——— !

کیونکہ آپ کا قول تھا کہ :

" عاشق کا منصب یہ ہے کہ معشوق کے آگے سرِ تسلیم خم رہے جیسے غسال کے ہاتھ میں مردہ بے اختیار ہوتا ہے "

اور ——— " تسلیم و رضا تو جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے اور خیر تو خیر ہی ہے "

Marfat.com

اپنے مریدوں کو آپ تعلیم فرماتے تھے کہ :

"معشوق کی جفا کو عاشق عطا سمجھتا ہے "

کیونکہ ——— "رضائے یار عاشق کا ایمان ہے "

خود آپ نے اپنی تمام زندگی میں کبھی منشائے الٰہی سے اختلاف کا اشارہ تک نہ کیا حتیٰ کہ دعا اور بد دعا تک سے احتراز فرمایا ؎

نہ مانگ زاہد ناداں ذرا سمجھ تو سہی
شکائتیں ہیں یہ کس کی دعا کے پردے میں

تسلیم و رضا کے معیار کو آپ نے اس قدر بلند فرمایا کہ ارشاد ہوتا تھا :

"فقیر کو چاہیئے کہ اللہ سے بھی نہ مانگے ——— کیا وہ نہیں جانتا جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے "

سچ فرمایا ؎

نگہِ یار کے مخصوص اشاروں کے سوا
مذہبِ عشق نہیں ہے کفر نہ ایمان کوئی

اپنے فقیروں کو آپ دنیا سے بے نیازی کا سبق دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے :

"فقیر کو کسی سے ناخوش نہ ہونا چاہیئے اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہے یا ناخوش "

کیونکہ ——— "عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے نہ ملامت سے رنجیدہ "

اسطرح ——— "عاشق سب کو چھوڑتا ہے تو یار سے ملتا ہے "

اور سچ تو یہ ہے کہ ——— "فقیر وہ ہے جس کے پاس سوائے خدا کے کچھ نہ ہو " [1]

---

[1] حیاتِ وارث ۔ مشکوٰۃ حقانیہ ۔ تذکرۂ اولیاء از سید رئیس احمد جعفری

Marfat.com

آفتابِ ولایت کا نورانی سراپا شریف

کتنے روشن ہیں وہ عارض، کتنے شیریں ہیں وہ لب
راستہ کٹ جائے گا ذکرِ بتاں کرتے چلو

چہرہ ——— کتابی، شگفتہ اور نورانی!

پیشانی ——— کشادہ، بینی ——— بلند

دہن ——— تنگ، ہونٹ ——— گلابی، باریک اور نازک جن پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔

آنکھیں ——— عقابی، شرمیلی اور شرابی "جیسے دو کوثر کے پیالے۔"

پلکیں ——— دراز جیسے چہرہ انوار الٰہیہ کی چلمنیں۔

دانت ——— نہ بہت چھوٹے، نہ بڑے بلکہ متوسط جیسے سچے موتیوں کی چمکدار لڑیاں۔

سر کے بال ——— بل کھائے ہوئے، چمکدار، کبھی نرمۂ گوش کبھی شانے تک۔

ہتھیلیاں ——— گداز اور پُرگوشت۔

انگلیاں ——— لمبی لمبی، پتلی پتلی۔

ہاتھ ——— لانبے۔

شانے ——— گول۔

سینہ ——— آئینہ کی طرح صاف و شفاف۔

گردن ——— نہایت خوشنما اونچی۔

سرِ مبارک ——— سب میں سربلند۔

بھویں ——— دراز، محراب دار۔

پلکے مبارک ——— متوسط۔

تلوے ——— پھول کی طرح نرم و نازک، آئینہ کی طرح صاف، شفاف ؎

Marfat.com

ہاتھوں کی انگلیوں کی مجموعی ہیئت ——— پنجۂ شیر کی مانند۔

قدِ رعنا ——— بلند و بالا، ہر مجمع میں سر بلند رہنے والا۔

تمام اعضاء ——— مجموعی طور پر نہایت موزوں، متناسب اور سڈول، نور کے سانچے میں ڈھلے ہوئے۔

شخصیت ——— نہایت پرکشش، مؤثر اور مرعوب کن، کبھی جلالِ الٰہی کا نمونہ، کبھی جمالِ خداوندی کا آئینہ۔ [1]

پائے مبارک ـ نازک پھول، شفاف آئینہ

سیدنا وارثِ پاک کے بارے یہ مشہور تھا کہ تمام دنیا کا پیدل سفر کر ڈالا مگر نہ پاؤں میں گٹھا پڑا، نہ تلوے کھردرے ہوئے بلکہ آپ کے پاؤں کے تلوے ماں کی گود میں رہنے والے بچے کے تلوے سے بھی زیادہ ملائم تھے ——— جیسے نازک پھول، شفاف آئینہ ——— آپ دور دراز کا پیدل سفر کرتے ہوئے واپس آتے تو پائے مبارک صاف شفاف دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے [2]

بارہا امتحاناً آپ کے راستے میں پانی پھیلا کر کیچڑ پیدا کر دی گئی اور آپ کی نشست گاہ پر سفید فرش بچھا دیا گیا مگر آپ کیچڑ پر سے ننگے پاؤں چل کر جب سفید چاندنی پر پہنچے تو اس پر مطلق کوئی داغ دھبہ نہ آیا [3]

چنانچہ اسی قسم کا ایک واقعہ ملیح آباد میں پیش آیا ——— جب آپ ملیح آباد تشریف لے گئے تو جوش ملیح آبادی کے والد بزرگوار ——— بشیر احمد خاں وارثی نے بڑی عقیدت سے آپ کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور اپنے خاندان والوں کو آپ سے بیعت کرایا ——— اس کے بعد ملیح آباد کے تعلقدار محمد احمد خاں صاحب وارثی نے باصرار آپ کو اپنے مکان پر مدعو کیا چنانچہ جب آپ وہاں تشریف لے گئے

---

[1] معارفِ وارثیہ از مولوی فضل حسین وارثی۔

[2] حیاتِ وارث از شیدا لکھنوی [3] وسیلۂ بخشش از مرزا قاسم جان وارثی

تو ان کی مستورات نے یہ سن رکھا تھا کہ سرکارِ پر انوار کے پاؤں خاک آلود نہیں ہوتے اور کیچڑ میں بھی صاف شفاف رہتے ہیں چنانچہ آزمائش کے لئے سفید چاندنی بچھا کر راستے میں پانی چھڑکوا دیا ——— جب سرکارِ عالی وقار کیچڑ پر چل کر سفید چاندنی پر پہنچے تو گھر والے یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ چاندنی صاف شفاف تھی ——— ذرا سا دھبہ تک نہ آیا تھا ——— اس وقت تشریف فرما ہو کر آپ نے صرف اتنا فرمایا:

" فقیروں کو آزمایا نہیں کرتے "

مرید باصفا محمد احمد صاحب تعلقدار کو جب اس جملے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اپنے گھر والوں پر بہت برہم ہوئے [1]۔

جنوں کی آزمائش کرنے والو !

محبت ماورائے امتحاں ہے (کاوش)

خوشبوئے سیادت

ایک خاص بات جو ہر وقت محسوس کی جاتی تھی وہ آپ کے جسمِ اطہر کی ——— خوشبوئے دل آویز تھی جس کو دنیا کی کسی خوشبو سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی ——— سیادت ——— کی اس مشک بیز خوشبو کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ آپ کے جسمِ اطہر سے جو کپڑا چھو جاتا وہ بھی اس خاص خوشبو میں رچ بس جاتا تھا۔ آج بھی اس تیز خوشبو کا یہ اثر قائم ہے کہ مزارِ مبارک پر چڑھائی جانے والی چادریں اپنی اصلی خوشبو کھو کر اس خاص خوشبو میں بس جاتی ہیں جو آپ کے جسمِ اطہر میں رچی بسی ہوئی تھی - موجودہ دور میں یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے [2]

---

[1] پیغامِ اتحاد از حیاتِ وارث لکھنوی۔ [2] معارفِ وارثیہ از مولوی فضل حسین وارثی -

Marfat.com

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا

دیوے شریف میں عرس شریف کے موقع پر درگاہِ عالی کے آس پاس منوں مٹھائی، مصری، بتاشوں اور گنڈیریوں کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں مگر تمام عرس گاہ میں دور دور تک کہیں ایک مکھی بھی نظر نہیں آتی، یہ ہمیشہ کا تجربہ ہے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں —— اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ کا ہر سانس ذکرِ الٰہی سے مشکبار تھا اور آپ کا ہر لمحہ —— یادِ الٰہی —— سے پر بہار تھا —— آپ کی زندگی نفاست اور لطافت کا مہکتا ہوا گلزار تھی۔ آپ کی حد سے فزوں نفاست پسندی کی یہ ایک تابناک مثال ہے

Marfat.com

سرکارِ وارثِ پاک کی شانِ عیسوی

عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (الحدیث)

ترجمہ: " میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں "

یہاں علماء سے مراد علماءِ حق ہیں جو درا صل اولیاءِ کرام ہی ہیں، وہ انبیاءِ سابقین کے قدم پر ہوتے ہیں یا ان کے قلب پر ہوتے ہیں ——— یعنی فطری طور پر وہ انہیں روحانی اقدار سے نسبت رکھتے ہیں جو انبیاءِ سلف کا طرۂ امتیاز تھیں، چنانچہ جو ولی جس نبی کی فطرت پر ہوتا ہے، وہ اس کی روحانی اقدار کا وارث ہوتا ہے، اس وراثتِ روحانی کا اظہار ولی کی عادات واطوار سے ہوتا ہے ——— اسی اصول کے مطابق حضرتِ صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت موسوی تھی اور سیدنا وارث پاک کی شان عیسوی تھی۔

چنانچہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع کے سلسلے میں احادیث میں منقول ہے:

" آپ کے لباس میں زرد رنگ کی دو چادریں بصورتِ احرام تھیں ——— بال چمک دار اور تا بدوش دراز ——— رنگ صبیح، سرخی مائل ——— ننگے سر، ننگے پاؤں ——— فرشِ خاک بستر ——— اینٹ یا پتھر کا تکیہ زیرِ سر رہتا تھا ——— ! "

اس طرح حضرتِ عیسےٰ علیہ السلام تجرید کامل کا نمونہ اور حقانیت کا مجسمہ تھے ——— یہی آثارِ عیسوی اور صفاتِ روح اللّٰہی بصورتِ دیگر سیدنا وارثِ پاک میں روشن نظر آتے ہیں چنانچہ سیدنا وارث پاک بھی زندگی بھر مجرد رہے، ہمیشہ زمین ہی کو اپنا بستر بنایا ——— کبھی تکیہ سرہانے نہ لگایا، راہِ فقر میں ہمیشہ ننگے سر اور ننگے پاؤں چلتے رہے، زہدِ کامل کا نمونہ بن کر ساری زندگی ایک احرام میں گزار دی ——— اس طرح آپ نے اس اصولِ تصوف کو ثابت کر دکھایا کہ ——— " امتِ محمدی کے اولیاءِ کرام ——— انبیاء علیہم السلام کے آثار ہوتے ہیں "

Marfat.com

یہ بات احادیثِ صحیحہ سے بھی ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا:

"تم ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی مثل ہو"

چنانچہ امتِ محمدی میں کوئی ولی شانِ عیسوی کا حامل ہوتا ہے تو کوئی جاہ وجلالِ موسوی کا مالک ہوتا ہے! ——— کسی سے اوج و کمالِ ابراہیمی ٹپکتا ہے تو کسی سے حسن وجمالِ یوسفی جھلکتا ہے ——— لیکن یہ سب دراصل شانِ مصطفٰے ہی کے مختلف کرشمے ہیں ؎

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ سیدنا وارثِ پاک اپنی مجموعی ہیئت کے لحاظ سے زرد احرام میں ملبوس امتِ محمدی میں چلتے پھرتے شانِ عیسوی کے مظہرِ اتم دکھائی دیتے تھے۔

Marfat.com

السلام اے پرتوِ مہرِ حقیقت السلام

السلام اے مطلعِ انوارِ وحدت السلام

Marfat.com

وصالِ حق

اخیر عمر میں ضعیفی اور کمزوری کے سبب سیر و سیاحت تو موقوف ہو چکی تھی مگر آستانہ عالیہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا جس کا جی چاہتا بلا روک ٹوک سرکار میں چلا جاتا چنانچہ فتحپور کے ایک مجذوب درویش کی یہ بڑ رہا کرتی تھی :-

"یارو! ابھی دربارِ عام ہے ——— چلو! آستانے کا دروازہ
کھلا ہوا ہے ——— عنقریب دربارِ خاص ہوا چاہتا ہے ———
دروازہ بند ہو جائے گا" [1]

چنانچہ ایسا ہی ہوا ——— چند سے حکم ہو گیا کہ دروازہ بند رہا کرے ——— اب استغراق ہر وقت ہی طاری رہنے لگا تھا ؎

اوگھٹ جوگی وہی گنی جو اپنی سدھ بسرائے
گیان رہے اور دھیان رکھے اور سانس خالی جائے (اوگھٹ شاہ وارثی)

آخر ۱۹۰۴ء تک تو یہ نوبت پہنچی کہ استغراق ہمہ وقت محویت کی حد تک تجاوز کر گیا ——— آپ ہر وقت محوِ جمالِ یار رہنے لگے مگر اس گہرے استغراق کے باوجود یہ بات تعجب خیز تھی کہ جب کوئی طالبِ حق آتا تو آپ ہوشیار ہو جاتے اور کامل رہنمائی فرماتے کہ سائل کی تشفی ہو جاتی ——— دین و دنیا سنور جاتی۔ آپ نے اپنی بے حد بے حساب ضعف و علالت کے باوجود تبلیغ و تلقین کو کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی نہ فرمایا۔ زندگی کے آخری لمحات تک رشد و ہدایت کا فریضۂ محبت ادا فرماتے رہے ؎

اس میکدے میں بٹتی ہے روحانیت کی مے
اس میکدے سے کوئی بھی پیاسا نہ جائے گا

---

[1] انوارِ اولیاء از رئیس احمد جعفری

Marfat.com

اس سلسلے میں نہ کبھی مرض کی شدت کا عذر کیا نہ کسی دکھ تکلیف کا اشارہ تک فرمایا، ہر وقت ہر طالب حق کو اپنایا۔ ویسے بھی آپ کا صبر و تحمل تو مشہور ہی تھا، چہرے کا رنگ متغیر دیکھ کر لوگ آپ کا حال معلوم کرتے مگر آپ مرض کی اذیت کا اظہار تک نہ فرماتے۔ ڈاکٹر، حکیم لاکھ اصرار کرتے مگر آپ اپنی زبان سے بیماری کی کوئی علامت تک ظاہر نہ فرماتے۔ بس ہر ایک کے جواب میں صرف خداوند تعالےٰ کا شکر ادا فرماتے رہے —— اور لطف یہ کہ اپنے تیمارداروں کو آپ خود تسلی دیتے اور اپنی تکلیف کو بہر حال چھپاتے —— اور پھر دلداری کا یہ عالم کہ تیمارداروں کی خاطر ہر قسم کی دوا بھی پی لیتے حالانکہ اس کا فائدہ معلوم —— !

آخر الامر استغراق کے سبب گفتگو تک ترک فرمادی تھی۔ اگر خدام عرض کرتے کہ :-

" حضورؐ ! کھانا تناول فرمالیں "

تو ناخوش ہو کر جواب دیتے :-

" ابھی تو کھا چکے ہیں "

یا پھر یہ کہ نماز وقت پر ادا فرما چکے ہیں پھر کچھ دیر بعد کئی بار وہی نماز ادا فرماتے۔ اگر کوئی کہتا کہ :-

" سرکار، نماز تو پڑھ چکے ہیں "

تو آپ فرماتے کہ :-

" خیر! پھر پڑھ لی تو تمہارا کیا حرج ہوا!" [1]

اس طرح ضعیفی کے آزار اور بیماری کی اذیت کے عالم میں آپ نے اپنے روشن عمل سے ثابت کر دیا کہ واقعی —— نماز مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے —— اب بھلا کون وارثی ہوگا جو سرکار والا کے استغراق کے عالم میں اس عملی ثبوت کے باوجود نماز کی شرعی اور ظاہری ادائیگی سے بہ ہوش و حواس انکار کرنے کی

---

[1] حیاتِ وارث از مرزا منعم بیگ وارثی

Marfat.com

کرے گا؟

آخر ۱۸ر محرم کی شب آپہنچی۔ سرکارِ والا کی طبیعت ناساز ہونا شروع ہوئی پہلے زکام اور قدرے حرارت ہوئی۔ خادمِ خاص نے پوچھا :——"سرکار کا مزاج کیسا ہے؟"—— ارشاد فرمایا :——"الحمدللہ! اچھا ہے!"

۲۰ر محرم تک یہی کیفیت رہی، شب میں تا دیر ذکرِ شہدائے کربلا بطورِ خاص فرماتے رہے۔ دن بدن طبیعت زیادہ ناساز ہونے لگی تو خدام کو فکر لاحق ہوئی۔ آخر ۲۴ر محرم کو حکیم محمد یعقوب دربھنگہ سے بلائے گئے، سرکارِ والا نے انہیں دیکھ کر فرمایا :۔

"یعقوب! اب تو رہو گے"

حکیم صاحب نے عرض کی :——"حضور کی صحت یابی تک حاضر رہوں گا!"

یہ سنکر آپ مسکرا دئے اور فرمایا :

"اچھا! چلو ٹھہرو"

حکیم صاحب نے باہر آکر بتایا کہ حضور کا یہ جملہ —— اب تو رہو گے —— اور —— مسکرا دینا —— خالی از علت نہیں، میرے تو دل کی حالت دگرگوں ہے۔

اسی دوران نواب عبدالشکور صاحب وارثی نے حکم دیا کہ ایک روپیہ سے لے کر ایک لاکھ روپے تک دوا دارو کے لئے کوئی مانگے تو فوراً دیا جائے، نواب صاحب خود بھی اپنے ہاتھ سے دوائیں کوٹنے پیسنے میں اسطرح مشغول رہتے کہ اپنے کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا۔ دن رات ننگے سر ننگے پیر دوڑ دھوپ میں مشغول تھے، دیگر معتقدین آستانے کی ڈیوڑھی پر غرباء میں اناج بانٹتے —— کپڑے تقسیم کرتے —— کوئی نقد روپیہ خیرات کرتا اور کوئی بکرے ذبح کر کے صدقہ دیتا غرض حسبِ توفیق دن رات یہی سلسلۂ خیرات جاری رہتا۔

۲۶ر محرم کو شہر اٹاوے سے حکیم سلطان محمود صاحب آئے ——

Marfat.com

سرکارِ والا کی نبض مبارک دیکھی تو حیرت زدہ رہ گئے ——— کبھی نبض ایسی سست چلتی کہ وقتِ آخر معلوم ہوتا اور کبھی ایسی قوی چلتی کہ جیسی صحت مند نوجوان کی نبض ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بارشِ انوارِ الٰہی کے درمیان مشاہدۂ حق ہیں یہ جذبات باطنی کی برہمی اور روحانی کیفیات کی تغیر پذیری کے اثرات تھے۔

۲۷ محرم کی شب کو بخار بہت تیز ہو گیا، تھرمامیٹر لگایا تو ایک سو چار ڈگری بخار تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھر لگایا تو محض ۹۹ ڈگری حرارت رہ گئی، یہ دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے ——— اور لطف کی بات یہ کہ اس دگر گوں حالت میں لوگ کثرت سے مرید بھی ہو رہے تھے۔ تعلیم و تلقین کا کام بڑھ گیا تھا ——— مگر یہ فرضِ محبت بھی بحسن و خوبی ادا ہو رہا تھا ——— اور اسی کے ساتھ ساتھ شدتِ مرض کی اس بے چینی میں بھی آپ کی انگشتِ شمار بدستور چلا کرتی تھی۔

نہیں ہے بندۂ حق کیلئے جہاں میں فراغ

۲۸ محرم کو حالت ایسی نازک صورت اختیار کر گئی کہ منہ سے خفیف سی آواز تک نکلنا دشوار تھا ——— اسی دوران ایک ضعیفہ بیمار پرسی کو آئی اور تڑپ کر بولی : ——— میاں صاحب اب تو اچھے ہو جاؤ !" ——— یہ الفاظ کچھ اس قدر پر درد لہجہ میں اس عفیفہ نے کہے کہ حاضرین پر کیفیت طاری ہو گیا ——— چنانچہ اسی وقت سرکارِ والا نے سر مبارک اٹھایا ——— محبت سے دیکھا ——— اور شفقت سے فرمایا :۔

" گھبراؤ نہیں، ہم اچھے ہیں !"

اس طرح آن کی آن میں رندھی ہوئی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ ہمت افزا الفاظ دور کھڑے ہوئے لوگوں نے بھی بخوبی سنے اور وہ ضعیفہ بھی دور سے بلائیں لیتی ہوئی مطمئن واپس ہو گئی ——— اس لطفِ خاص کے قربان جائیے کہ ایسی نازک حالت میں بھی اپنے غلاموں کو مایوس نہ لوٹایا۔

۲۹ محرم کو خلافِ امید طبیعت بشاش ہو گئی ——— جب کسی نے

Marfat.com

مزاج پرسی کی تو برجستہ فرمایا :-

" ہم تو اچھے ہیں ——— (خدام کی طرف اشارہ کر کے) یہی لوگ کہتے ہیں کہ بیمار ہو !"

طبیعت کا یہ رنگ دیکھ کر لوگ خوش ہو گئے، ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے، کوئی نقد خیرات کرتا، کوئی غلہ تقسیم کرنے لگا، کسی نے جانور ذبح کیا، کسی نے خوشی میں میلاد شریف پڑھوایا، کسی نے مساکین کو کھانا کھلایا ——— چنانچہ اسی پر مسرت دن کی یاد میں پھر ہمیشہ کے لئے ——— پنڈت دیندار شاہ صاحب وارثی ——— آستانۂ عالیہ پر عمر بھر ہر سال اسی تاریخ کو میلاد شریف پڑھواتے رہے۔

آج وزیرستان سے نادر خاں نام کا ایک نوجوان آیا اور سرکار میں حاضر ہو کر رونے لگا کہ مجھ سے حضرت نے وعدہ فرمایا تھا کہ ——— تین برس کے بعد آنا، تمہیں فقیر بنا کہ احرام دیں گے ——— یہ سنکر آپ نے آنکھیں کھول دیں ——— اٹھ کر بیٹھ گئے ——— اس وزیری کی طرف کچھ غور کیا ——— اور پھر لیٹ گئے ——— ! اور خان صاحب موصوف سے فرمایا ——— " جاؤ ، آج نہیں ——— کل آنا ——— "

کیونکہ تین سال کی مدت ختم ہونے میں ایک دن باقی تھا ——— ایسی نازک حالت میں آپ کی ہوشمندی کا یہ عالم ! اللہ اکبر ! ——— بہر حال اس ساری گفتگو سے نکان بے حد بڑھ گئی اور حالت دگرگوں ہو گئی۔

چونکہ اس سے پہلے حکیم عبدالحی صاحب کے علاج سے فائدہ ظاہر ہوا تھا اس لئے انہی کو پھر بلایا گیا ——— مگر اب کے حکیم صاحب جیسے ہی حاضر ہوئے سرکار نے انہیں تیز نظر سے دیکھ کر فرمایا :

" اب تم چلے جاؤ !"

یہ سنتے ہی حکیم صاحب مست ہو گئے ——— حضوری سے اٹھکر چلے، پھر کہیں

Marfat.com

رکھتے تھے اور کہیں پڑ جاتا تھا۔ آنکھیں سرخ سرخ اور بدن چور چور تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حکیم صاحب خالی نہیں جا رہے ہیں۔ پھر کسی کے روکنے سے حکیم صاحب نہ رکے، اسی حالت میں فی الفور تشریف لے گئے۔

۳۰ محرم کو سخت بے چینی رہی، اسی حالت میں ایک بوڑھے نانک شاہی فقیر حاضرِ خدمت ہوئے، انہیں دیکھتے ہی آپ نے فرمایا:

"تم آ گئے ——— بیٹھو ——— !"

آخر اسی حالت میں انہیں توبہ و استغفار پڑھا کر مرید کیا، احرام عطا فرما کر ——— رسول شاہ ——— کا خطاب دیا اور رخصت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جاؤ! خدا کی رضا میں راضی رہنا، مر جانا، مگر ہاتھ نہ پھیلانا!"

اس تمام کارروائی کے بعد جو نکان ہوئی تو غشی طاری ہو گئی

آخر کچھ دیر بعد نہایت دھیمی آواز میں پوچھا:

"کے بجے ہیں؟"

خادم نے جواب دیا: تین بجے ہیں ——— اس پر آپ نے یہ معنی خیز الفاظ ادا کئے:

"ابھی بہت دیر ہے ———"

"مشکی گھوڑے کی ٹانگ ٹوٹ گئی! ———"

"بھیلی آ گئی ———"

"چار بجے سوار ہوں گے ——— !"

یہ سن کر لوگ سکتے میں آ گئے ——— بعض نے اس کا یہ مطلب نکالا کہ:

"مشکی گھوڑا" ——— دراصل کالی رات ہے ——— ! جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ——— یعنی رات اب ختم ہو رہی ہے! ——— بھیلی ——— سے مراد ——— سفرِ آخرت کی سواری ہے ——— وہ آ گئی ہے یعنی دارِ بقا کے لئے روانگی قریب آ گئی اور روانگی کے لئے ——— صبح چار بجے

کا وقت مقرر ہو چکا ہے ——— !

غرضیکہ غشی کی حالت طاری تھی مگر جب کل والے وزیرستانی خان صاحب حاضر ہوئے تو سرکار دوالا نے معاً آنکھیں کھول دیں۔ اور ہوئے وعدہ تین سال کی مدت گذشتہ رات ختم ہو چکی تھی اور آج چوتھے سال کا پہلا دن تھا چنانچہ سرکار دوالا نے اسی نازک حالت میں اس وزیرستانی کو احرام عنایت فرمایا، دہنی زبان مبارک سے ——— فقیر شاہ ——— کا خطاب عطا فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ :-

" محبت کے راستے میں اگر مصیبت بھی پیش آئے تو اسے رب کی عنایت سمجھنا اور اللہ کے ماسوا کسی سے سروکار نہ رکھنا ——— جاؤ !"

یہ آخری ہدایت تھی جو دی گئی ——— بس اب عالم مثال میں اس زبان سے کسی کو تلقینِ محبت نہ ہو گی اور نہ اس دستِ کرم سے کسی کو اب کوئی "احرام" عنایت ہو گا اور نہ ہی اس دہنِ مبارک سے کسی کو کوئی "خطاب" دیا جائیگا۔ چنانچہ یہ آخری الفاظ تھے جو تعلیماً آپ نے کسی کے لئے ادا فرمائے ——— اسی طرح یہ ——— آخری بزرگ ——— تھے جو قدم بوس ہو کر بارگاہِ وارثی سے رخصت ہوئے ——— اس تمام کارروائی کے بعد آپ پر غشی طاری ہو گئی ——— نقاہت انتہار کو پہنچ گئی ——— شام کو تقریباً سات بجے آپ نے آنکھ کھولی اور غلاموں کو شفقت سے دیکھا ——— انگشتِ شہادت بلند کی ——— اور جوش وخروش سے فرمایا :-

" اللہ ایک ہے "

گویا آخر وقت تک آپ نے توحید پرستی کا ثبوت دیا اور صاف صاف اعلان فرمادیا کہ ——— خبردار ! اللہ کو ہمیشہ ——— وحدہ لاشریک ——— سمجھنا اور کبھی کسی کو اس کی ذات میں شریک نہ کرنا۔ رات کو تقریباً دس بجے آپ نے دریافت فرمایا :-

" کیا بجا ہے ؟ "

Marfat.com

حاضرین نے جواب دیا :-

"سرکار! دس بجے ہیں !"

اس پر آپ نے فرمایا :-

"فیضو شاہ تیار ہو جاؤ ——— چار بجے چلیں گے" ———

فیضو شاہ نے چیخ ماری :

"سرکار مجھے لیتے چلئے ——— میں تیار ہوں !"

اس کے بعد آپ نے پھر مستقل خاموشی اختیار کر لی ——— خلافِ معمول آج سانس کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی نوعمر لڑکا ——— لا الٰہ الا اللہ ——— کا ذکر بالجہر کر رہا ہو ؎

کان کھول ادگھٹ سنو پیا ملن کی لاگ
تن تنبورہ سانس کے تاروں باجے ہر کا راگ

اس سے پیشتر عمر بھر ہمیشہ ذکرِ خفی رہا، ہر گز کسی کو کچھ پتہ نہ چلتا تھا لیکن اب منزلِ جاناں قریب دیکھ کر راہِ محبت کے تھکے ہوئے مسافر کے قدم تیز تر ہو گئے تھے !

اسی اثنا میں یہ عجیب کرشمہ نظر آیا کہ ——— ایک سفید روشنی ——— صحن سے ہوتی ہوئی دالان میں آئی، معاً سرکار والا نے اپنے دونوں ہاتھ کسی نادیدہ ہستی سے مصافحہ کے لئے بڑھا دئے ——— سرِ مبارک کو اٹھانے کی کوشش کی جیسے کسی مقدس ہستی کے استقبال کو اٹھنا چاہتے ہوں۔

اس کے بعد شب کے دو بجے کے قریب اچانک بخار اتر گیا، ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے ——— اتنے میں مکان کے صحن میں کھڑے ہوئے درخت پر جگنوؤں کی طرح کچھ روشنیاں جگمگ کرتی نظر آئیں۔ حاضرین ششدر رہ گئے، قریب ہی کھڑے ہوئے ایک بزرگ نے فرمایا :

"یہ رحمتوں کے نزول کا وقت ہے ——— برکتوں کا ورود

Marfat.com

ہے۔ یہ اسی کی تجلیات ہیں ——— یہ دعا کی قبولیت کا وقتِ خاص ہے ——— جو مانگنا ہو مانگ لو ——— اور ذکر و اذکار کئے جاؤ"

غرضکہ اسی قسم کی نورانی وارداتیں گزر رہی تھیں اور حکیم محمد یعقوب صاحب سرکارِ اقدس کی نبض دیکھ رہے تھے اور لوگ بے چینی سے دریافت کر رہے تھے ——— اب کیا حالت ہے؟ ——— اور اس وقت چار بجکر تیرہ منٹ ہو رہے تھے ——— اِدھر حکیم صاحب نے جواب دیا ——— نبض بہت اچھی ہے ——— اور اُدھر ایک دم نبض بند ہو گئی ——— ! حکیم صاحب ششدر رہ گئے! ——— ہاتھ چھوڑ دیا ——— اور رو کر فرمایا: ——— سرکار کا وصال ہو گیا ——— روحِ پرفتوح نے عالمِ بالا کی طرف پرواز فرمائی ——— اناللہ وانا الیہ راجعون [1]

پس چرا شد آفتاب اندر حجاب

۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء کو صبحِ وصال کا سورج طلوع ہوا تو اس کا بے نور چہرہ زرد تھا ——— لوگ حیران تھے کہ آج سورج گرہن بھی تو نہ تھا ——— دوسرا عجوبہ یہ کہ سورج کے درمیان ایک سیاہ پٹی صاف نظر آ رہی تھی ——— شاید یہ سیاہ پٹی سورج نے آفتابِ ولایت کی جدائی کے غم میں باندھ لی تھی ——— وہ غیرتِ خورشید آج عالمِ بالا کی سیر کر رہا تھا ——— اور اس کا جسدِ خاکی ——— احرام میں لپٹا ہوا ——— آخری دیدار کے لئے رکھا ہوا تھا۔

آخری دیدار کی لذت حاصل کرنے کے لئے لوگ پروانہ وار پہنچے

---

[1] حیاتِ وارث — از منعم بیگ وارثی۔

Marfat.com

اوپر گر پڑرہے تھے اتنے میں ہوا کا ایک تند و تیز جھونکا سائیں سائیں کرتا ہوا اندر داخل ہوا جس میں آہ و بکا کی غیر مانوس آوازیں گونج رہی تھیں۔ اسی دن ہندوستان میں جگہ جگہ زلزلہ بھی آیا۔[1]

وصال کے بعد رخِ روشن کی چمک دمک دوبالا ہو گئی تھی چہرے پر چار چاند لگ گئے تھے، چوراسی سال کی عمر میں ضعیفی کی سکنیں معدوم ہو کر جسم تندرست و توانا ہو گیا تھا ؎

شبِ وصال کے بعد آئینہ تو دیکھا اے دوست
ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

پھول جیسے جسم سے قدرتی خوشبو مہک رہی تھی جو اس قدر تیز تھی کہ جس کا ہاتھ یا کپڑا مس ہو گیا، اسی خوشبو میں بس کر رہ گیا ——— انوار و تجلیات کا تو ذکر ہی کیا! گویا ایک نورانی چادر نے سارے ماحول کو ڈھانک رکھا تھا۔ سینکڑوں حفاظ قرآن خوانی میں مشغول تھے۔ دوپہر تک چالیس پچاس ہزار آدمیوں کا ہجوم ہو گیا اور پھر دور و نزدیک کے ملحقہ مکانات عورتوں اور مردوں سے بھر گئے۔ کل سڑکیں، سب راستے آدمیوں سے پٹے پڑے تھے۔ بستی سے باہر تک میدان میں میلہ سا لگا ہوا تھا حتیٰ کہ مجمع اس قدر بڑھ گیا کہ جنبش کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی، جو شخص جس جگہ تھا وہیں پھنس کر رہ گیا، انتہا یہ کہ آدمیوں کی بھیڑ کی وجہ سے آستانے کے اکدرے میں اندھیرا ہو گیا۔ دن کے وقت متعدد شمعدان اور لالٹینیں روشن کرنا پڑیں۔ اس کے ساتھ اب یہ خطرہ بھی پیدا ہو گیا کہ اگر جنازہ شریف باہر نکالا گیا تو ہزارہا مشتاقان دید زخمی ہو جائیں گے۔ اس الجھن کو سلجھانے میں درگاہ کی انتظامیہ لاچار اور علاقہ کی پولیس بے بس نظر آ رہی تھی۔ نظام عالم درہم برہم ہو چکا تھا، ایسی صورت میں صف بندی کا انتظام کون کرتا اور کعبہ کی سمت کا

---

[1] حیاتِ وارث از منعم بیگ

Marfat.com

تعین کیسے ہوتا؟ ——— اسی عالم میں جو آدمی جس رخ کھڑا تھا وہیں ——— اِقتدَیتُ بِھٰذا الامام ——— کہہ کر نیت باندھ لی ہے

تھا چاروں طرف اسی کا جلوہ
کیوں لاش ہماری قبلہ رُو کی

جنازہ بیچ میں اور ہر طرف سے نمازیوں کا حلقہ! ——— گویا ——— قطبیت کی شان اور کعبہ کی عظمت آنکھوں سے دکھا دی ——— کیونکہ نہ "قطب" اپنی جگہ سے ہلتا ہے اور نہ ہی کعبہ اپنا مقام چھوڑتا ہے ع

دیوے کو تم نے قبلۂ دیں کعبہ بنا دیا

دیواروں، کوٹھوں اور درختوں پر بھی نمازِ جنازہ ادا کی گئی [1]

ملتِ عشق از ہمہ جدا است
عاشقاں را مذہب وملت جدا است

ہر چہار طرف سے آنے والے مریدوں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا چنانچہ باقیماندہ اشخاص نے مختلف مقامات پر سترہ بار نمازِ جنازہ ادا کی مجمع کی کثرت کے سبب جنازہ اٹھانے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اور پھر آپ کا ارشاد بھی تھا کہ :-

"فقیر کا جس جگہ انتقال ہو وہیں دفن کر دیں" [2]

چنانچہ بعد نمازِ جمعہ فرشِ خاک سے محبت کرنے والا، ابوتراب کا لاڈلا اسی جگہ مدفون ہو کر پردۂ خاک کے پیچھے رونق افروز ہوا [3]

بے محابا ہو اگر حسن تو وہ بات کہاں
چھپ کے جس شان سے ہوتا ہے نمایاں کوئی

---

[1] حیات وارث از مرزا منعم بیگ وارثی
[2] منہاج العشقیہ از شیدا وارثی۔
[3] حیاتِ وارثی از " ۔

Marfat.com

دفن کے بعد بھی یہی صورت رہی کہ ایک پر ایک مٹی دینے کو گرا پڑتا تھا، غرضیکہ وقتِ عصر تک مٹی دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر چہار طرف سے آدمیوں کے گروہ پر گروہ چلے آتے تھے، بہت سے ایسے عاشقِ زار آئے کہ قبر شریف کو دیکھ کر بیہوش ہو کر گر پڑے اور بہت سے عشاق قبر شریف سے لپٹ لپٹ کر زار و قطار روتے تھے۔

دوسری طرف سینکڑوں حفاظ علی الصبح وصل ہی کے وقت سے تلاوتِ قرآن میں مشغول تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ آس پاس کے علاقوں میں دور دور تک حفاظ اور قرآن خواں حضرات کو فاتحہ سوئم کی اطلاع بھی پہنچا دی گئی تھی چنانچہ شام ہی سے مزید ہزارہا حفاظ کا ہجوم ہونے لگا، سینکڑوں شمع دان جا بجا روشن کر دئے گئے، رات ہی سے قرآن خوانی کا نیا دور بھی شروع ہو گیا، صبح ہوتے ہوتے ایک ہزار کلامِ مجید پڑھائے گئے۔ دوسرے دن نو ۹ بجے صبح "قل" شروع ہوا، پندرہ بیس ہزار جاں نثاروں کا کثیر مجمع تھا، ہزاروں مریدوں نے شیرینی اور شربت پیش کیا، محفل میں شربت کے سینکڑوں گھڑوں اور منوں مٹھائی کا ڈھیر لگ گیا، قل پڑھنے کے فوراً بعد جب سلامِ عاشقانہ پیش کیا گیا تو محفل میں کہرام مچ گیا، سلام میں وہ سوز و گداز تھا کہ جسے سن سن کر عاشقوں کے کلیجے سینے سے باہر نکلے پڑتے تھے [1]

سلامِ عاشقانہ

سلام اے بلبلِ گلزارِ وحدت — سلام اے قمریٔ سروِ حقیقت
سلام اے شمعِ بزمِ مصطفائی — سلام اے نورِ چشمِ مرتضائی
شبیہِ مرتضیٰ شانِ پیمبر — امیرِ لشکرِ میدانِ محشر

---

[1] حیاتِ وارث از منم بیگ

Marfat.com

سلام اے روحِ زہرا جانِ حسنین — سلام اے زینتِ گلزارِ کونین
بہارِ گلشنِ کونینِ تسلیم — چراغِ خانۂ سبطینِ تسلیم
سلام اے گنجِ اسرارِ معانی — سلام اے شرحِ رمزِ "مَن رآنی"
سلام اے والی و وارث ہمارے — علی کے لال زہرا کے دلارے

سلام اے خسروِ اقلیمِ عرفاں — شہِ وارث علی محبوبِ سبحاں
سلام اے شیخِ عالم غوثِ دوراں — عطاپاش و خطاپوشِ مریداں
سلام اے کشتیٔ دل کے نگہباں — سلام اے بے سروساماں کے ساماں
تمہارے روضۂ انور کو مجرے — درِ اقدس کو صبح و شام سجدے
مری آنکھیں تصدق جالیوں پر — نثارِ گنبدِ اطہر مرا سر
کلس پر روضہ کے قربان جاؤں — میں مہر و ماہ کو صدقہ چڑھاؤں
میں اس ارضِ مقدس پر ہوں قرباں — کہ آسودہ ہے تو جسمیں مری جاں
دلِ مہجور لائے تاب کب تک — یہ آخر نیند کب تک؟ خواب کب تک؟
میں صدقے میٹھی نیندیں سونیوالے — ذرا رخسار سے چادر ہٹالے

اٹھا اے سروِ خراماں جانِ بیدم
بہارِ گلشنِ ایمانِ بیدم

اس محفلِ قُل کے بعد بھی روزانہ شب و روز مزارِ اقدس پر سینکڑوں قُل اور میلاد شریف ہوا کیے، جو بھی خادم یا معتقد آتا تھا وہ حسبِ توفیق قرآن خوانی یا میلاد شریف کراکے قُل کراتا تھا۔ ایسی مجلسوں میں حضرت منعم بیگ وارثی کا یہ سلام پڑھا جاتا تو کلیجہ منہ کو آتا اور سرکار کی حیاتِ طیبہ کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا تھا :

ھدیۂ سلام

السلام اے وارثِ عالیجناب — جانِ جانِ مصطفےٰ و بوتراب

Marfat.com

السلام اے فاطمہ کے نورِ عین — خاص تصویرِ حسن، شانِ حسین
السلام اے واقفِ سرِّ جلی — حاجی و حافظ شہِ وارث علی
در پہ حاضر ہیں تمہارے یہ غلام — لیجئے مقبول بندوں کا سلام
دیر سے دیتے ہیں ڈیوڑھی پر صدا — رُخ دکھا دیجے ہمیں بہرِ خدا
ڈھونڈتی ہے آنکھ وہ دورِ زماں — تھے نہ جب عشاق سے تم یوں نہاں
تھا ہر اک پر آپ کا لطف و کرم — دین و دنیا میں نہ تھا کچھ بھی الم
یاد ہے ہم کو وہ شفقت آپ کی — وہ عنایت وہ محبت آپ کی
ترچھی نظریں، وہ نگاہِ جانفزا — یاد ہے ہم کو تمہاری ہر ادا
لب لگا کر انگلیوں پر بار بار — پھیرنا آنکھوں پہ تھا اکثر شعار
مسکرا کر منہ پہ رکھنا ہاتھ کو — نیچی نظروں سے وہ کرنا بات کا
گوشۂ تہبند منہ پر ڈال کر — بات کرنا دوسروں پر ڈھال کر
آگیا جب کوئی دلگیر آپ کا — اٹھ کے ہونا خود بغلگیر آپ کا
پاس اپنے اس کو بٹھلانا ترا — فرطِ الفت سے وہ لپٹانا ترا
مارنا گھونسا وہ زانو پہ کبھی — چٹکیاں لینا وہ زانو پر کبھی
پھر یہ کہنا تم تو ٹھہروگے ابھی — جاؤ بیٹھو پھر ملاقات ہوئے گی
تھا عجب حسنِ عمل اشفاق کا — لوٹ جاتا کیوں نہ دل عشاق کا
کوئی کس کس بات پر ہووے فدا — تھیں ادائیں آپ کی سب دلربا
سر سے چادر کا وہ گھونگھٹ مار کر — پیچ اک اس کا گلے میں ڈال کر
پھر کھڑے ہوتے تھے جب بہرِ نماز — کیا کہوں اس وقت کا انداز و ناز
ہوتی تھی وہ بھی نرالی اک ادا — اللہ اللہ کیا تھی شانِ حق نما
ہائے کیا وہ وقت تھا کیا دور تھا — سچ تو یہ ہے رنگ ہی کچھ اور تھا
گرچہ یہ دنیا ہے بے شک لابقا — پر نہیں ہے ذات کو تیری فنا
حق کا ہے ارشاد یہ قرآن میں — لَا یَمُوْتُ، اولیاء کی شان میں

Marfat.com

اے مرے وارث مرے آقائے کل　　فخرِ دوراں، ہادیِ راہِ سُبل
کوئی صدمے ہجر کے کبتک سہے　　کب تک آخر ضبط، کبتک چپ رہے
حال اپنا کیا کہیں تم سے حضورؐ　　ہیں سراپا پُر گناہ و پُر قصور
توشۂ عقبےٰ نہیں کچھ ساتھ ہے　　اب ہماری لاج تیرے ہاتھ ہے
ہے بھروسہ دستگیری کا تری　　دو جہاں میں آبرو رکھیو مری
یہ تو ہے پورا ہمیں بیشک یقیں　　آتے ہو تم خود بوقتِ واپسیں
قبر سے لے کر کے تا روزِ نشور　　یاد رکھیو ہم غلاموں کو حضور
آسرا سب کا ہے تم پر اے شہا
ہو وہ سلطان یا کہ منعم یا گدا

گاگر شریف

گاگریں آئیں مرے سلطان کی　　قبلۂ دیں کعبۂ ایمان کی
غوث و ابدالِ زمانہ ساتھ ہیں　　گاگر آئی قطبِ ہندوستان کی
غوثِ عالم خواجۂ وارث علی　　تم پہ رحمت ایزدِ سبحان کی
اے حسین ابن علی کے لاڈلے　　لے خبر مجھ بے سرو سامان کی
بیدم ان پر سو دفعہ قربان ہو
ان کے آگے کیا حقیقت جان کی　　(بیدم شاہ وارثی)

Marfat.com

خبرِ وصالِ پاک

سیدنا وارثِ پاک کے وصال کی خبر دیتے ہوئے اخبار ——
"البشیر" میں اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کے بانی اور آزاد خیال صحافی خان بہادر مولوی محمد بشیر الدین صاحب نے لکھا ہے کہ :

" حاجی صاحب کی ذاتِ بابرکات اس امر کا بدیہی ثبوت تھی کہ بادشاہوں کے ذریعہ سے —— نہ علماء کے وعظ و پند سے اس قدر اشاعتِ اسلام ہوئی جتنی صوفیائے کرام کی بدولت ہوئی —— !" [1]

ملہار بروگ

سکھی بن سینا سونوں
گھر باہر ہنڈولوا
ساون آئے پیا گھر ناہیں منہ کو آوے کریجوا
دیکھ دیکھ ہنڈولوا کی لہریں جیارا لیت ہلور وا
سکھی بن سینا سونوں
بدرا کی گرج بجریا کی چم چم سہے دیکھ کے جیرؔ وا
دادر مور، کوئلیا کُہکے پپیہا کرت کلیلوا
سکھی بن سینا سونوں
چھائے سوہاگ کی سوبھا یدسوا کہ کے رچاؤں مہندوا
کا پر کروں سنگھار میں پیدم کا پر ڈاروں پھیلوا
سکھی بن سینا سونوں
گھر باہر ہنڈولوا

---

[1] البشیر، اٹاوہ، مطبوعہ ۲۸ راپریل ۱۹۰۵ء

اختتامیہ

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

(ترجمہ :۔ بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی ملال !)

حتّٰی کہ اولیاء اللہ کو موت کا بھی خوف و خطرہ نہیں ——— بھلا موت ان عاشقانِ الٰہی کا کیا بگاڑ سکتی ہے ؎

موت کیا آکے نقیروں سے تجھے لینا ہے

مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں (درد)

کیونکہ اولیاء اللہ ——— مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (ترجمہ : مر جاؤ موت سے پہلے) کے مطابق جیتے جی مر جاتے ہیں، اس لئے وہ بجا طور پر ——— وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہ (ترجمہ :۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں مگر (تمہیں ان کی زندگی کی عظمت کا) شعور نہیں) ——— اس آیہ شریفہ کے مطابق اللہ کی راہ میں خنجرِ تسلیم و رضا سے قتل ہو کر زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں، محبوبِ حقیقی کی ہر ادا پر مرمٹنے والے عاشقانِ الٰہی اسی لئے ——— شہیدِ ناز ——— کہلاتے ہیں ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

(ترجمہ :۔ محبوبِ حقیقی کے حضور تسلیم و رضا کے خنجر سے قتل ہونے والے عاشقوں کو ہر لمحہ غیب سے نئی زندگی عطا ہوتی ہے !)

چنانچہ آفتابِ ولایت سیدنا حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ عشق میں مر جانے، مٹ جانے کے سبب ——— حیاتِ جاوید ——— پائی

Marfat.com

بن کر زمانہ ——— بہارِ بے خزاں ——— وہ زندگی کی ——— ہے
پر چھا گئے ہیں ——— اس طرح زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہو کر جہاں
چاہتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں بحکمِ الٰہی تصرف فرماتے ہیں ——— یہ ثمرہ
ہے راہِ خدا میں ان کی والہانہ قربانی اور مخلصانہ ایثار کا ——— ! یہ انعام ہے
ان کی خوئے تسلیم و رضا کا جذبۂ عشق و وفا کا ——— !

عاشقِ صادق ہونے کے سبب آپ کا ہر سانس ——— ذکرِ الٰہی ———
سے مشکبار تھا اور آپ کا ہر ہر لمحہ ——— یادِ الٰہی ——— سے گلنار تھا۔
حقیقت یہ ہے کہ ——— عشقِ الٰہی ——— آپ کی زندگی اور ——— "وصلِ
الٰہی" آپ کی زندگی کا مقصدِ وحید تھا ! ——— آخر الامر اپنا مقصدِ زندگی پا کر آپ
——— واصل حق ——— ہو گئے ——— اس طرح اگرچہ ظاہری شکل و
صورت ہماری مادی آنکھوں سے روپوش ہو گئی کیونکہ آپ حجابِ عظمت میں چلے
گئے ہیں ——— مگر اس سے یہ ہرگز ہرگز نہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرتِ والا کی
ذاتِ پاک واقعی ہم سے دور و مستور ہو گئی ہے ؎

نہ سمجھو ہم کو محروم نظارہ وہ حسن اب بھی نگاہوں کے قریں ہے
یہ دیکھو صبح ہے کتنی منور یہ دیکھو چاندنی کتنی حسین ہے

حقیقت یہ ہے کہ قیودِ عالم کے اس مادی جال کو توڑ کر آپ اس نقطۂ سرمدی سے
مل گئے ہیں جو کل کا مقصدِ حقیقی ہے ؎

تھے نورِ خدا، نورِ خدا میں ہوئے شامل
کیا مرتبۂ قرب ہوا آپ کو حاصل
کیا راہ تھی، ہوتے ہی رواں آگئی منزل
نقطے کی طرح دائرے میں ہو گئے داخل
ممکن نہیں اب موج جدا ہو لبِ جو سے
کیا رنگ ملا رنگ میں بو مل گئی بو سے

(حضرت امیر مینائی)

حق یہ ہے کہ جہاں حق ہے وہاں آپ ہیں کیونکہ آپ کا درجہ فانی فی اللہ کا تھا، آپ کا مقام ——— باقی باللہ ہے ——— ! اس طرح آپ حق تعالیٰ کے ساتھ زندہ و تابندہ ہیں، عشقِ حقیقی کے انوار سے اگر نفس کی مادی کثافت دور کی جائے تو ——— روحانی بصارت ——— سے اب بھی ہر جگہ جلوۂ وارث نظر آئے ؎

ہیں زیرِ مزار، خوابِ راحت میں حضورؐ
اب بھی ہے مگر فیض سے عالم معمور
یہ سرِ خفی ہے عینِ اعلان ظہور
فانوس میں شمع، ساری محفل میں نور

(امیر مینائی)

Marfat.com

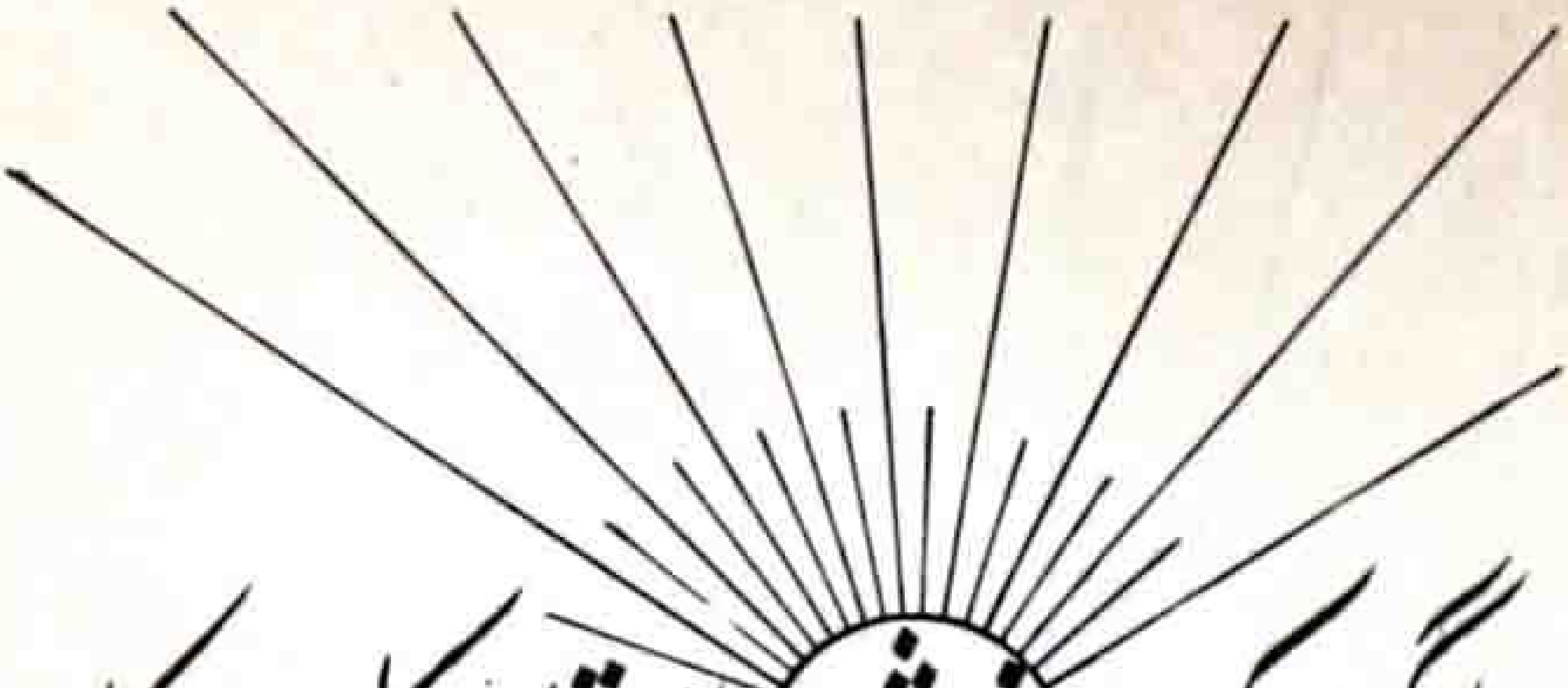

لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور

آفتابِ ولایت

(حصّہ دوم)

پروفیسر فیّاض کاوش وارثی

Marfat.com

سلام بحضور آفتاب ولایت سرکار وارث پاک

از

سیّد معروف شاہ وارثی

رئیس دیوا شریف

Marfat.com

سلام

السّلام اے مونس و غمخوارِ ما
السلام اے دلبر و دلدارِ ما
السلام اے جانِ ما، جانانِ ما
السلام اے دینِ ما، ایمانِ ما
السلام اے وجہِ تسکیں، روئے تو
السلام اے روحِ جانم، بوئے تو
السلام اے منزلِ ما، کوئے تو
می کشد آں خنجرِ ابروئے تو
السلام اے ابرِ رحمت السلام
السلام اے بحرِ شفقت السلام
السلام اے قوتِ ادراکِ ما
السلام اے مرہم و تریاکِ ما
السلام اے دردِ تو مارا دوا
خاکِ پایت بہرِ ما خاکِ شفا
السلام اے ماہِ تاباں السلام
السلام اے شاہِ خوباں السلام
السلام اے وارثِ عالم پناہ
السلام اے بے کساں را تکیہ گاہ

Marfat.com

السلام اے چارۂ بے چارگاں
السلام اے مرہمِ دل خستگاں

ما کجا و تو کجا ، ذکرت کجا
اللہ اللہ نسبتِ شاہ و گدا

بادشاہا آبروئے ما توئی
جانِ ما ہم گفتگوئے ما توئی

وارثا ! بنما جمالِ خویشتن
رحم کن بر ما بحقِ پنجتن

قصۂ معروفِ غمگیں اے صبا
وا رساں در حضرتِ سلطانِ ما

کن فنا در ذاتِ خود مارا تمام
ختم شد ایں قصہ اکنوں والسلام

Marfat.com

سلسلۂ وارثیہ کی ترویج و ترقی

خاندانِ وارثیہ کے سلسلے میں یہ مسئلہ زیرِ بحث رہا ہے کہ جب صاحبِ سلسلہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین بنایا ہی نہیں تو پھر یہ سلسلۂ عالیہ آئندہ کس طرح جاری و ساری رہے گا؟ اور آنے والی نسلوں کو سلسلۂ وارثیہ میں منسلک کرنے کے لیے کیا طریقۂ کار ہوگا؟

اس موقع پر بدگمانی بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ سلسلۂ وارثیہ کیا سرکارِ وارثِ پاک کی ذات ہی پر ختم ہو گیا؟ ——— اور آئندہ کے لیے کیا اس سلسلے کو جاری رکھنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی؟ ——— نہیں ایسا ہرگز نہیں! ان بے بنیاد شبہات کو دور کرنے کے لیے صرف اتنی بات سمجھ لینا کافی ہے کہ عشقِ حقیقی کے انداز نرالے ہیں چنانچہ یہاں شمع کی ذات ہی پروانوں کا مرکزِ حیات رہی اور معشوق کی ذات ہی تمام عاشقوں کی منزلِ مراد ٹھہری ——— البتہ اس راہِ ہدایت پر لگانے والے آپ کے احرام پوش فقراء ہیں جو آپ کی زندگی میں بھی آپ کے نام پر بیعت لینے کے مجاز تھے اور دور دور جا بجا سرکار کی طرف سے سلسلۂ رشد و ہدایت پھیلا رہے تھے اور اس طرح لوگوں کو سرکارِ وارثِ پاک کا مرید بنا رہے تھے ——— چنانچہ جس طرح طالبین پہلے فیضیاب ہو رہے تھے، اب بھی برابر فیضیاب ہو رہے ہیں [1] اور اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

چنانچہ سرکارِ وارثِ پاک کی زندگی ہی میں ایسے احرام پوش فقراء کے دست گرفتہ مرید جب سرکار میں پیش ہوتے تو سرکارِ والا اپنے ان

---

[1] تعارف، ہیدم وارثی

مریدوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے اور برملا ان کی بیعت کی توثیق کرتے ہوئے سب کے سامنے تصدیق فرماتے تھے کہ :

"سنو سنو! تم ہمارے مرید ہو گئے، یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہے ———— !"

اس سے ظاہر ہوا کہ اگرچہ زمانہ کی رسم و رواج کے مطابق اس ابیلی سرکار نے ظاہر خلافت کو اپنے مخصوص مسلک و مذاق کی بنا پر اپنے سلسلے میں پسند نہیں فرمایا مگر خلافت کی نعمتوں اور برکتوں سے اپنے احرام پوش فقیروں کو محروم نہ رکھا نیز احرام پوش فقراء کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر دنیا میں بھی ان کی عزت بڑھائی، مزید اپنی دلی محبت کا اس طرح اظہار فرمایا :

"جس نے ہمارے فقیر کو خوش رکھا، اس نے ہم کو خوش رکھا اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اس نے بلاشک ہم کو رنج دیا ———— !"

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ احرام پوش فقراء یار کے لباس میں ملبوس، تصویرِ وارث ہیں، وارث کی سیرت و کردار کا آئینہ اور وارث کے ناز و ادا کا مرقع ہیں تو پھر کیوں نہ ہر وارثی کے لیے قابلِ تقلید اور لائقِ صد احترام ہوں

ع تجھ کو چاہوں ہیں ترے چاہنے والے کو چاہوں!

احرام پوش فقیر کا احترام

احرام پوش فقراء کا احترام ہر وارثی پر لازم ہے کیونکہ وہ سرکارِ وارثِ پاک کے چہیتے اور نوازے ہوئے ہیں، اسی لیے ان کا ادب بہر حال ملحوظِ خاطر رکھنا ہے اور ان کی ضروریات کا بہر طور پاس کرنا ہے۔ یہ وہ فقیر ہیں جو لباسِ دنیاوی چھوڑ کر محض احرام شریف میں اپنا تن چھپاتے ہیں، کثرتِ استعمال سے احرام بوسیدہ یا میلا ہو گیا ہو تو جو وارثی دیکھے لازم ہے کہ اسے تبدیل کرا کے حسبِ توفیق نیا احرام بدلوائے کیونکہ وہ خود اپنے منہ سے احرام کبھی نہ مانگیں گے۔

Marfat.com

یہ وہ عاشقانِ باوفا ہیں جو ترکِ لذّات کرکے محض فقر و فاقہ کو اپنا توشہ بناتے ہیں مگر غلامانِ وارث کا بہرحال یہ فرض ہے کہ جب ان فقرار کو دیکھیں تو انہیں راضی کرکے حسبِ استطاعت کھانا کھلائیں کیونکہ وہ بھوکے مر جائیں گے مگر خود کبھی کھانا طلب نہ کریں گے۔

یہی وہ فقرارِ وارث ہیں جو خواہشِ دنیا چھوڑ کر یار سے لَو لگاتے ہیں، ہر چند کہ وہ دولت و حشمت سے بے نیاز ہوتے ہیں پھر بھی وارثیوں کو لازم ہے کہ ان کی چھوٹی موٹی انسانی ضروریات کا خیال رکھیں اور اس کے لئے انہیں پوشیدہ طور پر نذر پیش کرتے رہیں کیونکہ خود سوال کرنا ان کے مشرب میں حرام ہے۔

اس طرح جس نے ان وارثی فقرار کو خوش رکھا تو بالیقین اس نے سیدنا سرکارِ وارثِ پاک کی خوشنودی حاصل کی اور جس نے سرکارِ وارثِ پاک کی خوشنودی حاصل کی اس نے اللہ تعالےٰ کو راضی کیا ؎

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے محبت مجھ سے
اِک نظر تم میرا محبوب نظر تو دیکھو!

سلامٌ علیٰ آلِ یٰسین و طٰہٰ — ریاضِ محمد، بہارِ خدیجہ
عجب ہے تری شان اللہ اللہ — شہیدانِ الفت رہے مر کے زندہ
تری تیغ نکلی مسیحائے عالم
سلامٌ علیک اے فروغِ سیادت — نبوت کے وارث، امامِ ولایت
فضا تجھ پہ حسنِ صباحت ملاحت — زہے خنجرِ ناز و دستِ نزاکت
کیا گرم خونِ تمنائے عالم

(حضرت افقر موہانی وارثی)

ولادتِ ثانیہ

جب کوئی مریدِ صادق، خلوصِ نیت سے مرشدِ کامل کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوتا ہے تو مرید کے اس دورِ جدید کو طریقت میں ——— ولادتِ ثانیہ ——— کہتے ہیں اور :

" ولادتِ ثانیہ ——— پیرِ کامل کی محبت سے نصیب ہوتی ہے " [۱]

لیکن 'پیر کی محبت'، 'دنیا کی محبت' کے منافی ہے چنانچہ :

" روح جب دنیا کی محبت سے آزاد ہوجاتی ہے، اس وقت حقیقی اولاد ——— کی ولادت ہوتی ہے!" [۲]

اس کے بعد جس طرح ——— 'جسمانی باپ' ——— اپنی اولاد کا نام رکھتا ہے اسی طرح ضروری ہے کہ ——— 'روحانی باپ' ——— اپنی 'حقیقی اولاد' ——— کا کوئی نام تجویز کرے چنانچہ سرکارِ وارثِ پاک جب کسی کو لباسِ فقر عطا فرماتے اور اس کی روحانی ترقی کا دور شروع ہوتا تو سرکار اس کا آبائی نام بدل کر اپنی جانب سے کوئی خاص خطاب عطا فرماتے جسے حقیقی نام سمجھا جاتا ہے کیونکہ :

" 'مجازی باپ' سے 'روحانی باپ' کا اختیار زیادہ ہوتا ہے کیونکہ تم محض جسم تو نہیں بلکہ جسم میں جو روح ہے وہ تم ہو!" [۳]

---

[۱] ضیافت الاحباب ، از شیدا وارثی

[۲] عوارف المعارف ، از شیخ شہاب الدین سہروردی

[۳] قول سید علی محمد وفا علیہ الرحمہ ، طبقاتِ کبریٰ

[۴] طبقاتِ کبریٰ ، از امام شعرانی

Marfat.com

چنانچہ وارثِ پاک نے اپنے کسی مرید کو روحانیت میں جب تیز رو دیکھا تو اسے فقیر بنا کر احرام عنایت کیا اور ساتھ ہی کوئی نیا خطاب بھی مرحمت فرمایا۔

نام کی تبدیلی

طالبِ راہ فقر کا نام تبدیل کرنا اصولِ طریقت میں داخل ہے بلکہ اس پر تو علماءِ شریعت کا بھی اتفاق ہے کہ خود رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اکثر احباب کو حسبِ حال خطابات عطا فرمائے اور پھر وہ خطابات ایسے مشہور ہوئے کہ پہلے نام ہی کو لوگ بھول گئے جیسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلّیوں سے محبت تھی، بلّی کو عربی میں ——— ہِرَّۃٌ ——— کہتے ہیں چنانچہ آپ کا یہ خطاب اس قدر مشہور ہوا کہ پہلے نام ہی کو محو کر دیا۔

اسی طرح ——— ذَرّ ——— عربی میں چیونٹی کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خطاب ایسا مشہور ہوا کہ ان کا پہلا نام کوئی پکارتا ہی نہیں۔

تیرہ سو برس بعد حضرتِ وارث پاک نے اپنے جدِّ نامدار کی اس قدیم سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے فقرا کو ان کے احوال کے مطابق نئے خطاب دے کر ان کے پہلے ناموں کو غیر معروف بنا دیا جیسے ——— بیدم شاہ، ذاکر اللہ شاہ، اوگھٹ شاہ، رومی شاہ، ولایتی شاہ، پنڈت دیندار شاہ ——— اور اس قسم کے سینکڑوں دوسرے خطابات جو احرام پوش فقرا کو عطا ہوئے اور پھر وہ اس خطاب سے ایسے مشہور ہوئے کہ اب ان کا اصلی نام کوئی جانتا ہی نہیں۔

Marfat.com

یاوارث

مے عرفاں کا تم ہم کو پلا دو جام یاوارث
زباں پر بے خودی میں ہو تمہارا نام یاوارث

مرے مشکل کُشا مشکل کشائی کیجئے میری
پریشاں کر رہے ہیں درد و غم، آلام یاوارث

نہ عابد ہوں نہ زاہد ہوں نہ صوفی ہوں نہ عالم ہوں
تمہارا ہوں میں اک رندِ مئے آشام یاوارث

مرا دل اور جگر میرا، مری جاں اور سر میرا
میں سمجھوں کام کا، آئیں جو تیرے کام یاوارث

دمِ آخر سرِ بالینِ اصغرؔ تو جو آجائے
ترے دیدار سے ہوگا بخیر انجام یاوارث

سلسلۂ وارثیہ میں تجرّد کی اہمیت

سرکارِ وارثِ پاک نے اپنے عام مریدوں کو تو شادی کرنے سے نہیں روکا مگر اپنے خاص احرام پوش فقراء کو عورتوں سے باز رکھا ہے اور تجرید کی متواتر تاکید فرمائی ہے حتیٰ کہ اپنے خرقۂ طریقت میں لنگوٹ شامل فرمادیا جو تجرد کی خاص علامت ہے اور خود اپنی مثال پیش کر دی کہ:

"ہم لنگوٹ بند ہیں"

چنانچہ الذی لا اھل لہ ولا ولد کے مطابق آپ خود ساری عمر مجرد رہے اور سختی سے ہدایت فرماتے رہے کہ:

"فقیر کو چاہئے کہ الگ رہے"

کیونکہ بقول حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ :

"جس طرح اہلِ انتظام کے لئے شادی کرنا لازمی ہے اسی طرح صاحبِ ریاضت کی دلجمعی کے لئے تجرید (غیر شادی شدہ رہنا) لازمی ہے ___!"

حتیٰ کہ عاشقِ رسول حضرت اویس قرنی ساری عمر مجرد رہے اور فرماتے تھے :

"سلامتی تنہا (مجرد) رہنے میں ہے!"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وہ مقدس جماعت جس کو ___ سابق الایمان ___ ہونے کا شرف حاصل ہے، ان میں سے بعض افراد مجرد تھے لیکن دوسرے شادی شدہ صحابی ان مجردین کا خاص احترام فرماتے تھے، اس سے بڑھ کر یہ کہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مجرد رہنا قبول فرمایا ___ حتیٰ کہ ___ "اصحابِ صُفّہ" ___ جن کی تعریف و توصیف قرآن و حدیث میں آئی ہے، یہ سب کے سب مردانِ خدا بھی ساری عمر مجرد ہی رہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں خاص عنایات سے نوازتے رہے۔

ان تمام حقائق سے ثابت ہوا کہ تجرد منافیٔ اسلام نہیں بلکہ "شعارِ صحابہ" ہے ___ صرف یہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری عمر مجرد رہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تجرد و حصور کی تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے :

إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (آل عمران)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے تم کو یحییٰ کی جو کہ اللہ تعالیٰ کے "کلمہ" کی خوشخبری دیتا ہے، ___ سردار ___ حصور ___ نبی اور صالحین میں سے ہے۔"

یہاں تیسری صفت ___ حصور ___ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول نبی کی صفات میں شمار کیا ___ مفسرین کے نزدیک ___

Marfat.com

حصور ـــــــــ کے معنی ہیں وہ پرہیزگار جو باوجود قدرت اور خواہش کے اپنے نفس کو عورتوں سے روکے رکھے ـــــــــ یہ واقعی کمال ہے جس کی خود رب تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے حتیٰ کہ ـــــــــ حصوراً ـــــــــ کو حضرتِ یحییٰ علیہ السلام کی شاندار خوبیوں میں شمار فرمایا، اس طرح تجرید مستحسن و محمود ہوئی ـــــــــ

اب رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

تو اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرتِ مولانا روم ہدایت فرماتے ہیں ؂

ہیں مکن خود را خصی رہبان مشو

کیونکہ: ـــــــــ "پہلے زاہدانِ نصاریٰ بغرضِ معاہدہ 'تجرد' اختیار کرتے تھے مگر بعد کے رہبانِ رومی کو جب ضعفِ تقویٰ کے باعث وقوعِ گناہ کا خطرہ لاحق ہوا تو آلۂ مردانگی قطع کرنے لگے ـــــــــ!" [1]

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رہبانیت کو اسلام میں حرام قرار دیا ہے ـــــــــ ورنہ خدا طلبی میں ضبطِ خواہشات کے لئے ـــــــــ تجرید ـــــــــ قابلِ تعریف ہے اسی لئے ـــــــــ تجرید و تفرید ـــــــــ اکثر صوفیائے کرام کا طرۂ امتیاز رہی ہے چنانچہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ خود خلعتِ تجرد سے سرفراز تھے، جب آپ سے کوئی سوال کرتا کہ:

"مجرد رہنا بہتر ہے یا میت اہل؟" (عیالدار ہونا)

تو آپ جواب میں فرماتے:

"مجرد رہنا عزیمت ہے اور تاہل کی بھی رخصت ہے!" [2]

حضرتِ مطرف بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

---

[1] شرح بحر العلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی

[2] سیر الاولیاء ۔

Marfat.com

"جس نے عورتوں اور لذیذ غذاؤں کو ترک کیا، اس سے کرامت کا ظہور ہونا لازمی ہے ——— !"[1]

مشہورِ زمانہ بزرگ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بصرہ کے ایک رئیس نے وفات پائی ——— اس کی اکلوتی، حسین و جمیل اور دولت مند بیٹی نے حضرت مالک بن دینار کو اپنی شادی کا پیغام بھجوایا تو آپ نے جواب میں فرمایا :

" عورت کا تعلق دنیا سے ہے اور دنیا کو میں پہلے ہی تین طلاقیں دے چکا ہوں لہٰذا تین طلاقوں والی سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا !"

چنانچہ احرام پوش وارثی فقراء کا یہی طریقہ رہا ہے کہ فقر و قناعت کے ساتھ ساتھ تجرید و تفرید کی بھی سختی سے پابندی کی ہے ——— گوشہ نشینی اختیار کی یا سیر و سیاحت میں رہے ——— اہلِ دنیا سے قطعی بے غرض رہے، اگر کسی نے خلوص و محبت سے زیادہ ہی مجبور کیا تو عارضی طور پر مہمان ہو گئے ——— اس کے بعد خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے پھر سفر پر چل دئے ——— اور وہ بھی اس شان سے کہ انہیں نہ سواری کی ضرورت، نہ سامانِ سفر کی قباحت ——— حتیٰ کہ ان وارثی فقراء نے اپنے عزیز و اقارب تک کے یہاں تقریبات تک میں شرکت سے گریز کیا ——— گویا دنیاوی تعلقات کو قطعی منقطع کر دیا اور کامل طور پر مجرد رہ کر زاہدانہ بسر کی ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

---

[1] طبقاتِ کبریٰ ۔

سلام

السلام اے آفتابِ اولیاء
السلام اے شمعِ بزمِ انبیاء

السلام اے حاجیؒ وارث علی
السلام اے افتخارِ ہر ولی

السلام اے سیدِ اعلیٰ حسب
السلام اے عزتِ والانسب

السلام اے پیشوائے مقت را
نورِ عینِ مصطفیٰ و مرتضیٰ

السلام اے مخزنِ بحرِ عطا
السلام اے منبعِ جود و سخا

السلام اے مونسِ درماندگاں
السلام اے چارۂ بے چارگاں

قبر و حشر و نشر میں ہو دستگیر
ہو نگاہِ مرحمت سوئے بشیر

(بشیر احمد انصاری نگرامی)

Marfat.com

سلسلۂ وارثی میں "توکل" کی اہمیت

دنیا دار کے لئے رزقِ حلال کی خاطر مشقت اٹھانا نہایت مستحسن ہے مگر عاشقانِ الٰہی کا دوسرا معاملہ ہوتا ہے بقول مولانا روم ؎

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند
از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند

ترجمہ: "جس کو خدا سے سروکار ہو جاتا ہے، اس میں دنیاوی کاروبار کی صلاحیت نہیں رہتی۔"

عاشقانِ حق روحانی غذا سے سرشار ہو کر مادی غذا سے بے نیاز سے ہو جاتے ہیں مگر یہ کاملین کا مقام ہے ——— اس سے قطع نظر طالبانِ الٰہی جو روحانیت میں قدم رکھتے ہیں وہ نورانی غذا کے حصول کے لئے قلب کو دن رات ذکر و فکر میں مشغول رکھتے ہیں ——— لیکن ایسے روحانی مجاہدوں میں اسی وقت یکسوئی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ شاغل خود مادی غذا کی فراہمی کی فکر سے آزاد ہو ورنہ دلجمعی سے ذکر و فکر کا کوئی مجاہدہ طے نہیں ہو سکتا، اسی لئے سرکارِ وارثِ پاک نے اپنے فقراء کو ہدایت فرمائی ہے کہ:

"دنیا کے واسطے کوئی پیشہ اختیار نہ کرو ورنہ کسب کی مشغولیت دائمی ذکر و اذکار میں خلل پیدا کرے گی۔" [1]

اس لئے:

"فقیر اسی پر قناعت کرے جو بے طلب غیب سے اس کو پہنچے ———!" [2]

---

[1] ارشاداتِ وارثیہ: شیدا وارثی

[2] ایضاً

Marfat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مبارکہ ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

ترجمہ: "اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔"

اللہ پاک کے اس پختہ وعدے کے باوجود بندے کا اطمینان نہ ہونا ایمان کے سراسر خلاف ہے ——— خصوصاً ایسی حالت میں کہ رازق نے ہمارے اطمینان کے واسطے اپنے وعدۂ رزق پر قسم بھی کھائی ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ: وَفِي السَّمَاءِ (الی) إِنَّهُ لَحَقٌّ (پ ۲۶، رکوع ۱۸)

ترجمہ: "اور آسمان میں تمہارے واسطے رزق ہے ——— جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے ——— تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم! بے شک یہ حق ہے ———!"

اس طرح:

"پروردگارِ عالم رزق پہنچانے کی خود قسم کھا رہا ہے۔ اب بھی اگر کوئی یقین نہ کرے تو اس پر خدا کی لعنت ہے!" [۱]

(قول حضرت حسن بصری)

چنانچہ سرکارِ وارث پاک نے اپنے فقراء کو سخت تاکید فرمائی ہے کہ:

"اسباب و کسب کو وسیلہ نہ بناؤ۔"

(قولِ وارث)

کیونکہ: وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

ترجمہ: "اور اللہ ہی کافی کارساز ہے"

اس کے برخلاف اگر:

"کسب پر بھروسہ رہے گا تو تصدیق محال ہے۔" [۲]

(قولِ وارث)

---

[۱] منہاج العابدین (عقبہ چہارم) از امام غزالی
[۲] ارشاد الوارثیہ (جلد دوم) از شیدا وارثی

Marfat.com

اس لئے :

"غیر اللہ کی امداد پر بھروسہ نہ کرو" [1]

(قولِ وارث)

کیونکہ : وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ (پ ۱۲ ع ۱۳۶)

ترجمہ : "اور اللہ ہی سے مدد لی جاتی ہے"

اس طرح بہ ہر عنوان سرکارِ وارث پاک نے مسبب الاسباب پر بھروسہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اس کے برخلاف —— سبب —— پر بھروسہ کرنے سے قطعی منع فرمایا ہے، بقولِ حضرتِ اویس علیہ الرحمہ :

"جب متوکل رزق کی تلاش میں نکلتا ہے تو اس کا توکل ٹوٹ جاتا ہے" [2]

اس لئے : فَتَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۵ (القرآن)

ترجمہ : "اگر تم ایمان والے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو"

گویا توکل ایمان کی دلیل ہے —— اس پر صدقِ دل سے ایمان لانا چاہیئے —— ورنہ :

"جس کو تصدیق نہیں، اس کا ایمان کمزور ہے" [3]

(قولِ وارث)

اسی لئے :

"اہلِ تصدیق کسب نہیں کرتے" [4]

(قولِ وارث)

چنانچہ عہدِ نبوی میں اس کی روشن مثال —— اصحابِ صُفّہ —— کی نورانی

---

[1] ارشاد الوارثیہ، جلد دوم، از شیدا وارثی

[2،3،4] ضیافت الاحباب، از شیدا وارثی

زندگی موجود ہے جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا و ایما سے ایک ہی جگہ سکونت رکھتے ہوئے متوکلانہ زندگی گزارتے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کسب وجہاد کی تکلیف نہ دیتے تھے لہ اور اس پر یہ اعزاز کہ خود خدائے پاک کلام پاک ہیں —— اصحاب صُفّہ —— کے افعال و کردار کی تعریف فرما رہا ہے —— سنیے :

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ (الیٰ) اِلْحَافًا (پ۳ ۵۶)

ترجمہ: "ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے —— زمین پر چل نہیں سکتے —— نادان انہیں تونگر سمجھے —— بچنے کے سبب —— آپ انہیں ان کی صورت سے پہچان لیں گے —— لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔"

اس آیۂ مبارکہ کے مطابق اللہ کے فقیروں کی یہ تعریف ہوئی کہ —— "وہ اللہ کی راہ میں مجاہدے کرتے ہیں —— ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں —— اپنے اسی ذوق وشوق کے سبب تجارت یا کسبِ معاش کے لئے کوئی سفر اختیار نہیں کرتے اور کسی سے کبھی سوال نہیں کرتے —— اسی شانِ بے نیازی کے سبب لوگ انہیں غنی سمجھتے ہیں —— بس وہ اپنی نورانی پیشانی کے سبب پہچانے جاتے ہیں —— صحیح معنی میں یہی اللہ کے فقیر ہوتے ہیں!" ؎

اسی آیۂ شریفہ کی روشنی میں وارثی فقیر اپنی زندگی کو فقر و قناعت کے نورانی سانچے میں ڈھالتے ہیں، محض اللہ کے بھروسہ پر قطعی متوکلانہ زندگی گزارتے ہیں۔

لہ مرأۃ الاسرار

؎ تفسیر حضرت شیخ اکبر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

احرام کا کفن

اللہ کی راہ میں ساری عمر وارثی فقیر ایک احرام ہی میں ملبوس رہ کر گزار دیتے ہیں چنانچہ مرنے کے بعد بھی انہیں اسی احرام میں لپیٹ کر دفن کر دیا جاتا ہے ـــــــ یہ طریقۂ تکفین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ :

" ایک شخص احرام باندھے تھا اس کو اونٹنی نے ٹکر مار دی، وہ مر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــــ اس کو مہندی کے پانی سے غسل دے کر اسی کے کپڑوں کا کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر نہ ڈھانکو ـــــــ قیامت کے روز یہ "لبیک" کہتا ہوا اٹھے گا " [۱]

عین اسی سنت عاشقانہ کی پیروی کرتے ہوئے سرکارِ وارث پاک نے اپنے فقیروں کے لئے حکم صادر فرمایا کہ :

" فقیر مر جائے تو اُسی تہبند (احرام) میں لپیٹ کر دفن کر دو ـــــــ یہی اس کا کفن ہے ! "

دوسری بات یہ ہے کہ ـــــــ حضرتِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھوں کے تارے یعنی سیدنا سرکارِ وارث پاک نے اپنے غلاموں کو اپنی آبائی سنت سے مستفیض کرنے کے لئے بھی یہ حکم صادر فرمایا تھا کیونکہ حضرت خاتونِ جنت نے وقتِ اخیر مولا علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی تھی کہ

" اسی جگہ اور اسی لباس میں مجھ کو دفن کرنا ـــــــ چنانچہ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا " [۲]

---

[۱] البدور السافرہ فی امور الآخرہ : از علامہ جلال الدین سیوطی

[۲] "جذب القلوب" از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

غرض کہ بسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت کے مطابق سرکار وارث پاک

نے یہ حکم فرمایا کہ:

"فقیر کا جہاں انتقال ہو وہیں (احرام میں لپیٹ کر) دفن کر دیں"

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ از روئے شریعت شہدار کو کفن کے

بجائے ان کے ملبوس ہی میں دفن کرتے ہیں اور عاشقان الٰہی تو حقیقی شہید ہوتے ہیں

کیونکہ شہید تو دشمن کی تلوار سے مرتا ہے اور عاشق ادائے دوست کے مارے

ہوئے ہوتے ہیں:

"ایں کشتۂ دشمن است و آں کشتۂ دوست"

لہٰذا فقرار کو ان کے ملبوس میں دفن کرنا شہدار کی تدفین کے بھی عین مطابق ہے ؎

حیاتِ جاودانی پا گئے جو مر مٹے ان پر
حقیقت میں ہیں بیدم چشمۂ آب بقا وارث

احرام کی پیلی رنگت

جس طرح آرام دہ لباس نفس کو حلاوت بخشتا ہے اسی طرح لباس کا رنگ

بھی خاص اثر و تاثیر رکھتا ہے اسی لئے صوفیار کو اپنی طبیعت کی فناد کے مطابق کسی

خاص رنگ سے نسبت ہوتی ہے چنانچہ لباس کا رنگ اہل طریقت کے حسب حال

ہوتا ہے۔

یہ تو سبھی کو معلوم ہے کہ سیدنا وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ——

عشق —— تھا اور عشاق کی معراج کمال —— فنائے کامل —— ہوتی ہے

اسی لئے اہل فنا کو خاک سے خاص نسبت ہوتی ہے جس کا حقیقی رنگ زرد ہے، یہی

وجہ ہے کہ سرکار وارث پاک نے اپنے لباس کے لئے خاص طور پر زرد رنگ

پسند فرمایا جسے اہل فنا سے خاص نسبت ہے۔

Marfat.com

قطع نظر اس کے کہ زرد رنگ میں ——— نسبتِ ابوترابی ——— کو بھی خاص دخل ہے کیونکہ آپ کے جدِ امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ——— "ابوتراب" (مٹی کا باپ) ——— کا خطاب عطا فرمایا تھا ——— اسی سنتِ مرتضوی کے طور پر سرکار وارثِ پاک نے ہمیشہ زمین پر لیٹنا بیٹھنا اختیار فرمایا اور اپنے احرام کے لئے بھی مٹی کے حقیقی رنگ کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ زرد رنگ آپ کی ——— ابوترابی نسبت ——— کو ظاہر کرتا ہے ؏

سرِ حلقۂ خاکیاں علی بود

قطع نظر ان سب باتوں کے زرد رنگ کی حرمت میں احادیثِ صحیحہ بھی موجود ہیں چنانچہ ——— صحیح بخاری، کتاب اللباس ——— میں ہے کہ:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ زرد رنگ کا لباس استعمال فرمایا کرتے تھے اور جب کوئی پوچھتا تو آپ بتاتے کہ ——— میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ استعمال کرتے دیکھا ہے اسی لئے میں زرد رنگ کو دوست رکھتا ہوں ———!"

اس کے علاوہ یہ روایت پڑھئے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سب رنگوں سے زیادہ زرد رنگ ہی کو عزیز رکھتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ پسند تھا!"[1]

اور سب سے بڑی بات یہ کہ ——— خود مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو دو زرد چادریں آپ کے لباس میں ہوں گی ———!"[2]

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ میں احرام پوش ہوں گے۔

---

[1] تیسیر القاری شرح صحیح بخاری

[2] سنن ابو داؤد، جلد ثانی، بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

چادر شریف

وارثِ پنجتن کی چادر ہے
اک حسین گلبدن کی چادر ہے

کیوں نہ ہو پیلا پیلا رنگ اس کا
عاشقِ خستہ تن کی چادر ہے

اس کی چھاؤں میں دونوں عالم ہیں
سایۂ ذو المنن کی چادر ہے

بلبلانِ حرم چہکتے ہیں
فخرِ گل پیرہن کی چادر ہے

کیجئے اس پہ تازہ پھول نثار
رشکِ سرو و سمن کی چادر ہے

سب جسے روحِ کائنات کہیں
یہ اسی جانِ من کی چادر ہے

اہلِ محفل نہ سر پہ کیوں رکھیں!
نازشِ انجمن کی چادر ہے

کیوں نہ کاوش لگائے آنکھوں سے
وارثِ پنجتن کی چادر ہے

Marfat.com

سلسلۂ وارثیہ میں نقش و تعویذ اور عملیات کی ممانعت

اکثر بزرگانِ دین نے خلق کی حاجت روائی کے لئے نقش و تعویذ کا لکھنا خود بھی پسند فرمایا ہے اور فلاحِ عام کے لئے عملیات مقرر بھی فرمائے ہیں مگر راہِ طریقت میں عشق و محبت کے مارے ہوؤں کا معاملہ دوسرا ہوتا ہے یہاں تو بس :

"رضائے یار عاشق کا ایمان ہے ۔" (قولِ وارث)

لہٰذا جو صحرائے عشق میں سرگرداں ہیں انہیں بھلا تعویذ گنڈوں سے کیا کام ؟ ؎

دے کے دل ہم جو ہو گئے مجبور
اس میں کیا اختیار ہے اپنا

چنانچہ مسلکِ عشق میں تو ظاہری کوشش بھی ممنوع ہے ؎

مسلکِ عشق میں ہے فکر حرام
دل کو تدبیر آشنا نہ کریں

بلکہ مرضیٔ یار کے خلاف فکر و تدبیر کرنا ——— آدابِ عشق ——— کے سراسر خلاف ہے ؎

مرضیٔ یار کے خلاف نہ ہو
لوگ میرے لئے دعا نہ کریں

عاشق تو مرضیٔ یار کے خلاف سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ :

" عاشق کا منصب یہ ہے کہ معشوق کے آگے سرِ تسلیم خم رہے ۔"
(قولِ وارث)

ہم بھی تسلیم کی خُو ڈالیں گے ؎
بے نیازی تری عادت ہی سہی

اس کی وجہ یہ ہے کہ :

" معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب ہی رحم و فضل ہے ۔" (قولِ وارث)

Marfat.com

؎ جفا کو بھی وفا سمجھو کہ حسرت
تمہیں حق ان سے کیا چون وچرا کا

اس لئے :

" عاشق کو لازم ہے کہ سر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی غیر نہیں !" (قولِ وارث)

؎ غم ہے محبوب اس لئے مجھ کو
میرے محبوب کی امانت ہے

تصوّف کا یہ نکتہ سمجھ لیا جائے تو سبھی مشکلیں آسان ہو جائیں ؎

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

یہ مقامِ تسلیم و رضا ہے ——— یہ بڑی سخت منزل ہے ؎

غم سے نازک ضبطِ غم کی بات ہے
یہ بھی دریا ہے مگر ٹھہرا ہوا

مگر عاشقانِ جانباز صبر و رضا ہی میں سکونِ قلب پاتے ہیں ——— یہ مقامِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے ؎

ستم ہو یا کرم، دونوں کو یکساں وہ سمجھتا ہے
سرِ عاشق درِ جاناں پہ خم یوں بھی ہے اور یوں بھی

تو نتیجہ یہ نکلا کہ :

اَلْفَقِیْرُ هُوَ الَّذِیْ لَا یَکُوْنُ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ حَاجَةٌ [1]

ترجمہ : فقیر وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی حاجت نہ ہو۔"

چنانچہ سرکارِ وارث پاک فرمایا کرتے تھے :

---

[1] طبقاتِ کبریٰ ، از امام شعرانی

Marfat.com

" فقیر کو چاہیے کہ اللہ سے بھی نہ مانگے، کیا وہ نہیں جانتے جو شہ رگ سے بھی قریب ہیں ——— !"

ے رل رہے گا جو اُن سے ملنا ہے
لب کو شرمندۂ دعا نہ کریں

اسی لئے سرکارِ وارث پاک والہانہ انداز میں فرمایا کرتے تھے :

" دعا مانگنا تسلیم و رضا کے خلاف ہے ۔"

ے مجھ سے محتاجوں کو بے مانگے ملا کرتا ہے
عرضِ حاجت ترے دربار میں ہے بے ادبی

(بیدم وارثی)

چنانچہ وارثِ پاک کی اپنے فقراء کو سخت ہدایت ہے کہ :

" تعویذ، گنڈا، دعا، بد دعا کچھ نہ کرے ۔"

کیونکہ :

" محبوب کی دی ہوئی چیز سے گھبرانا محبت کے خلاف ہے "

(قولِ وارث)

لہذا ے کسی کروٹ کسی پہلو نہ آئے چین بیدم کو
ترقی تیری اے دردِ محبت ہو تو ایسی ہو

اسی وجہ سے سرکارِ وارث پاک فرمایا کرتے تھے :

" محبوب کی شکایت مذہبِ عشّاق میں کفر ہے "

ے نہ مانگ زاہدِ ناداں ذرا سمجھ تو سہی !
شکایتیں ہیں یہ کس کی، دعا کے پردے میں

چنانچہ بقول بیدم وارثی ایک سچے عاشق کی تو یہ کیفیت ہوتی ہے ے

نہ خوفِ دوزخ نہ شوقِ جنت ، میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں
مجھے برابر ہے رنج و راحت ، میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

Marfat.com

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ایک سچے عاشق کا مقصودِ حیات، محبوب کی ذات ہوتی ہے
جس پر قربان ہو جانا ہی محبت کی معراج ہے ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

مدعا ، شاہِ وارث

کروں جان تم پر فدا، شاہِ وارث
یہی دل کا ہے مدعا، شاہِ وارث

میں پھیلاؤں دستِ طلب کس کے آگے
ہوں تیرے ہی در کا گدا، شاہِ وارث

مصیبت میں مجھ بے نوا کو بچا لو
تمہارا ہی ہے آسرا، شاہِ وارث

دکھا دو خدارا حقیقت کا رستہ
مرے ہادی و رہنما، شاہِ وارث

پہنچ جائے روضہ پہ اخگر تمہارا
نگاہِ کرم مجھ پہ، یا شاہِ وارث!

(منشی احمد حسین اخگر، رائے بریلوی)

عاشق کی آخری منزل

عاشق کی آخری منزل ——— محبوب کی ذات میں فنا ہو جانا ہے ———

اور یہی توحیدِ کامل ہے ——— بقول مولانا روم ؒ

تو درو گم شو کہ توحید ایں بود

چونکہ عاشق کی زندگی موت کے مترادف ہوتی ہے اس لیے اس کا لباس بھی مردے جیسا ہی ہونا چاہیے اسی لیے سرکارِ وارثِ پاک اپنے فقراء کو احرام عطا فرماتے وقت جتا دیتے تھے کہ :

" یہ کفن ہے "

" جس طرح مردے کو اسبابِ دنیا سے کوئی تعلق نہیں اسی طرح فقیر کو چاہیے کہ دنیا اور اسبابِ دنیا سے سروکار نہ رکھے " لے

(قولِ وارث)

ان صریح احکامات کے باوجود اگر کوئی فقیر دنیا کی محبت میں پھنسا ہوا ہے تو گویا اس نے احرام پوشی کا حق ادا نہ کیا ——— فقر کے نام کو بٹہ لگایا اور درویشی کو رسوا کیا ——— قدرت کے نزدیک نہ وہ کسی نعمت کا حق دار ہے، نہ کسی انعام کا مستحق !

شریعت اور محبت

" خدا کے حکم کی تعمیل ہی خدا سے محبت کی دلیل ہے "

———

سرکار وارث پاک کا یہ قول محبت کا حقیقی معیار ہے اس کے برخلاف اگر کو شخص زبانی طور پر تو محبت کا دعوئی کرتا ہے لیکن احکاماتِ محبت کا بجا لانا ضروری نہ سمجھتا تو ایسے خودسر شخص کو سرکار وارث پاک بے ادب قرار دیتے ہوئے فرما ہیں کہ : ———

" شریعت میں خود بینی آدابِ عبدیت کے خلاف ہے ——— "

Marfat.com

بہت نازک ہیں آدابِ محبت
نظر سے کام لیتا ہوں جبیں کا

سرکار وارث پاک کے اس صریحی حکم کے خلاف اگر کوئی شخص پھر بھی اپنی بے عملی پر بضد ہے تو صریحاً وہ قانونِ محبت کا باغی ہے چنانچہ شریعت سے سرکشی کرنے والوں کو راندۂ درگاہ کرتے ہوئے سرکار وارث پاک اعلانِ عام فرماتے ہیں کہ :ــــــ

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے ــــ"

چنانچہ سرکار وارث پاک ہی نے جب بے نمازی کو اپنے حلقہ بیعت سے خارج کر دیا ہے تو ایسے دھتکارے ہوئے بے نمازی کی کسی بات کو کوئی وزن نہ دینا چاہیئے اور قول وارث پاک کے خلاف اس بے نمازی کی کسی دلیل پر کان نہ دھرنا چاہیئے کیونکہ :

"ہر شخص پر پابندئ شریعت اور اتباعِ سنت لازم ہے ــــــ !"

یہ اللہ، رسول اور سرکار وارث کا اٹل فیصلہ ہے جس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ خود وارث پاک نے "عشق" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :ــــ

"ع" ــــــ سے عبادتِ الٰہی

"ش" ــــــ سے شریعت کی پابندی

اور "ق" ــــــ سے قربانیِ نفس، مراد ہے

مزید یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ :ــــــ

عاشق کے شروع میں ــــ "عین" ہے

اور شرع کے آخر میں ــــ "عین" ہے

یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا ــــــ !

اس تمام بحث سے یہ حقیقت پوری طور پر آشکارا ہو گئی کہ "محبت اور شریعت" ــــ لازم و ملزوم ہیں اور جو اس کی خلاف ورزی کرے وہ

Marfat.com

سراسر ملزم ہے اس لئے :——

"انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے انجام کار کامیاب ہوگا —— اگر نفس کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس وجود کو سزائے دار دی جائے گی" —— (قول وارث پاک) [1]

گگریا سادھو ہمری

وارث پیا مورے بانکے سانوریا، گگریا سادھو ہمری
نہا پریم کی بھاری گگریا، ہم سے ناہیں سمہری
گگریا سادھو ہمری
آپ تو سوامی پار اتر گئے، اوڑھ کے کاری کمری
گگریا سادھو ہمری
تم پنجتن کے راج دلارے، ہم چیری تمہری
گگریا سادھو ہمری
بیدم وارث جب نہ بسرے، چنتون لاج بھری
گگریا سادھو ہمری

(بیدم وارثی)

---

[1] ندائے غیبی از محبوب شاہ وارثی

Marfat.com

تارکِ نماز، وارثی نہیں ہو سکتا

سرکارِ سراپا عمل کی جیتی جاگتی پوری زندگی کتابی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ حقائق سے ثابت ہے کہ سرکارِ وارثؒ پاک کی نورانی زندگی کا ہر سانس ذکرِ الٰہی سے مملو ——— دل ہمہ وقت یادِ الٰہی میں غرق ——— اور جسمِ اطہر عجز و نیاز کی مکمل تصویر بنا ہوا ہے مگر افسوس کہ پھر بھی دن دہاڑے آفتابِ ولایت کی نورانی سیرت کے اجالے میں بعض اندھیروں کے پجاری یہ الٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ:

"ہم تو سرکار کی محبت اور پیروی میں نماز نہیں پڑھتے ———"

ایسے سچے عاشقوں سے بس اتنی سی گذارش ہے کہ ——— ذرا سرکار کی محبت میں کھانا کھانا بھی تو چھوڑ دو ——— سرکار نے تو چالیس چالیس دن کا فاقہ کیا ہے ——— تم صرف چار دن ہی مسلسل بھوکا رہ کر دکھا دو! ——— مگر ایسی نورانی سنتیں ان سے کہاں پوری ہونے کی جو مسٹرانہ، بدبو اور تعفن پیدا کرنے والی مرغن غذاؤں سے جسم پر گوشت کے لوتھڑے چڑھاتے رہتے ہیں ——— لذیذ کھانوں کے چٹخارے تلاش کرتے پھرتے ہیں اور تن پروری کے لئے لمبے چوڑے دستر خوان سجاتے ہیں ——— قیصر و کسریٰ کی سنت ادا کرنے والوں کو فقیری اور درویشی سے بھلا کیا واسطہ؟ ——— روحانیت سے انہیں کیا تعلق؟ روح کی لطافت سے انہیں کیا نسبت؟ ——— انہیں بھلا کیا معلوم کہ روح بھوکے رہنے سے طاقتور ہوتی ہے کیونکہ روح کی غذا ——— بھوک ہے ——— بھوک ہی سے روح کو یہ لطافت حاصل ہوتی ہے کہ سالکانِ خدا ایک وقت میں کئی کئی جگہ موجود پائے جاتے ہیں ——— کبھی بیت المقدس میں نماز پڑھتے نظر آتے ہیں تو کبھی خانۂ کعبہ میں امامت فرماتے ہیں ——— مگر یہ لوگ نہ تو کبھی مکہ میں دیکھے گئے نہ مدینہ میں نظر آئے ——— ! تو پھر شاید یہ لوگ عرش پر فرشتوں کے ہمراہ نماز پڑھ لیتے ہوں گے! ——— مگر لطف کی بات یہ ہے کہ کھانا ——— یہیں ——— اسی دنیا

میں ــــــ اسی منہ سے کھاتے ہیں ــــــ جس منہ سے سرکارِ وارث پاک پر بے نمازی ہونے کا الزام لگاتے ہیں ــــــ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

اب ذرا ان سچے بادشاہوں سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ جناب ذرا یہ تو بتایئے کہ سیدنا وارثِ پاک نے نماز کب چھوڑی؟ ــــــ البتہ سرکارِ وارثِ پاک نے نماز چھوڑنے والوں کو چھوڑ دیا ــــــ چنانچہ صاف صاف اعلان فرما دیا کہ:

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے ــــــ!"

ذرا اس اعلان کو سرکارِ وارثِ پاک کے نورانی ملفوظات میں سے خارج کر کے تو دکھاؤ ــــــ اگر یہ ناممکن ہے تو ضرور ہے کہ وارثِ پاک کے اعلان کے مطابق اپنے نام کو وارثی دفتر سے خارج سمجھو ــــــ!

جہاں تک نماز اور سرکارِ وارثِ پاک کی ذات کا تعلق ہے تو سنو ــــــ اسلام کا رکنِ اعظم ہونے کی حیثیت سے نماز کے ساتھ سرکارِ وارثِ پاک کا تعلق خاص تھا ــــــ نماز کے ساتھ آپ کا بے حد حساب ذوق و شوق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے چلچلاتی دھوپ میں آپ ننگے سر، ننگے پاؤں پیدل چل کر مسجد تک تشریف لے جاتے تھے اور راستے کی طویل مسافت طے کرنے کے لئے ہرگز سواری قبول نہ فرماتے تھے[1] نماز آپ ہمیشہ اول وقت میں اور نہایت اطمینان سے پڑھتے تھے۔ نماز کا ہر رکن آپ دیر دیر میں ادا فرماتے تھے[2]

نماز کی ظاہری ادائیگی کا آپ کو اس درجہ لحاظ تھا کہ اخیر زمانہ میں جب استغراق زیادہ بڑھ گیا تو اپنے پاس موجود خدام سے آپ تصدیق فرماتے کہ ــــــ "کیا نماز ٹھیک طرح ادا ہوگئی؟" ــــــ اگر وہ تصدیق کر دیتے تو ٹھیک ــــــ ورنہ

---

[1] حیاتِ وارث ، از شیدا وارثی

[2] انوارِ اولیاء ، از رئیس احمد جعفری

Marfat.com

اور ویسے بھی اخیر دنوں میں آپ وہی نماز دوبارہ اور سہ بارہ ادا فرماتے [1] —— اپنی تسلی کے لیئے آپ ایک وقت کی نماز کو کئی کئی بار ادا کرتے اور اگر کوئی اعتراض کرتا تو فرماتے:

"خیر! پھر پڑھ لی اس میں تمہارا کیا حرج ہوا؟" [2]

حالانکہ آخر وقت ضعف حد درجہ بڑھ چکا تھا مگر پھر بھی اصرار یہی ہوتا تھا کہ نماز کھڑے ہوکر ہی ادا کریں گے، آخر دو خادم بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو کھڑا کر دیتے اور اپنے مولا کے حضور باادب کھڑے ہوکر ہی نماز ادا کرتے رہے، آخر وقت تک آپ نماز وقت پر ہی ادا فرماتے رہے [3]

ان سب حقائق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ سرکارِ وارثِ پاک کا نماز کے ساتھ ذوق و شوق بے حد و حساب بڑھا چڑھا ہوا تھا، اس کے باوجود اگر اب بھی کوئی بدباطن اپنی خباثت چھپانے کے لیئے سرکارِ وارثِ پاک پر بے نمازی ہونے کا الزام لگائے تو شوق سے اپنی عاقبت خراب کرے اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے، اس سے سرکارِ وارثِ پاک کا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ سرکارِ وارثِ پاک تو نماز کی بڑی سختی سے پابندی کرنیوالے تھے! —— آپ تو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ رات رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے اور دوسروں کو بھی نماز کی سختی سے ہدایت فرمایا کرتے تھے —— آخر یہاں تک فرمادیا کہ:

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے —!" [4]

---

[1] مشکوٰۃِ حقانیہ

[2] حیاتِ وارث، حصہ دوم، از منعم بیگ وارثی

[3] انوارِ اولیاء، از رئیس احمد جعفری

[4] حیاتِ وارث، از شیدا وارثی

Marfat.com

وارثی فقیر کی پہچان

اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکار وارث پاک نے اپنے احرام پوش فقرار کی بڑی عزت افزائی فرمائی ہے ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ——— ان کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کے رنج کو اپنا رنج بتایا ہے۔ اور ہے بھی یہی بات! چنانچہ وارث پاک کا عکسِ جمیل ہونے کی صورت میں کسی احرام پوش فقیر کی جتنی بھی تعظیم و تکریم کی جائے وہ کم ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ——— جس فقیر کے ہاتھ کو سرکار وارث پاک نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے جس کی خوشی کو اپنی خوشی اور جس کے رنج کو اپنا رنج کہا ہے اس احرام پوش فقیر کی پہچان کے لئے کچھ خاص نشانیاں بھی سرکار وارث پاک نے بتادی ہیں تاکہ اصلی اور نقلی کی پہچان ہو سکے اور سادہ لوح وارثی مرید شیر کی کھال میں کسی بھیڑیے کو دیکھ کر دھوکا نہ کھا جائیں اس لئے یہ خاص نشانیاں اور امتیازی خوبیاں جس احرام پوش فقیر میں ہوں اس کا شایانِ شان استقبال کر کے گھر میں اتارا جائے اور اس کی خوب خدمت کی جائے لیکن اس کے برخلاف جو احکامات وارثی کا باغی ہو اسے منہ نہ لگایا جائے کیونکہ سرکار وارث پاک نے اپنے فقیر میں ان اوصاف کا ہونا ضروری قرار دیا ہے چنانچہ سرکار وارث پاک فرماتے ہیں، ———

"فقیر وہ ہے جس کے پاس بجز خدا کچھ نہ ہو"

"فقیر کو سوال حرام ہے ——— اگر سات روز کا فاقہ بھی ہو جائے تو زبان پر نہ لائے ——— مر جائے مگر ہاتھ نہ پھیلائے"

"فقیر کو چاہیئے کہ انجام کو دیکھے اور زمین ہی کو بستر بنائے ——— تخت، کرسی، پلنگ پر بیٹھنے سے رعونت آتی ہے۔"

زمیں کی طرح جس نے عاجزی و خاکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانکا آسماں ہو کر

"فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں ——— فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو تو فقیر ہے ———"

Marfat.com

"فقیر جورو بچوں کی محبت میں نہ پھنسے ——— دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بہن سمجھے ———"

"فقیر کو تعویز گنڈا کرنا حرام ہے ———"

"فقیر کو تقریبات شادی و غمی میں شرکت کرنا ——— سیاحت کے لئے سواری کا انتظام کرنا ——— مکان بنانا اور مال و اسباب جمع کرنا سخت منع ہے ———"

اس کے علاوہ آپ نے سخت لہجہ میں فرمایا ———

"جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے ———"

"جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں ———"

ان تمام ضابطوں کی سرکار وارث پاک نے حکماً تعلیم فرمائی ہے اور اپنے فقیروں میں ان خوبیوں کا ہونا لازمی قرار دیا ہے۔ [1]

جن میں یہ اوصاف حمیدہ موجود ہوں سمجھنا چاہیئے کہ وہی سچے وارثی فقیر ہیں خواہ وہ احرام پوش ہوں یا احرام پوش نہ ہوں جیسا کہ خود سرکار وارث پاک نے اپنے ہر وارثی مرید کو سمجھا دیا ہے کہ: ———

"خدا کا ملنا صرف تہبند (احرام) پر موقوف نہیں۔ طلب پختہ ہو تو وہ ہر لباس میں مل سکتا ہے ———"

چنانچہ طلب پختہ کے ساتھ کوئی بھی سادہ پوش وارثی اگر ان سرکاری ضابطوں کی پابندی کرتا ہے تو وہ بے عمل احرام پوش سے بدرجہا بہتر ہے۔ [1]

شوقِ پابندیٔ آداب پہ ہنسنے والو ؟
یہ ہے نادانی، تو نادانی بھی، دانائی ہے

(مظہر عرفانی)

---

[1] ھدائے غیبی از حضرت محبوب شاہ وارثی

Marfat.com

درحقیقت احرام پوش فقراء تو یہ فریضۂ محبت ادا کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ لوگوں کو عشقِ الٰہی کا سبق پڑھائیں اور نئے وارثیوں کو وارثی تعلیمات سے آگاہ کریں اور ان کی تربیت فرمائیں (بشرطیکہ وہ خود بھی کماحقہٗ تعلیمات وارثی سے واقف ہوں اور اس پہ عامل بھی ہوں ——— !) اس طرح احرام پوش فقراء اگر فی الواقع لباس فقر سے آراستہ اور تمغۂ الفت سے پیراستہ ہوں تو قابلِ تقلید ہیں ——— تصویرِ وارث ہونے کی صورت میں وہ فی الواقعی اپنی جگہ قابل صد احترام ہیں ———

کیونکہ احرام پوش فقیر ہونے کی حیثیت سے تمام وارثیوں کے برادرِ بزرگ ہے اور حدیث شریف کی رو سے بڑا بھائی ——— باپ کی جگہ ہوتا ہے ——— !

اس لئے ان کی تعظیم بجالانا لازم اور ادب و احترام کرنا فرض ہے ——— لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ——— بڑا بھائی ہر چند کہ باپ کی جگہ ہوتا ہے مگر پھر بھی فی الواقع وہ خود ——— باپ ——— نہیں ہوتا۔ ع

تجھ سے جہاں میں لاکھ سہی تو مگر کہاں

دراصل باپ تو وہی ہوتا ہے جو حقیقی باپ ہوتا ہے ——— اس لئے احرام پوش فقراء بزعم خود کبھی اپنے آپ کو سرکار وارث پاک جیسی تکریم و تعظیم کا سزاوار نہ سمجھیں بلکہ خود کو ہر حال میں سرکار وارث پاک کا حقیر غلام اور ادنیٰ خادم ہی کہتے رہیں ——— کیونکہ ؎

حسن و عشق ایک ہیں، آپس میں نہیں ہے کچھ فرق
یہ اگر سچ ہے، تو کیا ان کے برابر ہم ہیں ؟

کبھی نہیں ! ——— کبھی بھی نہیں !!

آئینِ وارثی کی رو سے بڑے سے بڑا احرام پوش فقیر ہر چھوٹے سے چھوٹے وارثی کا پیر بھائی ہے ——— محض پیر بھائی !

کیونکہ قیامت تک تمام نئے پرانے وارثیوں کے ”روحانی باپ“ تن تنہا وارث پاک ہیں ——— صرف وارث پاک ——— اور کوئی نہیں ——— قطعی نہیں ؎

Marfat.com

کیوں نہ تم پر نثار ہو بیدم
میرے وارث علی غالم ہو

روحانی باپ، وارث پاک

اصولِ طریقت کے مطابق بلاشک وشبہ تمام وارثیوں کے ــــ "روحانی باپ" حضرت وارث پاک ہیں ــــ کیونکہ ! ــــ

"جس طرح ــــ "پدرِ صوری" ــــ ہمارا جسمانی باپ ہوتا ہے اسی طرح ــــ "پدرِ معنوی" ــــ ہمارا ــــ روحانی باپ ــــ ہے ــــ "[۱]

چنانچہ سید علی محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ! ــــ

"پس حلال نہیں ہے کہ تم اپنے "حقیقی باپ" ــــ کے سوا اور کے نام سے پکارے جاؤ ــــ !"[۲]

اس سے ثابت ہوا کہ ــــ "حقیقی باپ" ــــ وارث پاک کے سوا کسی اور (احرام پوش وارثی فقیر) کے نام سے (منسوب ہو کر) ــــ اگر کوئی وارثی پکارا جائے تو یہ کسی طرح حلال نہیں ــــ !

کیونکہ حلالی بیٹا اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ نہیں بناتا ــــ بالکل اسی طرح کسی احرام پوش فقیر کو اپنا پیر طریقت کہنا قطعی حرام ہے ــــ سلسلۂ وارثیہ میں اس کا کوئی جواز نہیں ــــ تصوف کا یہ اٹل فیصلہ ہے اور طریقت کا ناقابل تردید اصول ہے قدیم سے قدیم اور عظیم سے عظیم احرام پوش فقیر قیامت تک آنے والے بعد کے تمام وارثیوں کے پیر بھائی رہیں گے ــــ محض پیر بھائی ــــ البتہ پیر بھائیوں میں برادرِ بزرگ کی حیثیت سے ممتاز ضرور ہوں گے ــــ

---

[۱] عوارف المعارف۔ از شیخ شہاب الدین سہروردی [۲] طبقات الکبریٰ از امام شیرانی

Marfat.com

لیکن اس سے بڑھ کر وہ کسی کے پیر بننا چاہیں تو یہ قطعی ممکن نہیں ـــــ سلسلۂ وارثی میں رہ کر پیر وہ کسی کے نہیں ہو سکتے ـــــ کیونکہ ـــــ پیر سب کے صرف اور صرف وارث پاک ـــــ ہی ہیں ـــــ اور ہمیشہ ہمیشہ وارث پاک ہی سب وارثیوں کے پیر رہیں گے ـــــ یہ قیامت تک کے لئے سرکار وارث پاک کا دائمی فیصلہ ہے جسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا ـــــ کیونکہ یہ محبت کا ان مٹ اصول ہے ـــــ یہ عشق کا ناقابل تبدیل آئین ہے ـــــ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

وارث پاک زندہ باد ـــــ محبت پائندہ باد

ھُوَالْوَارِثُ

تمہیں تو رمزِ خالق کاشفِ اسرارِ وحدت ہو
تمہیں غواصِ معنی ہائے امواجِ حقیقت ہو
یقیں ہے سبزہ زارِ خلد، در شکِ باغ جنت ہو
تمہارے زیرِ سنگِ آستاں اپنی جو تربت ہو
کہ تم تازہ بہارِ گلشنِ ملکِ ولایت ہو

نہ کیوں حامل لوائے احمدی ہو بزم داور میں
کیا خالق نے پیدا تجھ کو حبِ آلِ پیمبر میں
تو ہی ہے وارثِ آلِ عبا اولادِ حیدر میں
رہے باقی نہ عاصی ایک بھی میدانِ محشر میں
دمِ پرسش جو تیرا جوش پر دریائے رحمت ہو

جو چاہے تختِ درویشی ترے دربار میں آئے
جسے حاجت ہو شاہی کی تری سرکار میں آئے

Marfat.com

بدلنے کفر سے ایماں ترے بازار میں آئے
برہمن بھی اگر ناقوس اور زنار میں آئے
تو محتاطِ شریعت اور پابندِ طریقت ہو

شبِ غم کو سحر اور صبح کو پھر شام کرتے ہیں
جو مر مر کر تری الفت میں زندہ نام کرتے ہیں
خدا کی شان ہے آغاز کو انجام کرتے ہیں
ہو الوارث جو کہہ کر ابتدائے کام کرتے ہیں
نہ کیوں ہر کام میں حاصل انہیں پھر فتح و نصرت ہو

تصورِ شیخ

تصورِ شیخ پر ——— پر تصوف کی بنیاد ہے ——— اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے ——— اسی سے ہر مرید کو منزلِ مراد ملتی ہے ؏
نثار اپنے تصور کے کہ ہر جا وصل حاصل ہے

اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لئے سرکارِ وارثِ پاک نے بڑا خوبصورت جملہ عطا فرمایا ہے کہ :

" مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو ——— "

طریقت کے اس بنیادی اصول کے مطابق وارثیوں کی "مراد" ——— خود سیدنا وارثِ پاک ہیں !

چنانچہ جب وارثِ پاک ہی ہر وارثی کی منزل مراد ٹھہرے تو اس کے آگے کی یہ تعلیم ہے کہ :

" خیال میں معشوق کی صورت نقش کرنی چاہیے ——— !"

(قولِ وارث)

Marfat.com

اور اس پختگی سے نقش کرنی چاہیئے کہ وارثِ پاک ہی کی صورت ہر جگہ ہر وقت ہر وارثی کے ساتھ رہے ؎

جہاں تم ہو وہاں ہم ہیں
جہاں ہم ہیں وہاں تم ہو

(بیدم وارثی)

چنانچہ فرمایا :

" پیر کی صورت ہر وقت سامنے رہے، وہی صورت ہر جگہ نظر آئے، یہی ——— فنا فی الشیخ ہے "

؏ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

تصورِ شیخ کے اس بنیادی قانونِ طریقت پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جب تمام وارثی تصوف کی اس بنیادی حقیقت کو سمجھ لیں کہ ——— وارثیوں کے لئے وارثِ پاک کے علاوہ کسی دوسری صورت کا تصور تک حرام ہے ——— جی ہاں ! یہ خود وارثِ پاک نے فرمایا ہے کہ :

" عاشق کو ایک صورت کے سوا دوسری صورت حرام ہے "

پس ثابت ہوا کہ صرف اور صرف وارثِ پاک کا تصور ہی ہر وارثی کی زندگی کا ماحصل ہونا چاہیئے ؎

ایسی آنکھوں کے تصدق مری آنکھیں بیدمؔ
دوسرا دیکھ نہ پائیں جو سوائے وارث

(بیدم وارثی)

خود سرکارِ عالی وقار کا ارشادِ گرامی ہے کہ :

" یار کا تصور ہی، عاشق کی زندگی ہوتی ہے ——— ! "

Marfat.com

ے ترا جمال ہے، تیرا خیال ہے، تو ہے
مجھے یہ فرصتِ کاوش کہاں کہ کیا ہوں میں؟

چنانچہ تصوف کے اس اہم اصول کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ :

"جو پیر کی شکل ہے بس یہی سب کچھ ہے ——!"

ے شاید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقشِ پا کے بعد

اسی نظریہ حقیقی پر سرکارِ وارثِ پاک نے اپنا سب سے زیادہ زورِ بیان صرف کیا ہے، آخر یہاں تک فرما دیا ہے کہ :

"عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے ——!"

ے ترے عشق میں جو فنا ہو گئے ہیں
خدا کی قسم با خدا ہو گئے ہیں

چنانچہ اے عاشقانِ وارث اگر وصلِ خدا کی آرزو ہے تو تصورِ وارث میں فنا ہو جاؤ تاکہ اس فنا سے بقائے دوام حاصل ہو کیوں کہ پیر کی ذات ہی میں سب کچھ ہے، بقولِ وارث پاک :

" پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے —— پیر کی ذات ہی میں —— "فنافی الرسول" اور —— فنافی اللہ —— کا مرتبہ مل جاتا ہے۔"

اور پھر تمثیل میں آپ نے مولانا روم کا یہ شعر پڑھا ے

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

Marfat.com

دل میں سمائے وارث

آنکھوں میں آئے وارث دل میں سمائے وارث
تیرے لیے ٹھکانے کیا کیا بنائے وارث

خاکِ شفا سے بہتر کحل البصر سے بڑھ کر
اکسیر عاشقوں کی ہے خاکِ پائے وارث

اے آفتابِ محشر، محشر سے مت ڈرائیے
سایہ فگن ہے ہم پر ظلِّ ہمائے وارث

اصغؔر کی یہ تمنّا بر آئے یا الٰہی
دل ہو نثارِ وارث جاں ہو فدائے وارث

(اصغرؔ وارثی شاہجہان پوری)

محبّت میں رقابت

"محبت میں رقابت ضرور ہوتی ہے"

سرکار وارث پاک کے اس قول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ —— محبت میں رقابت —— کیوں ہوتی ہے —— ؟

بات یہ ہے کہ معشوق کی غیرتِ عشق یہ کبھی گوارہ نہیں کر سکتی کہ عاشق کسی اور پہ مرے —— کسی غیر کا دم بھرے۔

اس کا محب صرف اسی کا ہو کر رہے محبوب تو بس یہی چاہتا ہے کہ کسی غیر کا خیال تک دل میں نہ لائے —— حتیٰ کہ عاشق کا یہ عالم ہو جائے گا کہ :—— ؎

Marfat.com

یہ میرا شوق کہ میں تجھ کو برملا دیکھوں
یہ میرا رشک کہ میں خود سے بھی چھپاؤں تجھے

اسی جذبے کے تحت سرکار وارث فرمایا کرتے تھے:—

"عاشق کو ایک صورت کے سوا دوسری صورت حرام ہے"

ان پر زور الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عاشق و معشوق کے درمیان کسی تیسری ہستی کو حائل نہیں ہونا چاہیئے — عاشق و معشوق کے درمیان اگر کوئی تیسری ہستی آئے تو یقیناً "رقیب روسیاہ" ہے — "شیطان لعین" ہے جو عاشق کو معشوق سے جدا کر رہا ہے جبکہ وصلِ حقیقی کے لئے بقول وارث پاک یہ ضروری ہے کہ:

"مرید اپنے پیر سے اس طرح ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے۔ تو وہی قطرہ دریا ہو جاتا ہے — پھر اسے کوئی قطرہ نہیں کہتا —"! ے

"قطرہ دیا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے" (بیدم)

یہی قطرہ کی معراج ہے۔ جیسا کہ سرکار وارث پاک فرماتے ہیں:—

"کمالِ عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے"

لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ محبت میں رقابت نہ ہو — مگر بقول وارث پاک رقابت تو ضرور ہو گی اس لیے عاشق جانباز کو رقیب روسیاہ سے نپٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کیونکہ راہِ محبت میں ہر ہر قدم پر شیطان مختلف چولے بدل بدل کر سامنے آتا رہتا ہے اور منزلِ مراد سے سالک کو بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے مگر عاشقِ الٰہی محض توفیقِ الٰہی سے محفوظ رہتا ہے۔ ے

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
"فیضانِ محبت عام سہی "عرفانِ محبت" عام نہیں
(جگر)

Marfat.com

وارث پیا! ڈوری چھوٹی جائے

ڈوری چھوٹی جائے، وارث پیا۔۔۔ ڈوری چھوٹی جائے
آس بھی ٹوٹی جائے، وارث پیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسی ابھاگن ہوں میں جگ میں
سونے کو گر ہاتھ لگاؤں
سونا مٹی بن جائے۔۔۔!۔۔

وارث پیا ڈوری چھوٹی جائے
آس بھی ٹوٹی جائے وارث پیا
ڈوری چھوٹی جائے

موجِ بلا میں گھر گیا بیڑا
موت بنی موجوں کا تھپیڑا
لنگر ٹوٹا جائے، وارث پیا۔۔۔۔۔۔۔

ڈوری۔۔۔۔۔۔۔۔
آس بھی۔۔۔۔۔۔۔
وارث پیا ڈوری۔۔۔۔۔

"کاوش" داسی پر بھی دیا ہو
دور مصیبت اور بلا ہو
قسمت پھوٹی جائے۔۔۔۔

وارث پیا ڈوری۔۔۔۔۔
آس بھی۔۔۔۔۔۔۔
وارث پیا ڈوری۔۔۔۔۔

Marfat.com

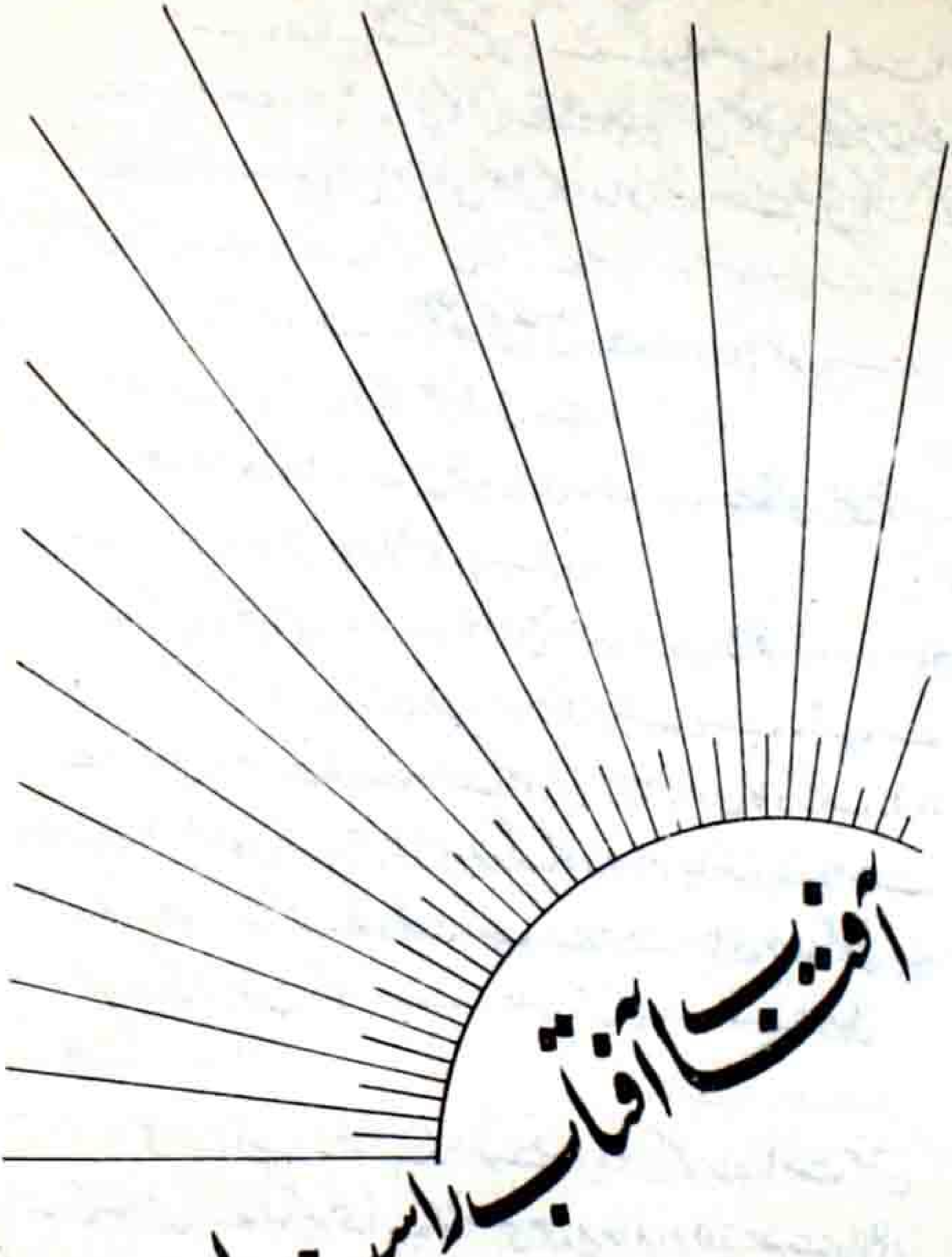

Marfat.com

وارثِ پاک کا سلسلۂ طریقت

سیدنا وارثِ پاک حسنی حسینی ہونے کے باوصف اور رحمتِ الٰہی کے طفیل، شکم مادر ہی میں ولیِ کامل تھے اور جذبۂ عشقِ حقیقی لے کر پیدا ہوئے تھے ——— پھر اس میں عشقِ کامل کا اضافہ براہِ راست پنجتن پاک کے فیضِ خاص سے ہوا تھا چنانچہ اس دور کے صوفیا کا مشہور قول ہے کہ:

"حاجی صاحب کے تو گھر کی کھیتی ہے، دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں مگر اپنی تو گاڑھی کمائی ہے۔"

چنانچہ عشقِ کامل کے طفیل شروع ہی سے آپ نے پنجتنی فیض خوب خوب لٹایا اور ہر خاص و عام کو فیض یاب فرمایا۔

اگرچہ لڑکپن میں بظاہر آپ کا تعلق "سلسلۂ قادریہ رزاقیہ" ——— اور ——— "چشتیہ نظامیہ" سے ضرور ہوا مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے غلاموں کو بیعت کرتے وقت کبھی بھی ان سلسلوں کا ذکر تک نہ فرمایا اور نہ ہی دیگر سلسلوں کی طرح کبھی کسی بزرگ کا رسماً نام لیا بلکہ اپنے دستِ فیض اثر سے بیعت کرتے وقت آپ نے صرف اتنا ہی پڑھانا کافی سمجھا:

"ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا ——— پنجتن پاک کا ——— خدا رسول کا ——— !"

اس طرح آپ نے اپنے سارے مریدوں کو براہِ راست پنجتن پاک کی پناہ میں لے لیا کیونکہ آپ کو نسبی طور پر خاتم الولایۃ حضرتِ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص ربطِ باطن تھا اور پنجتن پاک سے بڑی قوی نسبت تھی جو دیگر صوفیا میں عام طور سے نہیں پائی جاتی، اسی وجہ سے آپ کی ظاہری و باطنی کیفیات میں بے پناہ جوش و اثر موجود تھا جس کی نظیر نہیں ملتی، یہ سب "علوی مرتبت" کا اظہار تھا ؎

مرحبا اے گلِ گلزارِ رسولِ عربی
سارے عالم میں ہے روشن تری عالی نسبی

Marfat.com

شجرے کی حقیقت

سیدنا وارثِ پاک حقیقی طور پر وارثِ ارثِ مرتضوی تھے اسی لیے بیت کرتے وقت جن فیض رساں ہستیوں کے نام پڑھوائے بس یہی آپکا شجرۂ طریقت تھا ؎

بس دم یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النسا، حسین، حسن، مصطفٰے، علی

اسی لیے سرکارِ وارثِ پاک نے کسی بھی سلسلے کے شجرۂ طریقت کا بطورِ خاص کوئی خاص اہتمام نہ فرمایا اور نہ مرید کرتے وقت کسی کو کوئی شجرہ عنایت فرمایا اور نہ ہی آئندہ کسی کو بطورِ خاص کوئی شجرہ ورد کرنے کا حکم دیا بلکہ ؎

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

چونکہ آپ کا سلسلہ —— سلسلۂ عشق و محبت تھا اس لیے آپ نے شجرے کی حقیقت کا یوں انکشاف کیا :

" شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے —— یہاں دل کے شجرے سے کام ہے "

بے شک دل کا شجرہ ہی اصل شجرہ ہے جو عشقِ الٰہی کے طفیل ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے جس کی آبیاری انوارِ الٰہیہ سے ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ —— دل عرشِ الٰہی ہے ؎

جو راہِ معرفت میں کاروانِ دل قدم رکھے
تو ساری کائنات اڑ جائے گردِ کارواں ہو کر

اسی کاروانِ دل کے قافلہ سالار سیدنا وارثِ پاک ہیں جن کا مسلک "عشق" ہے اور جنہیں صرف —— "دل کے شجرے" سے کام ہے۔

Marfat.com

دستِ بیعت

یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سیدنا وارثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دریائے فیض وعطا کبھی بھی ——— دستِ بیعت ——— کا محتاج نہ رہا، سرکارِ والا کی طبیعت کی افتاد ہی کچھ ایسی تھی کہ روحانیت کا یہ بحرِ بیکراں کسی پشتے اور بند کا پابند نہیں رہ سکتا تھا ——— چنانچہ آپ نے اپنے انوار و برکات کو کسی رسم و روایت کا غلام نہ بنایا بلکہ ہر جگہ آزادانہ فیضِ روحانی لٹایا ——— چنانچہ اگر کبھی سفر کے دوران مرید ہونے والوں کا مجمع کثیر ہو گیا تو آپ نے کسی میدان میں اپنی پالکی رکھوادی اور اعلان فرمادیا:

"جو پالکی چھو لے، وہ ہمارا مرید ہے۔"

کسی مقام پر رسا ڈال دیا گیا ——— اس کا ایک سرا خود آپ نے تھام لیا اور فرمادیا:

"جو اسے پکڑ لے وہ ہمارا مرید ہے۔"

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جہاں لاکھوں کا مجمع جوشِ عقیدت میں بے قابو ہو گیا تو طالبین کو ایک محبت بھری نگاہ سے آپ نے دیکھ لیا اور فرمادیا:

"تم سب ہمارے مرید ہو۔"

اور لطف یہ کہ ہر شخص نے اپنے ظرف کے مطابق اسی ایک نظر میں سب کچھ پالیا اور مطمئن ہو گیا۔

بیعتِ اویسی

حضرتِ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نادیدہ طور پر محبوبِ خدا کے عاشق ہوئے اور رسالت پناہ سے غائبانہ طور پر پورا پورا باطنی فیض حاصل کیا۔

سرکارِ وارثِ پاک نے بھی طالبانِ حق کو بہ طریقۂ بیعت اویسیت کبھی

Marfat.com

کسی کی وکالت یا خط کے ذریعے داخلِ سلسلہ فرمایا اور پورا پورا فیض پہنچایا —— اور روحانی طور پر آج بھی آپ کا فیضِ باطنی عام ہے، چنانچہ بطریقِ اویسی آپ کا سلسلۂ بیعت —— محبت —— کے واسطے سے آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

بیعتِ رضوان

پارہ ۲۶ سورۂ فتح میں بیعتِ رضوان کا ذکر موجود ہے جس میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ایک ہاتھ کو حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور پھر اپنے ہی دوسرے ہاتھ پر خود اپنا ہاتھ رکھ کر ان کی جانب سے خود بیعت کی حالانکہ خود حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت غیر حاضر تھے مگر فیضانِ محمدی نے صحابی غیر موجود کو بھی محرومِ بیعت نہ رکھا —— اسی سنت پر سرکارِ وارثِ پاک نے عمل کرتے ہوئے عشقِ الٰہی کے طفیل اپنے عاشقانِ دور افتادہ کو بھی باطنی فیوض سے سرفراز فرمایا۔

خواب کی بیعت

سرکارِ وارثِ پاک نے اکثر بیدار بختوں کو عالمِ خواب میں شرفِ بیعت سے سرفراز فرمایا، بعد میں جب ایسے بیدار بخت مرید سرکار میں حاضر ہوئے تو سرکارِ والا نے تجدیدِ بیعت کی بھی ضرورت محسوس نہ کی بلکہ فوراً خواب کی بیعت کی توثیق کر دی اور صاف صاف فرمایا:

"تم تو پہلے ہی مرید ہو چکے ہو"

چنانچہ ۱۳۲۰ھ میں بمبئی کے مشہور تاجر سیٹھ عبدالرحمٰن نے سرکارِ وارثِ پاک سے عالمِ خواب میں شرفِ بیعت حاصل کیا، بیدار ہوئے تو دل پر عجب کیفیت طاری تھی، صورتِ شیخ دل پر نقش تھی مگر شیخ کا نام پتہ معلوم نہ تھا، آخر سیٹھ

Marfat.com

صاحب نے محلے کی مسجد کے پیش امام صاحب سے اپنے خواب کا ذکر کیا اور حضرت کی وضع قطع اور لباس کی تفصیل بتائی، مسجد کے امام عبدالعزیز صاحب خود ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے، فوراً پہچان گئے اور فرمانے لگے کہ اس شان کے بزرگ تو ——— حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ——— ہیں، سیٹھ صاحب کے دل میں تو آتشِ شوق بھڑک اٹھی تھی، فوراً پیش امام صاحب کو ہمراہ لے کر دیوہ شریف روانہ ہو گئے۔ جب بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئے تو سرکار نے دیکھتے ہی فرمایا:

"تم تو مرید ہو چکے ہو ——— پھر اس قدر دور دراز کے سفر کی کیا ضرورت تھی؟ ———"

عشقِ الٰہی میں فنا ہو جانے کے سبب سرکارِ وارثِ پاک زندۂ جاوید ہو گئے ہیں چنانچہ پہلے کی طرح آج بھی اپنی بے پناہ روحانی قوت سے جس کو چاہتے ہیں، خواب میں بیعت کا اعزاز عطا فرماتے ہیں۔ یہ فیضِ بیعت جس طرح آج جاری ہے بفیضِ ایزدی اسی طرح قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

جسے دیکھو ہے پروانہ مرے مخدوم وارث کا

جو پی لے ایک پیمانہ مرے مخدوم وارث کا

رہے تا حشر دیوانہ مرے مخدوم وارث کا

بہارِ عید آئی ہے، خدایا اپنی رحمت سے

بنا دے مجھ کو مستانہ مرے مخدوم وارث کا

سلاطینِ زمن آکر جہاں گردن جھکاتے ہیں

ہے وہ بستر فقیرانہ مرے مخدوم وارث کا

ہے بزمِ دہر میں شمعِ جمالِ وارثی روشن

جسے دیکھو ہے پروانہ مرے مخدوم وارث کا

Marfat.com

گیا جو در پہ سائل وہ کبھی خالی نہیں پھرتا
ہے وہ دربارِ شاہانہ مرے مخدوم وارث کا

اجل تجھ کو سلانا ہے اگر منظور اکبرؔ کو
سنادے کوئی افسانہ مرے مخدوم وارث کا

(اکبرؔ وارثی)

گاگر شریف

وارثِ اولیاء کی گاگر ہے
قائدِ اصفیاء کی گاگر ہے

قدسیوں نے سجائی ہے سر پر
نورِ ربّ العلیٰ کی گاگر ہے

پیشوا آئے پیشوائی کو
سرورِ اولیاء کی گاگر ہے

جیسے روشن ہو چودھویں کا چاند
ایسی اس مہ لقا کی گاگر ہے

شیشۂ دل نہ کیوں منور ہو
مہرِ ہندوستاں کی گاگر ہے

دردِ دل کا علاج ہے اس میں
یعنی آبِ شفا کی گاگر ہے

پیشِ ساقیِ کوثر و تسنیم
تشنگانِ وفا کی گاگر ہے

قتل پیاسے لبِ فرات ہوئے
شاہِ گلگوں قبا کی گاگر ہے

اس میں آبِ حیات ہے کاوش
شاہِ ملکِ بقا کی گاگر ہے

حقیقی بیعت

سرکارِ وارثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ رسمی بیعت کی طرف تھی ہی نہیں بلکہ آپ کا مقصودِ دلی تو حقیقی بیعت سے سرفراز کرنا تھا جس کا تعلق دل سے ہے چنانچہ دل کی بنیادی حیثیت پر زور دیتے ہوئے آپ نے تلقین فرمائی :

"ہاتھ پکڑنے سے کیا ہوتا ہے ——— دل پکڑو ———!"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو سرکارِ وارثِ پاک کو دل سے چاہتا ہے بس وہی آپ کا سچا مرید ہے ——— خواہ اس نے بیعت کی ہو یا نہ کی ہو ———!

اسی لئے تو آپ بار بار فرمایا کرتے تھے :

"ہمارے ہاں چمار ہو یا خاکروب ——— جو ہم سے "محبت" کرے وہ ہمارا ہے۔"

بس معلوم ہوا کہ آپ کے یہاں شرطِ بیعت ——— "محبت" ہے محض دست بیعت نہیں کیونکہ خالی خولی دست بیعت کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

سب وارثیوں کا ایک وارث

سرکار وارث پاک کا قول مشہور ہے کہ :———

"ہمارا مشرب "عشق" ہے جمیں انتظام ——— حرام ہے ———!"

چنانچہ سرکار وارث پاک نے اپنے سلسلۂ عشق و محبت میں کسی قسم کا انتظام روا نہ رکھا ——— چنانچہ نہ ——— سجادگی ——— کا اہتمام کیا نہ ——— خلافت ——— کا انتظام فرمایا۔ اس طرح اپنی ذات اور اپنے مریدوں کے درمیان کسی تیسری ہستی کو حائل نہ ہونے دیا ——— صرف ——— "محبت" ——— کو واسطہ بنایا۔ ؎

بس اتنا رہ گیا ہے فرق باقی
محبت میرے ان کے درمیاں ہے (قیصر افغانی)

Marfat.com

محبت کا خاصہ ہے کہ جس سے ہوتی ہے اس کا بہت ذکر کرتا ہے، چنانچہ سرکار وارث پاک کا ذکر اذکار ہی ایک سچے وارثی کا تکیہ کلام اور وظیفہ حیات ہونا چاہیئے ——— (کسی احرام پوش کا کوئی مذکور نہیں) ؎

زباں، دہن میں ہے جب تک ترا ہی نام رٹوں
مروں تجھی پہ میں جب تک یہ جان تن میں رہے

اس سلسلے میں سرکار وارث پاک نے فرمایا کہ :———

"عاشق جو کچھ معشوق کی نسبت کہے وہ بجا ہے اور جو تعظیم کرے وہ سزاوار ہے ———"

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھا دیا کہ :———

"معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ مقام تسلیم و رضا ہے"

تو اے عاشقانِ وارث تمہارے محبوب وارث پاک کا یہ کہنا ہے کہ :———

"سوائے یار کسی سے ہو کار نہیں" ؎

سراپا بیدم نیاز ہوں میں، غلام شاہ حجاز ہوں میں
ہے کوچۂ یار میری جنت میں وارثی ہوں میں فدائی ہوں

چنانچہ ہر حال میں یار ہی سے سروکار رہے ——— ہر وقت شراب وارثی کا خمار رہے۔ ؎

تیری چوکھٹ پہ سر رکھ کر قیامت تک نہ اٹھ پائے
کسی بیمارِ فرقت کو نقاہت ہو تو ایسی ہو

سرکار وارث پاک ہی تمام وارثیوں کے وارث ہیں ——— انھیں سے سروکار ہے چنانچہ خود فرماتے ہیں :———

"جب کوئی مصیبت پڑے تو ہمارا تصور کرو"

(یہ کہیں نہیں فرمایا کہ کسی احرام پوش کا تصور کرو) ——— کیونکہ :

"سوائے یار کسی سے سروکار نہیں" ؎

رہیں غوطہ زن تیری یاد میں یہی پاک بازوں کا غسل ہے
تجھے سجدہ کرلیں خیال میں، کہ جہاں پہ شرط وضو نہیں

Marfat.com

عاشق کا جانشین و خلیفہ

سرکار وارث پاک کی محفلِ حسن و عشق میں جب کبھی خلافت و جانشینی ــــ کا ذکر چل نکلتا اور کوئی پوچھ بیٹھتا کہ ــــ آپ کے بعد آپ کا خلیفہ کون ہوگا ــــ؟ ــــ تو آپ جواباً پوچھتے :۔

"مجنوں کا خلیفہ کون تھا؟"

یہ سن کر لوگ لاجواب ہو جاتے تو پھر آپ سمجھاتے کہ :۔

"عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔"

"ہماری منزلِ عشق ہے ــــــــ!"

"عشق ایک وہبی چیز ہے ــــــــ!"

"عشق پر کسی کا زور نہیں ــــــــ!"

"اُس کی کوئی تدبیر نہیں ــــــــ!"

"یہ ایک بے اختیار چیز ہے ــــــــ!"

"یہ ایک آتشِ سوزِ جگر ہے ــــــــ!"

چونکہ یہ منزل دشوار گذار ہے اس لئے طالب اس راستے کو مشکل سے پسند کرتے ہیں ــــــــ!"

اسی لئے :۔

"فقیر کم اور مشائخ زیادہ ہوتے ہیں!"

حضرات مشائخ عظام کے سلسلوں کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے :۔

"وہ طریقے سب انتظامی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل ہی بگڑ جائے ــــ!"

لیکن خاص اپنے مسلک کے بارے میں فرماتے تھے کہ :۔

"ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام ہے ــــ!"

Marfat.com

اس لئے آپ نے اپنے یہاں کسی قسم کا انتظام روا نہ رکھا —— نہ کوئی اپنا جانشین مقرر کیا اور نہ ہی کوئی خلیفہ متعین فرمایا —— بلکہ ہر محبت کرنے والے دل کو قیامت تک کے لئے اپنا خلیفہ و جانشین بنا دیا —— ! اس طرح وسیع پیمانے پر تمام عاشقوں کو اپنا لیا —— اور نہ صرف اپنا لیا —— بلکہ اپنے رنگ میں رنگ کر —— اپنا سا بنا لیا

والا معاملہ ہو گیا یعنی ؎ —— "من تو شدم تو من شدی" ع

کچھ اور ہی اب صورتِ حالات کہے ہے
جو بھی مجھ سے ملے ہے وہ تری بات کہے ہے

خلافت، جانشینی اور سجّادگی کا خاتمہ

۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء میں سرکارِ وارث پاک نے قاضی بخش علی صاحب وارثی کو حکم دیا کہ کاغذ اور قلم دوات لاؤ —— اور لکھو کہ :-

"ہماری منزل عشق ہے جو جانشینی کا دعویٰ کرے وہ باطل ہے۔
ہمارے یہاں کوئی ہو چمار ہو یا خاکروب، جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے
—— !"

حاضرین کی تصدیق کے ساتھ یہ تحریر آپ نے سب کے روبرو خادم کو دے کر فرمایا :-

"اگر کوئی شخص اس کی نقل مانگے تو اسے دے دینا۔"

چنانچہ اس طرح سلسلۂ وارثیہ میں "خاندانی خلافت" —— "نسبی جانشینی اور پشتینی سجادگی" کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا —— !

یہ عمل بھی عین سنت کے مطابق ہوا کیونکہ خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی "خلافت النبی" کا سلسلہ "نسبی سلسلے" میں منتقل نہیں فرمایا۔

اگست ۱۹۱۵ء میں جسٹس سید شرف الدین صاحب نے ڈسٹرکٹ جج لکھنؤ کی عدالت میں یہی نقل پیش کر کے آستانہ عالیہ وارثیہ کو سجادگی سے مبّرا کرا کے، وقفِ عام

Marfat.com

کا فیصلہ حاصل کر لیا ——— جو آج تک بحال ہے!

غرض کہ آپ نے اپنے لا محدود و لازوال انوار و برکات کو کسی رسم و روایت کا پابند نہ بنایا بلکہ ہر ہر طرح سے فیضِ روحانی لٹایا۔

چنانچہ کسی ایک شخص کی ذات میں اپنی سجادگی کو محدود نہ کیا اور نہ ہی چند شخصیتوں کو اپنی خلافت کا حقدار ٹھہرایا بلکہ ——— نہایت وسیع پیمانے پر آپ نے ہر محبت کرنے والے دل کو اپنا روحانی جانشین قرار دے کر اپنی باطنی خلافت کا حقدار ٹھہرایا ——— چنانچہ فرمایا:۔

"جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے ———!"

دلِ ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا؟ (غالب)

قلبِ مضطر

نہ گجرا ہے، نہ گاگر ہے، نہ چادر لے کے آیا ہوں
حضورِ شاہِ وارثؒ، قلبِ مضطر لے کے آیا ہوں
نہ دولت کی، نہ کچھ میں خواہشِ زر لے کے آیا ہوں
مئے عرفاں کی خاطر، دل کا ساغر لے کے آیا ہوں
اشارہ ہو تو جان و دل کروں قربان قدموں پر
غریبی میں بھی دل اپنا تونگر لے کے آیا ہوں
مئے توحید سے بھر دے تو سرمستِ الست اس کو
ترے میخانۂ عرفاں میں ساغر لے کے آیا ہوں
بھروسہ ہے نگاہِ لطفِ وارثؒ کا مجھے بے حد
تمنائیں اسی کے ساتھ اصغر لے کے آیا ہوں
(اصغر شاہجہان پوری)

Marfat.com

وارثی تصرفات

اگرچہ سرکارِ وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے احرام پوش درویشوں کو یہ مجاز بخشا ہے کہ وہ سرکار کے نام پر مرید کر سکتے ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ سرکارِ عالم پناہ کا فیضِ بے پایاں محض احرام پوش فقراء کے ——— دستِ بیعت ——— ہی میں محدود ہو کر رہ گیا ہے ——— نہیں ہرگز نہیں! بلکہ سرکارِ عالی وقار کے فیوض و برکات تمام قیود و حدود سے یکسر آزاد ہیں بالکل اسی طرح جس طرح زمانۂ حیات میں لامحدود و لازوال تھے، آج بھی آپ کے حسنات و برکات اپنی فیض رسانی میں بے مثال و لازوال ہیں کیونکہ عاشق کبھی نہیں مرتا بلکہ معشوقِ حقیقی کے عشق میں فنا ہو کر زندۂ جاوید ہو جاتا ہے ——— اس کی روحانی طاقت بڑھ جاتی ہے بلکہ وصالِ حق کے بعد فقیر کے روحانی تصرفات کا دائرہ وسیع ہو کر کائنات پر محیط ہو جاتا ہے [1]

اے ذوقِ دید مژدہ کہ پیلائے رنگ و بو
چٹکی میں ہے نقاب کا گوشہ لئے ہوئے

چنانچہ رؤیائے صادقہ کے ذریعے سرکارِ والا کی تربیت کا فیض قیامت تک جاری و ساری رہے گا، بے شمار بیدار بخت آج بھی عالمِ خواب میں فیضیاب ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے، علاوہ ازیں آپ ہر وارثی کو پہلے ہی یقین دلا چکے ہیں کہ پوشیدہ طور پر آپ پردۂ غیب میں اپنے ہر مرید کے محافظ ہیں، چنانچہ آپ کا قول ہے کہ:

---

[1] انتہا یہ ہے کہ خود مولوی اشرف علی تھانوی اعتراف کرتے ہیں کہ ۔ "بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر منتہ حدِ تواتر تک پہنچ گیا ہے۔" (المنتخب ص ۱۷)

پیشوائے علمائے دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں ۔ "تصرفات و کرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی میباشد بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود۔" (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۵۲)

Marfat.com

"جس مرید کو اپنے اعتقاد سے زیادہ پیر سے عقیدت ہوتی ہے
اس کا پیر غیبت میں بھی اس کا محافظ ہوتا ہے۔"

اب اس یقین دہانی کے باوجود اگر کوئی وارثی خود اپنی ذات سے وارثِ پاک کو دور سمجھتا ہے تو یہ خود اس کا قصور ہے[1] ——— ! اس سلسلے میں ہے

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے
ورنہ کوئی حجاب نہیں یار کے لئے

خود وارثِ پاک کا فرمان ہے کہ:

"جو مرید اپنے پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے ——— !"

کیونکہ پیرِ کامل اپنے مرید کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا، اسی لیے آپ کا قولِ صادق ہے کہ:

"جو پیر اپنے مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے ——— !"

ان یقین دہانیوں کے ساتھ ساتھ ——— سرکار سیدنا وارثِ پاک کے لامحدود و لازوال تصرفات کی ایک ادنیٰ مثال یہ خط ہے جو ایک وارثی کی حقیقتِ حال کا غماز ہے ——— موصوف حاجی اوگھٹ شاہ صاحب کو لکھتے ہیں کہ:

"چار یوم ہوئے کہ جناب توکل شاہ صاحب کے مرشد زادے میاں خالق داد صاحب جھجر ولی تشریف لائے۔ حسبِ معمول شام کو نمازِ مغرب کے بعد مریدوں کو توجہ دینے کے لیے حلقہ میں بٹھایا ——— وہ خوب جانتے تھے کہ میں وارثی ہوں اور خود میرے منہ سے سیدنا وارثِ پاک کی تعریف و توصیف بھی سن چکے

---

[1] اگرچہ مرید اپنے پیر سے دور بھی ہو لیکن وہ اپنے پیر کی روحانیت سے دور نہیں، چنانچہ ہر وقت اپنے پیر کو (تصورِ شیخ کے ساتھ) یاد رکھے، اس طرح اس سے فیض اٹھاتا رہے کیونکہ مرید بہر حال اپنے مرشد کا محتاج ہوتا ہے۔" (امداد السلوک فارسی از مولوی رشید احمد گنگوہی)

Marfat.com

تھے مگر پھر بھی انہوں نے مجھے حلقہ میں لے لیا۔

ان کی غرض مجھے پاس بٹھانے سے خواہ کچھ بھی ہو لیکن میں ان کے مریدوں کو ان کی توجہ میں گرتے دیکھ چکا تھا اسی لیے میرے ذہن میں یہ آیا کہ اس وقت مجھے حلقہ میں لینے سے مقصد ان کا مجھے گرا کر اپنا کمال دکھانے کے سوا اور کچھ نہیں لہٰذا جب مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میں بھی گرا یا جاؤں گا تو میں نے فوراً تو میں نے فوراً اپنے خیال کو اپنے مرشدِ پاک کی طرف مبذول کر کے تصور کو مستحکم کیا —— چونکہ سیدنا وارثِ پاک ہر جگہ جلوہ گر ہیں اس لیے سرکار کی ایسی عنایت شاملِ حال ہوئی کہ اس وقت تصور ایسا مستحکم ہوا کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا —— یہ عام کرامت سرکار وارثِ پاک کی ہے کہ جہاں کوئی مجبور فریاد کرتا ہے، آپ فوراً امداد کو پہنچتے ہیں —— اس سے بڑھ کر میرے حال پر یہ لطف و کرم ہوا کہ میری حالت ہی بدل گئی، جب میں اپنے تئیں خیال کرتا تھا شکل و صورت میں خود کو سرکار وارثِ پاک پاتا تھا[1] —— یہ کچھ بے ہوشی کی بات نہیں بلکہ میں نے اپنے آپ کو بار بار تعجب سے دیکھا —— اور خوب غور سے دیکھا —— کہیں سے ہاتھ پاؤں، قد و قامت وغیرہ میں مطلق فرق نہ پایا بلکہ اپنے آپ کو ہو بہو سیدنا سرکار وارثِ پاک پایا، اس سے نیاز مند کو اس قدر لطف حاصل ہوا کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوا تھا۔

اب میرے ناقص خیال میں تو اس کا سبب یہ آتا ہے کہ

---

[1] دیوبندی مکتبِ فکر کے جید عالم مولوی اشرف علی تھانوی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ: "اصحابِ نفوسِ قدسیہ جس قالب میں چاہیں اور جہاں چاہیں بیک وقت حاضر ہو سکتے ہیں۔" (مواعظ اشرفیہ)

Marfat.com

جب مجھے اس وقت اپنے گرائے جانے کا خوف ہوا اور سرکار سے مدد کا طالب ہوا تو سیدنا وارث پاک کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کے نام لیوا کی فضیحت ہو لہٰذا اسی وقت دستگیری فرمائی —— بس پھر تو یہ عالم ہوا کہ خود وہ میاں صاحب ہی میری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے رہے مگر اس دن نہ صرف مجھ پر بلکہ ان کے کسی مرید پر ان کی توجہ کا کچھ اثر نہ ہو سکا، آخر ہار کر یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنا حلقہ برخاست کر دیا کہ :

"تمہارے شیخ بڑے عالی مقام اور ساداتِ عظام ہیں اور نسبت بھی بہت زیادہ بڑی ہے ——!" [۱]

سبحان اللہ!

نیاز مند: محمد شریف وارثی، ۲۲ جون ۱۹۰۵ء

جھجولی ضلع انبالہ

ایسی روشن مثالوں کی موجودگی میں بھلا اب کون وارثی ہو گا جو اپنی ذات سے سرکارِ وارثِ پاک کو وردِ دستور سمجھے گا ؎

کس طرح میں تجھے مردہ کہوں، مردہ مجھوں
تجھ سے زندہ ہوں، ترے ساتھ ہی میں زندہ ہوں

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ —— موت —— ایک نقص ہے مگر :

"سچا مرید وہی ہے جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے" [۲]

چنانچہ ہر وارثی اپنے جملہ حالات پر سرکار وارث پاک کو مطلع جانے بلکہ اپنے

---

[۱] ضیافت الاحباب، از اوگھٹ شاہ وارثی

[۲] قولِ وارث، مشکوٰۃ حقانیہ

Marfat.com

یہ تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ سمجھے اور دل سے یقین کرے کہ آپ کے روحانی تصرفات لامحدود و لازوال ہیں مشکل کے وقت آپ اپنے مرید کے حامی و مددگار ہیں

جمالِ وارثی

رونقِ افزا دہر میں دیوہ کا میخانہ رہے
تا قیامت دَور میں وارث کا پیمانہ رہے

فیض تیرے در کا اتنا پیر میخانہ رہے
تیرے مستوں کو جو دیکھے وہ بھی مستانہ رہے

چشمِ باطن میں نظر آئے جمالِ وارثی
نورِ الفت سے جو روشن دل کا کاشانہ رہے

وارثی کہلائے دنیا میں سدا تیرا غلام
اتنی نسبت سے گدا کو فخرِ شاہانہ رہے

عرض ہے باسط کی اتنی اے شہنشاہِ جہاں
بندۂ ناچیز پر بھی لطفِ شاہانہ رہے

(باسط بسوانی)

جس کی تعلیمات سے پایا محبت نے فروغ
اس عظیم انساں کو گلہائے عقیدت اور سلام

Marfat.com

مناجات

یا خدا قادر و قدیر ہے تو
ناتوانوں کا دستگیر ہے تو
اپنے عز و کمال کا صدقہ
اپنی شان جمال کا صدقہ
اپنے پیارے رسول کا صدقہ
باغِ وحدت کے پھول کا صدقہ
چار یارانِ باصفا کا طفیل
کل شہیدانِ کربلا کا طفیل
حضرتِ غوثِ پاک کا صدقہ
ان کے قدموں کی خاک کا صدقہ
خواجۂ ہند الولی کے صدقہ میں
نورِ چشمِ علی کے صدقہ میں
خواجۂ خواجگان کا صدقہ
قطبِ ہندوستان کا صدقہ
خواجہ محبوب الٰہی کا طفیل
پیارے مخدوم کلیری کا طفیل
میرے وارث کی خاکِ پا کا طفیل
سرمۂ چشمِ اصفیاء کا طفیل
رحم کر مجھ پہ اے کریم مرے
قائم و دائم و قدیم مرے

Marfat.com

تیرے دیدار کا ندیدہ ہوں
ناتواں ہوں الم رسیدہ ہوں
کاسۂ آرزو مرا بھر دے
اپنے ذرے کو ماہ رو کر دے
مرحمت کر مجھے دلِ مسرور
جو تری یاد سے رہے معمور
تجھ پہ مرتا رہوں میں جینے میں
مر رہوں مکے یا مدینے میں
اب بجز اس کے اور نہ ہو کچھ کام
تجھ کو سجدے ترے نبی کو سلام
عمر، مداحیٔ نبی میں کٹے
ہر گھڑی یادِ وارثی میں کٹے
ہاتھ پھیلائے ہے ترا محتاج
رکھ لے اس ہاتھ پھیلنے کی لاج
تیرا بیدم ہوں تیرا بندہ ہوں
تیرے دروازے سرفگندہ ہوں

(بیدم وارثی)

تمام شد

Marfat.com

ماخذ کتاب

تحفۃ الاصفیاء	منشی خدا بخش شائق دریا آبادی		
رسالہ تجلی عشق	سید عبد الآحد شاہ	مطبع غوثیہ کلکتہ	سنہ ۱۸۸۳ء
عین الیقین	ایضاً	شرف پریس بہار	سنہ ۱۸۹۴ء
وسیلۂ بخشائش	مرزا قاسم جان مرزا پوری		سنہ ۱۹۰۴ء
گلدستہ وارثی	بیدم شاہ وارثی اٹاوی	مطبع الٰہی آگرہ	سنہ ۱۹۱۱ء
ضیافت الاحباب کلیات مکتوبات	حاجی اوگھٹ شاہ وارثی	اصح المطابع لکھنؤ	سنہ ۱۹۱۲
رسالہ صحیفۂ وارث		دیوہ شریف	سنہ ۱۹۱۲ تا سنہ ۱۹۲۴ء
حیات وارث	مرزا منعم بیگ فتحپوری	گورکھپور	سنہ ۱۹۱۴
مشکوٰۃ حقانیہ المعروف معارف وارثیہ	مولوی شیخ فضل حسین صدیقی الوارثی اٹاوی، بانکی پور،		سنہ ۱۹۱۹ء
تسلیم پنجگانہ	حاجی اوگھٹ شاہ وارثی	اصح المطابع لکھنؤ	اگست سنہ ۱۹۲۰ء
شہاب ثاقب موسوم بہ رد کفر	حاجی اوگھٹ شاہ وارثی	ایضاً	سنہ ۱۹۲۳ء
منہاج العشقیہ فی ارشاد الوارثیہ	محمد ابراہیم بیگ شیدا وارثی لکھنوی	ایضاً	سنہ ۱۹۲۴ء
افضال وارث المعروف تمہید عشق	ایضاً	فیض احمدی پریس لکھنؤ	
خلاصۃ السلوک	محمد ابراہیم شیدا وارثی لکھنوی	مطبع اصح المطابع لکھنؤ	
رسالہ رشحات الانس	حاجی اوگھٹ شاہ وارثی		
ریاض اکبر	خواجہ محمد اکبر وارثی میرٹھی		
حیات وارث	محمد ابراہیم بیگ شیدا وارثی لکھنوی		
رسالہ تعارف	حضرت بیدم شاہ وارثی اٹاوی	شمسی مشین پریس آگرہ	
مصحف بیدم	ایضاً	استقلال پریس لاہور	سنہ ۱۹۳۵ء
ندائے غیبی	حضرت محبوب شاہ وارثی ہندی العربی	ضیاء برقی پریس کراچی	سنہ ۱۹۴۰ء
انوار اولیاء (کامل)	رئیس احمد جعفری ندوی	شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک انارکلی لاہور	سنہ ۱۹۶۵ء
پیغام اتحاد	"حیات" وارثی	نظامی پریس لکھنؤ	سنہ ۱۹۲۴ء
تذکرۂ وارث	شہاب چشتی صابری اکبر آبادی	خورشید بک ڈپو پیپوانہ روڈ کھڑکی دہلی ۵۱	

Marfat.com

Marfat.com